مختاراتِ حکیم
من
کلام سیّد المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم

(دین کے اہم اُمور کی چہل حدیث)

مؤلفہ

حضرت مولانا حکیم عبدالقدوس صدیقی مہاجر مدنی قدس سرہٗ

مکتبہ کشمیر
چنیوٹ بازار فیصل آباد
پاکستان فون: ۶۴۰۳۲۰

مختارات حكيم من كلام

سيّد المرسلين صلی اللہ علیہ وسلم

اربعین احادیث

مئولفہ: مولانا حکیم عبدالقدوس صدیقی مہاجر مدنی

خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد زکریا صاحبؒ

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

مختاراتِ حکیم

من

کلامِ سیّد المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم

◆

(دین کے اہم اُمور کی چہل حدیث)

◆

مؤلّفہ

حضرت مولانا حکیم عبد القدّوس صدیقی مہاجر مدنی قدّس سرہٗ

خلیفہ مجاز قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمّد زکریّا قدّس سرہٗ

مُکتبہ کشمیر

چنیوٹ بازار فیصل آباد پاکستان فون: ۶۴۰۳۲۰

نام کتاب	مختارات حکیم من کلام سید المرسلین ﷺ
مصنف	حضرت مولانا حکیم عبد القدوس صدیقی
اشاعت اول	
تعداد	1100
ناشر	مکتبہ کشمیر چنیوٹ بازار فیصل آباد۔ فون:640320
مطبع	سن فلاور پیکجز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	تقریظ	۱
۱۔	مقدمہ	
۲۔	وھی عمل قابل قبول ہے جو خالص اللہ کے لئے ہو	۳
۳۔	کمال ایمان اور حقوق العباد کی میزان	۶
۴۔	انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے	۸
۵۔	مشتبہ چیزوں سے بچنے والا حرام سے بچ جاتا ہے اور اس کا دین اور عزت آبرو (محفوظ ہو جاتی ہے)	۱۱
۶۔	اسلام کے پانچ بنیادی ستون	۱۵
۷۔	فضائل قرآن مجید	۳۶
۸۔	بعض سورتوں کے خصوصی فضائل	۴۲
۹۔	فضائل ذکر	۴۴
۱۰۔	ذکر اللہ کی فضیلت کے بارے میں چند آیات مبارکہ	۴۷
۱۱۔	افضل الذکر و تزکیۃ القلب	۵۰
۱۲۔	فضائل درود شریف	۵۱
۱۳۔	کثرت درود شریف کی فضیلت	۵۴
۱۴۔	اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کرنے والا درود شریف	۵۶
۱۵۔	آداب النبی ﷺ	۵۹
۱۶۔	دعاء عبادت کا مغز ہے اور اللہ کو بے حد پسند ہے۔	۶۰
۱۷۔	جامع دعاء	۶۸
۱۸۔	فضائل جہاد	۶۸
۱۹۔	شہداء اور مجاھدین فی سبیل اللہ کا اعزاز اکرام و اجر و ثواب	۶۹
۲۰۔	غزوہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا دل میں خیال نہ گزرنا نہایت خطرناک ہے	۷۵

۲۱۔ نماز کو تام و کامل ادا کرنے کے لئے صفوں کا سیدھا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ۷۶
۲۲۔ مجسمہ، تصویر و فوٹو اور کتا جس گھر میں ہوں ملائکہ رحمت اسمیں داخل نہیں ہوتے۔ ۸۰
۲۳۔ ٹخنہ سے نیچے لنگی، پاجاما، مشلح وغیرہ لٹکانے والے کی سزا جہنم ہے۔ ۹۲
۲۴۔ مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا ملعون ہے۔ ۹۶
۲۵۔ داڑھی کا وجوب ۹۷
۲۶۔ جہنمیوں کی مخصوص دو جماعتوں کا بیان ۱۰۲
۲۷۔ کپڑے پہنے ہوئے اور ننگی ۱۰۳
۲۸۔ چہرہ کے پردہ کے لئے ارشاد خداوندی ۱۰۴
۲۹۔ شراب قطعی حرام اور نہایت نقصان دہ ہے ۱۰۵
۳۰۔ شراب کے طبی نقصانات ۱۱۱
۳۱۔ مجرب ترکیب ۱۱۲
۳۲۔ سود کا لینا دینا اور اس کو لکھنا اور اس پر گواہ بننا حرام اور موجب لعنت ہے۔ ۱۱۳
۳۳۔ قیامت کے دن دورخے شخص کا بہت برا حال ہوگا۔ ۱۲۰
۳۴۔ تمام باجے اور مروجہ گانا بجانا اور اس کی محفلیں جمانا شیطانی کام ہے اور بالاجماع حرام ہیں۔ ۱۲۲
۳۵۔ حبتہ السوداء میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے ۱۳۱
۳۶۔ حبتہ السوداء کے متعلق اطباء کی معلومات ۱۳۲
۳۷۔ افعال و خواص ۱۳۷
۳۸۔ دین میں نئی بات نکالنا مردود ہے۔ اور بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے ۱۴۰
۳۹۔ حب رسول ﷺ جز ایمان ہے ۱۴۴
۴۰۔ ایک شبہ اور اس کا حل ۱۴۷
۴۱۔ جنت ملنے کی ضمانت ۱۵۰
۴۲۔ بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا منع ہے۔ ۱۵۵
۴۳۔ عمل کا دار و مدار خاتمہ پر ہے ۱۵۸
۴۴۔ دنیوی زندگی کو مسافرانہ گزارو ۱۶۰
۴۵۔ جو دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں ۱۶۲
۴۶۔ اسلام کو عام کرنے والے کامل ایمان والے اور جنتی ہیں ۱۶۶
۴۷۔ عام مومنین کے ساتھ ہمدردانہ معاملہ ۱۷۰
۴۸۔ ہر ممکن طریقہ سے برائی کو اچھائی سے بدل دو ۱۷۴
۴۹۔ حقوق اھل بیت کی نگہداشت حق اللہ و حق رسول اللہؐ سے ہے۔ ۱۸۷
۵۰۔ خلاف فطرت فاحشہ کا مرتکب ملعون اور اللہ کی رحمت سے دور ہے۔ ۱۸۳
۵۲۔ طبی نقصانات ۱۸۶
۵۳۔ نرمی اور نرم مزاجی دوزخ سے بچانے والی جنت میں لے جانی والی ہے۔ ۱۸۸
۵۴۔ خودکشی کرنے والے کو مصیبت سے نجات نہیں ملتی وہ ہمیشہ کی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ۱۹۱
۵۵۔ نماز کے بعد سب سے زیادہ محبوب عند اللہ والدین کے ساتھ بھلائی کرنا۔ ۱۹۷
۵۶۔ اسلام میں خوش اخلاقی کا بہت اونچا درجہ اور عالی مقام ہے۔ ۲۰۵
۵۷۔ تکبر جنت کے لئے رکاوٹ اور کفر کے قریب کرنے والا ہے۔ ۲۰۸
۵۸۔ اصحاب النبیؐ براہ راست فیض و تربیت یافتہ رشد و ہدایت کے چمک دار ستارے ہیں۔ ۲۱۲
۵۹۔ توبہ و استغفار کی خاص اہمیت ۲۱۸
۶۰۔ تکلمہ ۲۲۵

تقریظ

بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

ہمارے محترم معظم بزرگ حضرت مولانا حکیم عبدالقدوس صاحب صدیقی فاضل دیوبند نزیل مدینہ منورہ دامت برکاتہم خلیفہ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے دین کے اہم اور خصوصاً وہ امور جن پر عمل آجکل امت میں متروک ہے پر مشتمل چالیس حدیثیں جمع فرمائی ہیں ایسی سنتوں پر عمل کرنے پر سو شہیدوں کے ثواب کی فضیلت کی بشارت ہے۔ ان میں اکثر حدیثوں کی طویل تشریح اور فوائد بھی لکھے ہیں اور ترغیب و ترہیب کے مؤثر انداز میں عمل کی ترغیب دی ہے جس سے وہ اس قابل ہیں کہ ہر حدیث الگ الگ بھی شائع کی جائے تاکہ کثرت سے اشاعت ہو سکے۔ چنانچہ انہی کی چہل حدیث میں سے ایک فضائل درود شریف کی حدیث الگ کتابچہ کی صورت میں اردو عربی دونوں زبانوں میں پاکستان اور پھر بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

آجکل دین کے ہر شعبہ میں ایک طرف ظاہری عمل کے اعتبار سے بھی بہت کمزوری آگئی ہے خصوصاً علوم و اعمال میں روحانیت اور نور کے فقدان کو تو ہر شخص محسوس کر رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں لفظی طور پر علوم کی نشر و اشاعت میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے جسکی ایک وجہ طباعت کے جدید وسائل اور کاروباری ذوق کا بڑھ جانا ہے۔

روحانیت اور نور کے متعلق مشائخ نے لکھا ہے کہ جو کلام کسی کی زبان و قلم سے ظاہر ہوتا ہے اس میں متکلم اور مصنف کا قلبی نور و ظلمت شامل ہوتا ہے۔ اس کے نورانی کلام اور نورانی تحریر قلوب پر اثر کرتی ہے۔ از دل خیزد بر دل ریزد۔ اور سامع اور قاری کے قلب پر اثر کرتی ہے اور اس سے سامع و قاری کو عمل کی توفیق ہوتی ہے خواہ لفظی لحاظ سے وہ کلام کتنا ہی سادہ ہو۔ اس کے برعکس ظلمانی زبان و قلم سے لکھی ہوئی تحریر خواہ کتنی ہی اعلیٰ اور ادیبانہ ہو اور اس کا اسلوب بیان کتنا ہی بلند ہو وہ وقتی طور پر دماغ کو تو اچھا لگتا ہے لیکن اس کا دل پر اثر نہیں ہوتا اور عمل کی توفیق نہیں ہوتی کیونکہ عمل کا محرک قلب ہی ہے۔ حتیٰ کہ علوم نبوت کے متعلق بھی مشائخ کا ارشاد ہے کہ علوم نبوت کاغذوں سے کاغذوں پر منتقل ہوتے رہتے ہیں لیکن انوار نبوت کا تعلق قلوب سے ہے وہ قلوب سے قلوب میں منتقل ہوتے ہیں۔

زیرِ نظر مجموعہ مختار چہل حدیث اور اسکی تشریح ایک اہل دل فاضل کی جمع کردہ ہے

اس کے جمع کرنے میں مرتب موصوف نے حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں اور توجہات کو شامل کیا اور اللہ پاک کی توفیق سے جتنا اہتمام کیا وہ مرتب کے پیش لفظ میں ظاہر ہے لہٰذا مجموعہ بہت نورانی ہے اور انشاء اللہ اتباع سنت کا موجب ہوگا۔ اس کثرت نشر واشاعت کے دور میں نورانی صفت کتب بہت کمیاب ہیں اس لئے یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت ہے اور اللہ پاک سے اس کی قبولیت کی واثق امید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو امت کے لئے نافع بنائے اور حضرت حکیم صاحب کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمائے۔

(اللہ معاف کرے) **محمد اقبال** مدینہ منورہ ۵۔ ذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم مٰلِكِ یوم الدین والصلٰوۃ والسلام علی شمس الهدایة والیقین افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا وحبیبنا ومولانا محمد النبي الأمین وعلی آله الطیبین الطاهرین وأزواجه الطیبات الطاهرات أمهات المؤمنین واصحابه نجوم الهدی وبدور الدجی واتباعه باحسان رضوان اللہ علیهم اجمعین الی یوم الدین

امابعد بندہ سیاہ کار پُرتقصیر کے دل میں عرصہ سے یہ تمنا تھی کہ علوم دین قرآن کریم اور حدیث شریف میں اپنے کو لگائے۔ خود بھی مستفید ہو اور اپنے بھائیوں کو دینی معلومات بہم پہنچائے۔ ایک طویل زمانہ مرکز علم وعرفان دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علوم دین کے بعد اپنے آبائی وخاندانی پیشہ طبابت میں مصروف ہوگیا اور مشغولیت بڑھتی چلی گئی اور اپنے اصل علوم کو تقریباً بھلا بیٹھا۔ عرصہ سے یہ کھٹک دل میں باربار ہونے لگی کہ اس جرم عظیم کے بارہ میں کل اگر سوال ہوا تو کیا ہوگا، پہلے ہی سے اپنے جرائم وتقصیرات اور ہر قسم کے گناہ بیحد وبیشمار ہیں اللہ ہی رحم فرمائے۔ کچھ عرصہ سے خالص فضل الٰہی کی رہنمائی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض وبرکات اور اپنے پیر ومرشد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری کی برکت سے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ امور دینیہ اور سنن مبارکہ سے متعلق کچھ احادیث شریفہ کو بصورت چہل حدیث جمع کرکے شائع کیا جائے، جن سے آجکل عام طور سے غفلت ہی نہیں بلکہ تغافل برتا جارہا ہے اور صراحۃً ان کی خلاف ورزی میں عام ابتلا ہے اور وہ مردہ ہوچکی ہیں تاکہ "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً" پر کسی درجہ میں عمل ہوجائے، اور ارشاد نبوی مَنْ اَحْیٰی سُنَّةً مِنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا۔ الحدیث رواہ الترمذی عن بلال بن الحارث المزنی کے موافق احیاء سنن کا اجر وثواب بھی مل جائے، ساتھ ہی اپنے رب کریم سے یہ آس بھی لگائی ہوئی ہے کہ بغیر کسی ادنیٰ استحقاق کے اپنے اس بندہ سیہ کار وگنہ گار تہیدست وبے مایہ کے حال پر رحم فرماکر اپنے فضل وکرم سے اس ادنیٰ سعی کو قبول فرماکر فضائل تبلیغ چہل حدیث عطا فرمائیں گے اور اس تالیف وجمع میں ہوجانیوالی غلطیوں کو معاف فرماکر عفو ومغفرت سے نواز دیں گے۔

ان احادیث کے جمع کرنے میں حتی الامکان اسکی رعایت کی گئی ہے کہ مختصر ہوں تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو، اس کا

بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ صحاح ستہ خصوصاً بخاری و مسلم کی احادیث ہوں وباللہ التوفیق وعلیہ التوکل والاعتماد مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۸۵ء بعد نماز جمعہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ہی سے اس چہل حدیث کی بسم اللہ کرائی، بسم اللہ کرانے کے بعد حضرت اقدس نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق کہ جس کام کو کرنا ہے اس میں جلدی فرماتے اور اس کا خاص فکر اور خیال فرماتے، تاخیر باعث گرانی ہوتی اسی طرح خدام و متعلقین کے کاموں کا بھی خاص خیال رکھتے۔ بندہ سے چند دنوں میں کئی بار دریافت فرمایا حکیم جی تمہارا کام کتنا ہوا کتنا لکھا گیا احقر عرض کر دیتا ابھی تو کچھ لکھا نہیں جا رہا ہے، حضرت دعا فرمائیں کچھ دنوں بعد جب پہلی حدیث مکمل ہو گئی تو بندہ نے عرض کیا حضرت پہلی حدیث مکمل ہو گئی اور حضرت کو مولانا بھائی عبد الحفیظ صاحب نے پڑھ کر سنائی حضرت نے بہت غور سے سنا پسند فرمایا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ بس حکیم جی ہم تو نمٹ لئے صوفی اقبال اور عبد الحفیظ کو دکھاتے رہنا۔ بندہ نے عرض کیا کہ انکو دکھاتا رہوں گا اور جب موقعہ ہو گا حضرت کو بھی سناتا رہوں گا، حضرت نے سکوت فرمایا، پاس بیٹھے ہوئے مولانا عبد الحفیظ صاحب کے چچا جان ملک عبد الغنی صاحب نے فرمایا کہ حکیم جی یہ تم نے لکھا ہے احقر نے عرض کیا جی، حضرت کے مندرجہ بالا جملہ سے احقر کچھ کھٹک گیا تھا، تقریباً دو ماہ بعد حضرت کا وصال ہو گیا۔ رفع اللہ درجاتہ واعلی اللہ مراتبہ واکرم مثواہ۔ حضرت کا ارشاد اور کھٹک صحیح ثابت ہوئی اس کے بعد حضرت کو سنانے کا موقعہ نہ ہو سکا۔ اس درمیان میں بھی حضرت نے مثل سابق کئی بار دریافت فرمایا اور تقاضہ فرمایا، بندہ کام میں لگا رہا اور دعا کیلئے عرض کرتا رہا۔ آخری بار دریافت فرمانے کے بعد کام کی سست رفتاری معلوم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جلدی کچھ نہیں آہستہ آہستہ ہو جائیگا۔ بفضلہ تعالی اسمیں لگے رہنے کی اللہ سبحانہ وتعالی نے توفیق عطا فرمائی اور حضرت شیخ قدس سرہ کے ارشاد عالی کے بموجب حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکی اور حضرت صوفی محمد اقبال صاحب ہوشیار پوری مہاجر مدنی کو دکھاتا رہا، ان دونوں حضرات کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کہ ہر دو حضرات نے اپنی کثیر مشغولیات کے باوجود سفر و حضر صحت و بیماری غرض جس حال میں بھی ہوئے جب بھی حدیث شریف مکمل ہوئی اور ان کو دکھانے کے لئے پیش کی ان حضرات نے فوراً ہی بغور پڑھا اور اصلاحات فرمائیں اور اپنے اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ جزاہما اللہ خیر الجزاء فی الدین والدنیا والآخرۃ۔ بندہ کام میں لگا رہا اور آہستہ آہستہ کام چلتا رہا۔ الحمد للہ، ۷ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ کو چالیس حدیثیں اللہ تعالی نے مکمل کرا دیں فللہ الحمد والشکر۔ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اسکو قبول فرما دیں اور اپنی سچی محبت حقیقی معرفت اور اپنے پیارے رسول کی محبت و اتباع کامل سے اس احقر کو نیز پڑھنے والوں سننے والوں کو نوازیں، آمین

مؤلف حکیم **عبد القدوس صدیقی** مدینہ منورہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ

وہی عمل قابل قبول ہے جو خالص اللہ کیلئے ہو

حدیث (۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعَمَلُ بِالنِّیَّۃِ وَاِنَّمَا لِامْرِیءٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَہِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ہِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُہَا اَوِامْرَاَۃٍ یَنْکِحُہَا فَہِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ہَاجَرَ اِلَیْہِ (بخاری بحاشیہ سندی جزو ثالث ص۲۳۸ باب من ہاجر او عمل خیراً لتزویج امراۃ فلہ ما نوی)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمل کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت کا مقصد اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشنودی ہے تو حقیقت میں اس کی ہجرت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دنیا کمانے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہوگی تو اسکی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہے (بخاری بحاشیہ سندی جزء ثالث ص۲۳۸)

فائدہ۔ خصوصی اہمیت حضرت شیخ مدفیوضہ اپنی تقریر بخاری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی مختارات اربعہ میں سے ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سے اپنی کتاب منتخب کی ہے، اور پھر ان میں سے چار منتخب کی ہیں۔ ایک "انما الاعمال بالنیات" دوسری لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ تیسری مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ اور چوتھی اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ" یہ چاروں حدیثیں اصول دین میں سے ہیں۔ بعینہ یہی چار حدیثیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا میں ان کے مختارات سے لکھی ہوئی ہیں اس کے علاوہ ایک حدیث اور امام صاحب نے اختیار کی ہے یعنی اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ، چونکہ اس حدیث کا مضمون لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ میں آگیا اس لئے امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ مگر امام صاحب نے نہایت اہتمام کی وجہ سے اسے بھی شمار فرمالیا۔ کیونکہ عالم کے اندر آجکل آئے دن جو لڑائیاں رہتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ کوئی کسی کو اپنے ہاتھ اور زبان سے محفوظ نہیں رکھتا۔ اگر ہم لوگ تعرض کرنا ہی چھوڑ دیں تو کچھ پیش نہ آئے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ چار حدیثیں اصول دین

میں سے کیونکر ہیں۔ اس کی وجہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ انما الاعمال بالنیات میں تصحیح عبادات و اعمال آگئے۔ اور حدیث لایومن الخ میں حقوق العباد آگئے۔ اور حدیث ثالث من حسن اسلام المرء الخ کے اندر اوقات کا تحفظ آگیا۔ اور چوتھی حدیث الحلال بین میں تقوی آگیا (تقریر بخاری شریف اردو)

حدیث بالا نہایت مہتم بالشان اور اس کے راوی بھی عظیم المرتبت جس میں تمام دینی و دنیوی امور کی روح کو بہت ہی مختصر چند کلمات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ تمام عبادات و اعمال کا مدار تصحیح نیت اور اخلاص پر ہے۔ نیّت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں، کسی عبادت و عمل پر اجر و ثواب جب ہی ملے گا جب کہ اس کو نیک نیتی سے کیا جائے۔ جیسی نیت ہوگی ویسی ہی جزا اس پر مرتب ہوگی۔ خلوص نیت سے ادنیٰ عمل بھی اعلیٰ سے بڑھ جاتا ہے۔ اور بدنیتی سے بڑے سے بڑا عمل بھی بے جان و بے اجر و ثواب ہو جاتا ہے، بلکہ سخت گناہ اور باعث وبال ہوتا ہے،

ہجرت جیسا اعلیٰ درجہ کا عمل جس کی فضیلت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔ اِنَّ الْہِجْرَۃَ تَہْدِمُ مَاکَانَ قَبْلَھَا جو مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت والی حدیث میں مروی ہے، یعنی ہجرت سے پہلے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں بھی بالکل بے جان ہے اگر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے نہیں ہے چاہے وہ کسی بھی دنیوی مقصد کے لئے ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہو جیسی نیت ویسی ہی ہجرت۔ چنانچہ ایک مہاجر جو بعد میں مہاجر ام قیس کے نام سے مشہور ہو گئے تھے کہ ان کی ہجرت ام قیس نامی ایک عورت سے نکاح کی شرط پورا کرنے کے لئے ہوئی تھی جیسا کہ طبرانی وغیرہ کی روایت میں ہے،

ہجرت ایک وطن چھوڑ کر دوسرا وطن بنا لینے کو کہتے ہیں لیکن یہ صورتاً ہجرت ہے۔ حقیقی ہجرت اسی وقت ہوگی جب کہ خالص لوجہ اللہ و لاتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اور ہجرت کرنے والے کو اس کا بھی اہتمام چاہیئے کہ جس وطن کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑا ہے اس کی طرف دل اٹکا نہ رہے۔ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ اپنے ایک مکتوب میں جو نواب محمد محمود علی خان صاحب کے نام ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۱ھ کو تحریر فرمایا ہے لکھتے ہیں "اگر قلب ہند میں رہا اور صرف ظاہری جسم حرمین شریفین میں رہا تو یہ حقیقی ہجرت نہ ہوئی کیونکہ اللہ کے نزدیک عمل معتبر قلب کا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ اصل ہجرت تو یہ ہے کہ اللہ کے واسطے اللہ کے سوا سب کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو رہے" انتہی کلامہ۔ بظاہر حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کا جملہ ان اللہ تعالیٰ ینظر الخ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ" رواہ مسلم سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔

اخلاص بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ دینی کوئی بھی عمل و عبادت اخلاص کے بغیر مقبول نہیں اور عند اللہ اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر نہایت تاکید کے ساتھ اخلاص کا حکم فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ و تعالیٰ ہے "وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ" الآیۃ۔ اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی خالص کر کے اسکے واسطے بندگی ابراہیم کی راہ پر۔ ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ۔ یعنی ہر قسم کے جھوٹ و باطل سے علیحدہ ہو کر خالص خدائے واحد کی بندگی کریں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بس ایک مالک کے غلام بن جائیں۔

(کوئی بھی عمل اخلاص کے بغیر مقبول نہیں)

ہجرت جس طرح ایک وطن چھوڑ کر دوسرا وطن بنا لینے کو کہتے ہیں اسی طرح تمام معاصی اور برائیوں کو چھوڑ دینے کو بھی ہجرت کہا جاتا ہے جیسا کہ مسند احمد میں حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ والی حدیث میں ہے۔ سائل نے فَمَا الْہِجْرَۃُ یعنی ہجرت کسے کہتے ہیں سوال کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان تھجر السوء یعنی تو ہر برائی کو چھوڑ دے۔ اور مہاجر کی تعریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ الخ میں ہے،

یاد رہے اگر روزمرہ کی ضرورتوں اور حوائج اصلیہ کو بھی لوجہ اللہ پورا کیا جائے تو ان پر بھی اجر و ثواب ملتا ہے مثلاً کھانا پینا، جاگنا سونا، کاروبار کرنا، اہل و عیال پر خرچ کرنا وغیرہ میں اگر یہ نیت کی جائے کہ عبادت پر مدد ملے گی اور حقوق کی ادائیگی ہوگی جو کہ شرعاً مامور بہا ہیں تو ان سب صورتوں میں اپنی ضرورتیں پوری ہونے کے ساتھ ثواب بھی ملے گا۔ ایک ہی عمل میں متعدد

نیتیں کرنے سے ہر ایک نیت کا علیحدہ ثواب ملتا ہے۔ جتنے مباح اور جائز کام ہیں ان میں ثواب کی نیت سے اجر ملتا ہے۔ لیکن کوئی حرام کام اچھی نیت سے جائز نہیں ہوتا۔ تصوف کا خلاصہ بھی تصحیحِ نیت ہے اور اس کا اعلیٰ درجہ احسان ہے، اور احسان کی ایمان و اسلام صوم و صلوٰۃ وغیرہ مہمات دین کے ساتھ حدیث جبریل میں باقاعدہ تعلیم دیگئی ہے جو کہ ممدوح و مطلوب ہے۔ اور دین سے ناآشنا غیر متبعین شریعت تارکان سنت صوفیا کا تصوف حقیقت میں تصوف نہیں۔ تصوف کو بدنام کرانے والی انتہائی گمراہ کن بدعت ہے اور بیحد مذموم ہے، جس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے،

کمال ایمانی اور حقوق العباد کی میزان

حدیث (۲) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (بخاری بحاشیہ سندی جز اول صہ ۱۲ باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص تم میں سے اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے

فائدہ یہ حدیث پاک امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی مختارات اربعہ کی دوسری اہم حدیث ہے۔ اس کے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر باش خاص خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان کامل اس وقت ہوگا جب کہ اپنے مؤمن بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے، لَا یُؤْمِنُ میں نفس ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمال ایمانی کی نفی ہے، لِاَخِیْہِ میں اَخ نسبی بھائی کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر مؤمن بھائی کو شامل ہے۔ کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ فی القرآن الکریم اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں (ترجمہ حضرت شیخ الہند) یعنی تمام مؤمن مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، اور بخاری و مسلم ہی کی دوسری حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی

سب کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اس دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد مبارک کو قسم کے ساتھ مؤکد کرکے بیان فرمایا ہے جس سے مزید تاکید معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے بیحد اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ مسند احمد میں یزید بن اسعد القشیریؓ سے ایک روایت ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا "اَتُحِبُّ الْجَنَّۃَ" کیا تو جنت کو پسند کرتا ہے؟ انھوں نے جواب میں عرض کیا نَعَمْ یعنی ہاں جی مجھے جنت پسند ہے، ارشاد فرمایا فَاَحِبَّ لِاَخِیْکَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تو پھر اپنے بھائی کے لئے وہی سب کچھ پسند کر جو تجھے اپنے لئے پسند ہے، معلوم ہوا اگر دخول جنت مطلوب و محبوب ہے تو اپنے بھائی کے لئے وہی سب کچھ پسند کرنا ضروری ہے جو اپنے لئے پسند ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی جملہ میں پوری معاشرت اور معاملات کی صلاح و فلاح کا مکمل ضابطہ اور زریں اصول تعلیم فرمایا ہے،

معاشرہ میں بہترین آداب معاشرت سیکھنے اور سکھانے کے لئے اور معاملات میں حسن معاملہ اور صفائی معاملات کے لئے اس ارشاد عالی کے بروقت استحضار سے اور اس پر عمل کرنے سے نہایت مؤدب و مہذب خوش اخلاقی اور خوش گوار تعلقات کے ساتھ زندگی بسر کیجا سکتی ہے پیچیدہ سے پیچیدہ معاملات کی الجھی ہوئی گتھیاں آسانی کے ساتھ سلجھ سکتی ہیں، اور حقوق العباد کی حفاظت اور اس کی ادائیگی آسان ہو سکتی ہے، ہمہ قسم کی حق تلفیوں اور ہزاروں صغائر وکبائر اور منہیات سے بفضلہ تعالیٰ بچا جا سکتا ہے۔ اور اپنے ایمان کو کامل بنایا جا سکتا ہے اور یہی مطلوب ہے اور پسندیدۂ رب کریم ہے، معاشرت و معاملات میں کوئی بھی جزئیہ سامنے آئے بس اتنا سوچنا اور غور کرنا تو ضروری ہے کہ مجھے اپنے لئے اس میں کیا پسند ہے اسی کو اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ کون ایسا ہے جس کو اپنی جان و مال، عزت و آبرو محبوب و پیاری نہیں ہے اپنے مسلمان بھائی کے جان و مال اور اسکی عزت و آبرو کو بھی اپنی طرح محبوب و پیاری سمجھے تو پھر وہ نہ کسی کو گالی دیگا نہ برا کہے گا نہ مذاق اڑائیگا نہ چغلخوری و غیبت کریگا نہ بغض و حسد و کینہ رکھے گا، نہ غصب کریگا نہ زنا چوری قتل و غارتگری وغیرہ وغیرہ جیسے جرائم کا مرتکب ہوگا، خود بھی راحت و آرام میں رہے گا اور اس کے بھائی بھی چین و امن اور راحت کی زندگی گزاریں گے ـــــ اللہ تعالیٰ مجھ سیاہ کار، قارئین و سامعین اور پوری امت کو اس پر عمل

کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنی مرضیات پر چلنا آسان فرمائیں آمین۔ اس کے لئے تعلق مع اللہ ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت اہم اور ضروری ہے۔ اور یہ متبع سنت بزرگوں اور اولیاء اللہ کی خدمت وصحبت اور ان کی مجالس کی شرکت سے حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح اور جتنا بھی ہو سکے ان حضرات کی مجالس میں شریک رہنا چاہیے۔

انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے

(حدیث ۳) عن علی بن حسین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وَسَلَّم اِنَّ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ ہکذا روی غیر واحد من اصحاب الزہری عن الزہری عن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی [illegible] جلد ثانی صـ٦٤ باب ما جاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس کے بعد

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔ بالکل اسی طرح اس روایت کو بہت سے اصحاب زہریؒ نے عن الزہری عن علی بن الحسینؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے۔ ترمذی جلد ثانی صـ٦٤

فائدہ مذکورہ بالا حدیث امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی مختارات اربعہ کی تیسری حدیث تحفظ اوقات کے باب میں نہایت ہی اہم ہے۔ بعینہ اس حدیث کو ان ہی الفاظ کے ساتھ احمد وطبرانی نے حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے روایت بہت ہی مختصر مگر بیحد جامع ہے، لایعنی کو چھوڑنا اور ان سے اپنے اوقات عزیز کو بچانا انسان کے اسلام کی خوبی ہے۔ لغو اور فضول باتیں اور بے فائدہ بحثیں اور بے مقصد کام لایعنی کہلاتے ہیں۔ اوامر پر عمل کرتے ہوئے اور مناہی سے رکتے ہوئے حاجات ضروریہ کو پورا کرنے کے بعد اپنے اوقات عزیز سے ایک لمحہ بھی لایعنی امور میں ضائع نہ کیا جائے۔

دنیا میں زندگی چاہے کتنی طویل ہو جائے آخرت کے مقابلہ میں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں انتہائی مختصر ہے۔ اور اس مختصر سے وقت میں جیسے اعمال وافعال اور وقت گذاری ہوگی بعد الحساب اس کے مطابق فیصلہ ہوگا، جنت کے اعلیٰ درجہ کے بالاخانے ہوں گے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو عطا فرمائے یا دوزخ ٹھکانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم سے ہم سب کو اس سے بچائے۔ آمین،

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک صحابیؓ کا انتقال ہو گیا تو ایک شخص نے

کہا "اَبْشِرْ بِالْجَنَّۃِ" تجھے جنت کی خوشخبری ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَوَلَا تَدْرِیْ فَلَعَلَّہٗ تَکَلَّمَ بِمَا لَا یَعْنِیْہِ اَوْ بَخِلَ بِمَا لَا یَنْقُصُہٗ" تجھے کیا معلوم ممکن ہے کہ اس نے کوئی لایعنی بات کہی ہو یا ایسی چیز کے دینے میں بخل کیا ہو جس کے خرچ کرنے سے کمی نہ ہو۔ حدیث مذکور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند امور پر تنبیہ فرمائی ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ لایعنی امور بھی جنت سے روک سکتے ہیں۔ بہت سے چھوٹے چھوٹے اعمال حسنہ بلکہ ایک کلمۂ خیر اگر مولیٰ کو پسند آجائے تو اجر وثواب کے اعتبار سے بہت بڑھ جاتا اور باعث نجات ہو جاتا ہے، اور بہت سے ایسے چھوٹے چھوٹے گناہ بلکہ ایک کلمۂ شر جس کے گناہ ہونے کی طرف اپنی غفلت کی وجہ سے ہمارا خیال تک بھی نہیں جاتا ناپسندیدگی مولیٰ کی بنا پر بڑے بڑے گناہوں سے بھی بڑھ جاتا ہے اور باعث سزا وعتاب ہوتا ہے، لغو اور فضول باتوں اور بے کار کاموں اور بے فائدہ بحثوں میں اپنے وقت عزیز کو ضائع کرنا اگرچہ معاصی سے بچنے کے ساتھ ہو بھلائیوں اور نیک کاموں سے روکنے والا تو بہر حال ہے جو مسلمان کی شان کے مناسب نہیں اور قساوتِ قلبی دل کی سختی کا سبب ہوتا ہے، نیز گناہوں میں بھی مبتلا ہونے کا خطرہ ہر وقت اس میں موجود ہے، اس لئے کہ باوجود احتیاط کے بھی کسی کی دل آزاری، کسی کی غیبت ہو ہی جاتی ہے جو قابل مواخذہ ہیں، یہ تو بہت ہی احتیاط کا درجہ ہے ورنہ ہماری عام مجالس کا تو حال یہ ہے کہ وہ استہزار، غیبت، بہتان، دل شکنی ودل آزاری سے اکثر خالی نہیں ہوتیں، ایمان واسلام کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہے کہ کل یوم قیامت کو حساب وکتاب ہونا ہے، اللہ کے روبرو کھڑا ہونا ہے، کمائی کرنے کا وقت بہت مختصر ہے نہ جانے کب موت آجائے۔ اس کے بعد کوئی موقعہ کسی طرح عمل کا نہیں ہے، زندگی کے ہر لمحہ بلکہ ہر سانس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھے اور مرضیات الٰہی کو جتنا بھی حاصل کیا جا سکے اس میں سبقت کرے اور اپنے وقت عزیز کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دے۔ نہ معلوم کس وقت کا کونسا عملِ خیر اور کلمۂ خیر مولیٰ کو پسند آجائے اور باعث نجات ہو جائے لہذا جتنا بھی ہو سکے اپنے وقت کو کام آنے والے امور ذکر اللہ، تلاوت قرآن کریم اور درود شریف وغیرہ میں صرف کرنا چاہیئے۔ اس شدید انحطاط کے دور میں بھی ایسے حضرات موجود ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی کے بہترین عملی نمونہ ہیں،

پانچ چھ سال قبل ایک مخلص ومحب رسول نے مدینہ منورہ مسجد نبوی کے اندر شب جمعہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو باب الرحمۃ اور باب عبد العزیز کے درمیان سے باب عمر بن الخطاب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لاتے ہوئے دیکھا۔ اور اپنے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے خادمانہ چلتے ہوئے، یہاں تک کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کے پاس پہنچ گئے، پہنچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ سے مصافحہ کیا اور حضرت شیخ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چوم لئے اور معانقہ کرتے وقت حضرت پر گریہ طاری ہوگیا، معانقہ کے بعد فوراً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست مبارک حضرت شیخ کی داڑھی پر پھیرتے ہوئے بہت ہی ناز سے فرمایا" هٰذَا إِمَامُ عَصْرِهٖ وَبَرَكَةُ دَهْرِهٖ وَابْنِيْ الْبَارُّ" یہ اپنے دور کے امام اور زمانہ کی برکت ہیں اور میرے نیک بخت بیٹے ہیں اور یہ فرماکر کھڑے ہوگئے اور واپس جانے کے لئے مڑ گئے اور وہ خود بھی ساتھ ساتھ چار یا پانچ قدم چلنے کے بعد مسکراتے ہوئے حضرت کی طرف مڑ کر دیکھا، انھوں نے بھی دیکھا حضرت نفلوں کی نیت باندھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا بس ان کی یہی ادا مجھے پسند ہے کہ وقت ضائع نہیں کرتے،

حضرت شیخ دامت برکاتہم کا تحفظ اوقات یعنی وقت کو ضائع ہونے سے بچانے اور اسکی قدر کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کی مرضیات میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں یہ مثالی عمل اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر انتہائی پسندیدگی ہمارے لئے بیحد سبق آموز ہے، اب بھی وقت ہے کاش کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں اور آج ہی سے پختہ ارادہ کرلیں کہ اپنے اوقات کو لایعنی سے بچائیں گے اور اپنے فارغ اوقات کو اچھے کاموں اور خیر کی باتوں میں صرف کریں گے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب وپسندیدہ ہیں اور ذریعۂ نجات اور باعث ترقی درجات ہیں، اور لغو ولایعنی امور سے اپنے اوقاتِ عزیز کی حفاظت کریں گے کہ یہ کامیاب مؤمنین کی صفات میں سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب مؤمنین کی صفات واوصاف کا تذکرہ فرماتے ہوئے اس کا ذکر فرمایا ہے قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ الآیۃ ابتدائی آیات سورۃ المؤمنون پارہ ۱۸ (ترجمہ) کام نکال لے گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں اور نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند یعنی اعلیٰ درجہ کی کامیابی ان ہی مؤمنین کو حاصل ہوگی جو خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور فضول وبیکار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ خود تو مشغول ہوتے ہی نہیں دوسرے اگر مشغول ہوں تو

ان کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں دھیان نہیں کرتے ان کو اپنے مولائے حقیقی کی یاد سے اور اس کے پسندیدہ اعمال سے اتنی فرصت کہاں کہ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور لایعنی میں مبتلا ہونے سے جہاں کسی ایسے کلمۂ خیر سے محرومی ہوسکتی ہے جو دخولِ جنت کے ساتھ باعثِ ترقیِ درجات ہوجاتا وہاں ایسے کلمۂ شر کے زبان سے نکل جانے کا خطرہ بھی موجود ہے جو دخول جہنم کا سبب بنجائے نعوذ باللہ من ذلک، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے" قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ" کبھی بندہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ کوئی ایسا کلمہ بولدیتا ہے جس کی طرف اس کا خیال بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرماتے ہیں اور کبھی بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے جس کی طرف اس کا خیال بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک،

مشتبہ چیزوں سے بچنے والا حرام سے بچ جاتا ہے اور اس کا دین اور عزت وآبرو محفوظ ہوجاتی ہے

(حدیث ۴) عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ استبرأ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ أَنْ يُّوَاقِعَهٗ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ أَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ حلال واضح اور ظاہر ہے اور حرام بھی واضح اور ظاہر ہے، اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی چیزیں ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص شبہ والی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت وآبرو کو بچا لیا اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہوا جیسا کہ وہ چرواہا جو حد ممنوعہ کے آس پاس چراتا ہے قریب ہے (اس کا ریوڑ) حد ممنوعہ کے اندر چرنے لگے۔ خبردار بیشک ہر بادشاہ کی طرف سے ایک حد ممنوعہ ہوتی ہے، خبردار بیشک اللہ تعالیٰ

اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَ هِیَ الْقَلْبُ رواہ البخاری بحاشیة سندي جزء اول ص۱۹ باب فضل من استبرأ لدینه

کی حد ممنوعہ اس کی زمین میں حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، خبردار بیشک جسم کے اندر گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہو تو تمام جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہے۔ (بخاری بحاشیہ سندی ص۱۹ جزء اول)

فائدہ یہ حدیث پاک امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی مختارات اربعہ کی چوتھی حدیث ہے۔ تقوی کے باب میں نہایت اہم اور بیحد جامع ہے۔ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تقوی کی انتہائی ضرورت اور اس کی اہمیت کے پیش نظر تقوی کی حقیقت، اس کو حاصل کرنے کا طریقہ اس کے جامع فوائد اور حرام سے بچنے کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر اول ایک دل نشین عام فہم مثال کے ذریعہ اور پھر بار بار متنبہ فرما کر اس کو سمجھایا ہے۔

خوف وخشیت الٰہی کی وجہ سے اپنے کو محرمات سے اس طرح بچانا کہ جس چیز میں حرام ہونے کا ادنیٰ شبہ بھی ہو اس کے قریب بھی نہ جائے یہ تقوے کی حقیقت ہے۔ حرام قطعی کے لگ بھگ اور اس سے ملتی جلتی مشتبہ اور مختلف فیہ چیزوں کو ہرگز عمل میں نہ لائے یہ تقوی حاصل کرنیکا بہترین طریقہ اور حرام سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ساتھ ہی اس کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ جن چیزوں کا حلال ہونا قرآن وحدیث یا اجماع امت سے بلا خلاف ثابت ہے ان میں خواہ مخواہ بلاوجہ دل میں شبہات پیدا کر کے ان کا چھوڑ دینا ہرگز تقوی نہیں بلکہ گناہ ہو سکتا ہے۔ بے رغبتی کی وجہ سے استعمال نہ کرنے میں حرج نہیں۔

چونکہ مشتبہ امور اور حرام سے بچنا بغیر قلب صحیح کے ممکن نہیں۔ تمام اعضاء پر اسی کی حکمرانی ہے۔ اچھے اور برے تمام افعال واقوال دل ہی کے ایما، اور ارادہ سے انجام پاتے ہیں اس لئے بار بار تنبیہ فرما کر عجیب پیرایہ میں دل کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ شبہ سے بچنے والا حرام سے بچ جاتا ہے۔ جس سے اس کا دین اور عزت وآبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ جس نے اپنا دین بچا لیا اس نے سب کچھ کما لیا۔ اور عزت وآبرو کا محفوظ ہو جانا مزید برآں ہے جس کی معاشرہ میں بیحد قدر ومنزلت ہے اور اسلام میں بھی نہایت اہمیت ہے۔ یہ دو فائدے تو کلی ہیں جن کے ضمن میں بے شمار فوائد ہیں، حلال اور حرام کا صاف صاف بیان قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں موجود ہے، علماء اور خواص ہی نہیں بلکہ تعلیمات اسلامی اور تعامل معاشرہ مسلمین کی وجہ سے عوام تک بھی عام طور سے ان سے واقف ہیں، جیسے ماکولات میں اناج سبزیاں میوہ جات پھل، مچھلی کا

گوشت، جائز نکاح سے تمتع، بیع وشراء، ہبہ ومیراث اور غنیمت سے حاصل شدہ مال وغیرہ ان اشیاء کا حلال ہونا بالکل صاف طور پر ظاہر ہے۔ کسی کو کوئی شبہ وتردد نہیں۔ اسی طرح لحم خنزیر مردار جانور کا گوشت، درندوں کا گوشت، شراب، زنا، چوری، جھوٹ بولنا، بلا حق یتیم کا مال کھانا، سود کا لین دین، قتل وڈاکہ، غیبت، دھوکہ دہی، کینہ، ظلم جیسی حرام چیزیں کہ ان کے حرام ہونے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں، یہاں تک کہ مبتلا بہ ان کو حرام ہی جانتا ہے۔ ایسے حلال کی حلت اور حرام کی حرمت میں کسی کو شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان کا ثبوت دلیل قطعی یعنی نص قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے جن کے خلاف پر کوئی دوسری قطعی دلیل نہیں ہوتی۔ لیکن ان کے مابین مشتبہات امور ہیں۔ یعنی ایسی لگ بھگ اور ملتی جلتی چیزیں ہیں جنکی حلت وحرمت واضح نہیں دلائل قطعیہ سے ثابت نہیں بلکہ مشتبہ ہے۔ عدم وضوح اور اشتباہ کی وجہ سے اکثر لوگ ان کی حلت وحرمت کی حیثیت سے واقف نہیں، عوام تو ان کو کیا جانتے علماء، فقہاء، ائمہ مجتہدین میں بھی اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ من وجہٍ حلال معلوم ہوتی ہیں اور من وجہٍ حرام اور قطعی دلیل کسی پر موجود نہیں، جس عالم وفقیہ مجتہد کو اپنے علم وتفقہ سے جو دلیل قوی معلوم ہوئی انھوں نے اسی کے مطابق اس کی حلت وحرمت کا فیصلہ کیا جیسے خچر کا گوشت اور مختلف فیہ نبیذ وغیرہ ایسی مشتبہ اور مشکوک چیزوں میں سلامتی ایمان اسی میں ہے کہ ان کو استعمال میں نہ لائے۔ اس لئے کہ اگر گنجائش سمجھکر اور معمولی جان کر ان کا استعمال کرنے لگا تو ایک دن حرام میں مبتلا ہو جائیگا اور سلامتی ایمان اور عزت وآبرو خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اس کو مثال کے ذریعہ اس طرح سمجھایا ہے جیسا کہ وہ چرواہا جو دوسروں کی محفوظ چراگاہ اور حد ممنوعہ باڑ کے آس پاس اپنا ریوڑ چراتا ہے جس میں ہر وقت اس کا خطرہ موجود ہے کہ اس کا ریوڑ حد کو پار کر کے اندر داخل ہو کر چرنے لگے اور بہت جلد ایسا ہو بھی جاتا ہے کہ چرتے چرتے ایکدم جانور اندر گھس جاتے ہیں اور یہ چرواہا مجرم ذلیل اور مستحق سزا ہوتا ہے۔ چرواہے کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ایسی جگہ کے پاس بھی نہ پھٹکے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جس کو سلامتیِ ایمان اور اپنی عزت وناموس پیاری ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مشتبہات میں ہرگز مبتلا نہ ہو جس کی وجہ سے حرام میں پڑنا ہو ہی جاتا ہے۔ پھر اس مثال کی مزید تکمیل کے لئے ارشاد فرماتے ہیں اَلَا وَاِنَّ لِکُلِّ مَلِكٍ حِمًی الخ اَلَا حرف تنبیہ ہے یعنی خبردار، ہوشیار یاد رکھو خوب سمجھ لو دنیا کے ہر بادشاہ کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ ممنوعات متعین کر کے ان کے لئے ایک حد ممنوعہ قائم کرتا ہے جن کو عمل

میں لانا اور ان میں دخول بالکل ممنوع ہوتا ہے جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ قانون شکنی کے جرم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے اور مجرم کو قرار واقعی سزا دیجاتی ہے۔ پھر مزید تنبیہ کے بعد ارشاد ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو ملک الملوک اور سلطان السلاطین ہیں اس کی حمیٰ حد ممنوعہ اسکی مقرر کردہ حرام چیزیں ہیں ان سے پوری طرح بچتے رہو اور شبہات سے بھی بچتے رہو کہ وہ بہت جلد حرام میں مبتلا کر دیتے ہیں اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً الخ یہ سب کچھ سمجھانے کے بعد تیسری بار متنبہ فرما کر اس عضو رئیس قلب کی اصلاح وصفائی کی طرف متوجہ فرماتے ہیں جو بظاہر تو چھوٹا سا ایک گوشت کا ٹکڑا ہے لیکن تمام اعضاء وجوارح اس کے تابع اور اسی کی ماتحتی میں اپنے اپنے کام اسکی منشا کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ اگر اس میں صلاح وصفائی وسالمیت ہے تو اس میں اللہ کی محبت اور مرضیات الٰہی پر سبقت اور خوف وخشیت الٰہی ہوگا۔ اور ناپسندیدہ مولیٰ، مکروہات ومعاصی سے نفرت ہوگی اور اعمال خیر کی طرف رجحان ہوگا اور تمام اعضاء سے اعمال خیر کا صدور بآسانی ہو سکے گا اور اسی صورت میں برائیوں سے بچنا ممکن ہوگا۔ تب ہی محرمات اور شبہ والی چیزوں سے بچا جا سکے گا۔ اور اگر دل صحیح وسالم نہیں اسمیں خرابی وفساد ہے اور اس میں صفائی نہیں ظلمتیں اور سیاہی ہے تو اس میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوگا، ناپسندیدہ مولیٰ مکروہات ومحرمات کی طرف رجحان ہوگا اور تمام اعضاء سے معاصی اور اعمال شر ظاہر ہوں گے جس سے ظلمتیں اور سیاہی بڑھتی جائے گی جو گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی اور بڑھتی رہتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَآءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوْ قَلْبَہٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ جب مؤمن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ اس گناہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اب اگر توبہ کرے اور رجوع الی اللہ ہو کر استغفار کرے تو اس کے دل کو صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر بجائے توبہ کے گناہ کی طرف بڑھتا رہے تو یہ سیاہ نکتے اس حد تک بڑھتے چلے جاتے ہیں کہ پورے دل کو گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے کہ حق وباطل کی تمیز باقی نہیں رہتی، یہی وہ ران ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کَلَّا بَلْ رَانَ میں ذکر فرمایا ہے " ہرگز نہیں یوں بلکہ زنگ باندھا ہے اوپر دلوں ان کے اس چیز نے کہ تھے وہ کماتے" ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب۔ یعنی اصل یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت ومزاولت سے ان کے دلوں پر زنگ

چڑھ گئے ہیں، اگر طاعات وعبادات میں ادنیٰ بھی کسل وبے رغبتی اور معاصی اور حرام کی طرف ادنیٰ بھی میلان معلوم ہوتا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ضرور کوئی گناہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے دل کی صفائی میں کمی ہونا شروع ہو گئی ہے اور سیاہی آنے لگی ہے۔ اپنے اعمال میں غور کر کے گناہ کو معلوم کرے اور اس کو چھوڑ دے اور فوراً دل کی طرف متوجہ ہو اور اس کی اصلاح وصفائی کی مکمل تدابیر شروع کر دے مبادی ایسا نہ ہو کہ آہستہ آہستہ خدانخواستہ یہ سیاہی بڑھتے بڑھتے پورے دل کو گھیر لے اور اصلاح وصفائی مشکل ہو جائے۔ اس کے لئے ایسے جامع شریعت وطریقت متبع سنت اولیاء اللہ کی صحبت نہایت ضروری ہے اور بیحد مفید ہے جنکی صرف زیارت سے اللہ یاد آتا ہے اور توجہ الی اللہ بڑھتی ہے اور خوف وخشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے، حقیقی توبہ واستغفار کی توفیق ہو جاتی ہے جس سے دل کی اصلاح وصفائی ہو جاتی ہے، یاد رہے کہ قلب کا مزکّیٰ ومصفّیٰ ہونا بہت اونچے درجہ کی بات ہے جس کے لئے عالی ہمتی کے ساتھ ایک طویل زمانہ محنت وریاضت مجاہدہ ضروری ہے، ظاہری اسباب میں اس کے بغیر نفس وشیطان کی دشمنی پر قابو پانا ممکن نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ادنیٰ صفائی کو شیطان درجہ کمال کا سمجھا کر محروم کر دے یا عجب وکبر میں مبتلا کر کے گمراہ کر دے۔ ہر شخص کو چونکہ اپنی حالت کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے خصوصاً اپنے کبر کی تشخیص بہت ہی دشوار ہے، کیونکہ کبر کی ماہیت اپنے کو اچھا سمجھنا ہے اس لئے اپنے اوپر کسی نہ کسی بزرگ کی نگرانی قائم رکھنا ضروری ہے، نَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ اَنْ یُّصْلِحَ فَسَادَ قُلُوْبِنَا۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ نُفُوْسَنَا تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا

اسلام کے پانچ بنیادی ستون

(حدیث ۵) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے (۱) گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں (۲) اور نماز قائم کرنا (۳) اور زکوٰۃ ادا کرنا

رواہ البخاری بحاشیۃ سندی ص۱۱
باب دعاؤکم ایمانکم۔

(۴) اور بیت اللہ کا حج کرنا (۵) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

فائدہ اس حدیث پاک کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی نقل فرماتے ہیں جس میں اسلام کے اہم بنیادی ارکان خمسہ کا بیان ہے، یہ حدیث پاک مختلف کتابوں میں متعدد راویوں سے الفاظ کی ادنیٰ کمی وبیشی تقدیم وتاخیر سے ملتی ہے، مضمون سب کا واحد ہے جس کا خلاصہ نہایت مختصر اور بیحد جامع حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ کے بعینہ الفاظ میں تبرکاً پڑھیے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے اپنی کتاب "فضائل نماز" میں سب سے پہلے اسی حدیث پاک کو ذکر فرمایا ہے، اس کے فائدہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ پانچ چیزیں ایمان کے بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاک حدیث میں بطور مثال کے اسلام کو ایک خیمہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو پانچ ستونوں پر قائم ہوتا ہے، پس کلمۂ شہادت خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چار ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پر ہوں۔ اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ لکڑی موجود ہو اور چاروں طرف کے کونوں میں سے کوئی سی لکڑی نہ ہو تو خیمہ قائم تو ہو جائیگا لیکن جونسے کونے کی لکڑی نہیں ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی، اس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پر خود ہی غور کرلینا چاہیئے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم کر رکھا ہے، اور اسلام کا کونسا رکن ایسا ہے جس کو ہم نے پورے طور پر سنبھال رکھا ہے، اسلام کے یہ پانچوں ارکان نہایت اہم ہیں حتیٰ کہ اسلام کی بنیاد ان ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک مسلمان کے لئے بحیثیت مسلمان ہونے کے ان سب کا اہتمام نہایت ضروری ہے" انتہیٰ کلام الشیخ قدس سرہٗ۔

ان پانچوں ارکان اور بنیادی ستونوں کے بغیر تو عمارتِ دین اسلام کا قیام اور صحت وسلامتی کے ساتھ بقا ہی ممکن نہیں ان کے علاوہ اور بہت سے امور احکامات وتعلیمات اسلام وایمان ہیں جو کمال ایمانی حسن وخوبی زینت اسلام کے لئے ضروری ہیں جیسا کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔ ایمان کے

کچھ اوپر ستّر شعبے ہیں پس اس میں سب سے افضل کلمہ لاالٰہ الا اللہ ہے اور اس کا ادنیٰ درجہ تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹا دینا ہے۔ اور حیا وشرم ایمان کا شعبہ ہے۔

پہلا رکن اسلام کا اہم ترین اور اصل اصول سب سے مضبوط اور وسطی ستون لاالٰہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو دل سے ماننا اور اس کے مفہوم کا سچے دل سے اقرار کرنا اور اس کی گواہی دینا ہے اسی کو ایمان کہا جاتا ہے، یہی وہ رکن اور اہم بنیادی ستون ہے کہ اس کے بغیر ابتداءً اسلام کا قیام ہی ممکن نہیں۔ یہی وہ شرط اوّلین ہے کہ جب تک یہ نہ ہو کوئی بھی عمل معتبر نہیں۔ اس مبارک کلمہ میں دو شہادتیں ہیں۔ پہلی شہادت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت کا سچے دل سے اقرار اور گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اپنی ذات وصفات میں یکتا۔ جملہ صفات کمالیہ اس کے لئے ثابت اور وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ یعنی نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ ثانی نہ مثل نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ خود کسی کی اولاد۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا جملہ کائنات اس کی مخلوق، تمام عالموں کا تن تنہا چلانے والا، اور تمام جہان والوں کا وہ تنہا پالنے والا، نہ اس کا کوئی مشیر ہے اور نہ وزیر، ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں، موت وحیات نفع وضرر، تنگی وفراخی اس کے حکم کے تابع، عبادت کے لائق اور بندگی کے قابل بس اللہ ہی کی ایک ذات ہے، اس کے علاوہ کسی کی بھی عبادت یا عبادت جیسی تعظیم کرنا اور اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں بلکہ شرک ہے اور مشرک کی بخشش نہیں، اس لئے انتہائی احتیاط اور بہت زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے۔ جن چیزوں میں شرک کا ادنیٰ بھی شائبہ ہو ان سے پوری طرح بچنا چاہیئے،

دوسری شہادت رسالت کی گواہی کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے برگزیدہ رسول ہیں، مرتبہ میں سب سے برتر تمام انبیاء اور مرسلین کے آپ امام اور سردار اور سب سے افضل۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی رسول ونبی نہیں، آپ کی شریعت سے پہلے کی تمام شریعتیں منسوخ اور آپ کی شریعت قیامت تک قائم ونافذ۔ فوز وفلاح وکامیابی صرف آپ کی محبت اطاعت واتباع میں منحصر ہے۔ آپؐ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بیان فرمائی۔ آپ کا فرمانا سب منجانب اللہ ہے، اس لئے آپ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور آپ سے محبت خدا سے محبت رکھنا ہے۔ آپؐ کی بات کا ماننا ضروری وفرض سمجھے، اور آپؐ کے حکم کو بلاچون وچرا تسلیم کرلے اور آپؐ نے جو اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں بتائی ہیں ان پر ایمان لائے مثل فرشتوں پر اللہ کی تمام

کتابوں پر، اور تمام رسولوں پر، اور تقدیر پر کہ اچھا اور برا سب اللہ کی طرف سے ہے، اور قیامت کے دن پر، اسی طرح قبر حشر ونشر جنت و دوزخ کے جو حالات آپ نے بیان فرمائے ان پر ایمان لائے اگرچہ ان میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی ہو ہر چیز کا سمجھ میں آنا ضروری نہیں۔ اسی طرح آپ کے بیان فرمودہ ان سب امور دینی پر بھی ایمان لائے جو اصطلاح میں ضروریات دین کہلاتی ہیں جن کا ثبوت قطعی اور متواتر اور مشہور ہے اور ان پر اجماع امت ہو چکا ہے، حدیث پاک میں وَرَسُوْلُهٗ سے پہلے عَبْدُهٗ کو ذکر فرمایا جس میں امت کے لئے تنبیہ معلوم ہوتی ہے کہ رسالت کے اقرار اور گواہی کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے عَبْدُهٗ کی گواہی اور اقرار ایمان کے لئے ضروری ہے نیز اس خطرہ کے پیش نظر کہ یہود و نصاریٰ کی طرح میرے امتی بھی بجائے عبد کے معبود اور مسجود بنالیں اور کفر و شرک میں مبتلا ہو جائیں کہ انتہائی غلو میں ابن اللہ وغیرہ کہنے لگیں جیسا کہ دوسری احادیث میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ تنبیہ فرمائی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسٰی بْنَ مَرْیَمَ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" میرے متعلق ایسا غلو نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم ؑ کے بارے میں کیا بلکہ تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔ نصاریٰ اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح ابن اللہ کہنے لگے انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ اسی خطرہ کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تنبیہ فرمائی کہ تم ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا جیسا کہ نصاریٰ نے کی ہ

دع ما ادّعته النصاریٰ فی نبیّهم
واحکم بما شئت مدحاً فیه واحتکم

ترجمہ۔ جو نصاریٰ اپنے نبی کے بارے میں کہتے ہیں وہ تو نہ کہہ اور جس قدر چاہے آپ کی مدح کے بارہ میں کہہ اور سن، (قصیدہ بردہ)

بخاری اور مسلم ہی کی ایک اور حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی نقل فرماتی ہیں "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس سے جانبر نہ ہو سکے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا" یعنی اپنے نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے لگے اور ان کو مسجود بنا لیا۔ یہود و نصاریٰ پر اس مشرکانہ فعل کی وجہ سے لعنت کی بد دعا فرماتے ہوئے ہر وقت اور ہر حال میں امت کا فکر رکھنے والے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی شدید بیماری میں کہ جس میں اپنے سوا اور کسی طرف توجہ نہیں ہوتی اپنی امت کے اس مشرکانہ فعل میں مبتلا ہونے کا خطرہ محسوس فرما کر نہایت سخت تنبیہ فرمائی ہے وہ دعویدار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنے نبی پر ہی بس نہیں کی بلکہ نام نہاد پیروں کی خود ساختہ قبروں کی پرستش شروع کر دی آنکھیں کھولیں اور غور کریں کہ کہاں جا رہے ہیں تقاضۂ محبت تو یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ اور محبوب اعمال و افعال کو اختیار کرتے چہ جائیکہ قابل لعنت و ملامت مشرکانہ اعمال اختیار کر کے خود ہی لعنت میں داخل ہوئے جا رہے ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔

دوسرا رکن نماز قائم کرنا۔ اسلام کا اہم رکن اور دین کا ستون نماز ہے، اس کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت ہی کثرت کے ساتھ اس کا حکم اور تاکید فرمائی ہے۔ کہیں اس کے اجر و ثواب بیان فرما کر تاکید کی ہے تو کہیں اس کے ترک کے نقصانات اور اس پر وعید فرما کر تاکید کی گئی ہے۔ کہیں مومنین و متقین کی بطور علامت اور صفت کے اس کو بیان فرمایا ہے تو کہیں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اہل و عیال کو اس کا حکم فرما کر انتہائی اہتمام کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور تاکید بھی ایسی کہ دشمن سے مقابلہ ہے اور نماز کا وقت ہے اس حال میں بھی نماز پڑھنی ہے اس کا مخصوص طریقہ بیان فرمایا گیا۔ غرضیکہ بغیر اضطرار کے ادنیٰ تاخیر بھی گوارا نہیں بلکہ ہر ممکن طریقہ پر پنجگانہ نماز پابندی اور جمیع ارکان صلوٰۃ فرائض و واجبات جملہ حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ اپنے وقت میں باجماعت پڑھنے کا تاکیدی حکم ہے جو اقامۂ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے اور حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ ہ جیسی آیات سے اس کی تاکید کی گئی ہے۔ (ترجمہ) خبردار ہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) بیچ والی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے (از حاشیہ) اس کی تاکید زیادہ فرمائی کہ اس وقت دنیا کا مشغلہ زیادہ ہوتا ہے۔

نماز ایسی مہتم بالشان عبادت ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ عالی میں بندوں کی جانب سے انتہائی اظہار عبدیت اس کے ذریعہ ہوتا ہے اور شان عبدیت اس سے بیحد نمایاں ہوتی ہے، اور بندہ سے بندگی عجز، زاری و انکساری محبوب باری سبحانہ وتعالیٰ ہے، اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ اور اعلیٰ کامیابی کا راز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری عز اسمہٗ ہے، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ہ کام نکال لے گئے

ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے والے اللہ کے پیارے اور کامیاب ہیں۔ نماز کے جملہ ارکان اور اس کی جمیع حرکات و سکنات سراپا عجز و زاری ہیں۔ بس کچھ توجہ مزید ہو جائے تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔

اہتمام اور پابندی سے نماز پڑھنے والے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ایسے محبوب و پسندیدہ ہیں کہ جنت کے باغوں میں ان کا اعزاز و اکرام کیا جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ و تعالیٰ ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ اور جو اپنی نماز سے خبردار ہیں وہی لوگ ہیں باغوں میں عزت سے (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) نماز کا اہتمام کرنیوالوں کے لئے اولاً تو دخول جنت پھر اس میں بھی ان کا خاص اعزاز و اکرام اللہ کا کتنا بڑا انعام ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فضائل اجر و ثواب اور نماز کی تاکید کے سلسلہ میں کثرت سے احادیث مروی ہیں۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں "سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِہٖ شَیْءٌ قَالَ فَکَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُوا اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا۔" ترجمہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا کچھ بھی اس کا میل کچیل باقی رہ سکتا ہے فرمایا بس اسی طرح پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان پانچوں نمازوں کی وجہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے کتنی بڑی فضیلت ہے پنجگانہ نماز پابندی سے ادا کرنے کی کہ جس طرح دن میں پانچ مرتبہ غسل کرنے سے بدن پر میل کچیل رہ ہی نہیں سکتا اسی طرح نماز پابندی سے پڑھنے والے کے گناہ بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں باقی نہیں رہتے۔ اس طرح معاف کر دیئے جانے والے گناہوں سے عام طور پر صغیرہ گناہ مراد ہوتے ہیں کہ کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ لیکن نماز اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک ایسا محبوب عمل ہے کہ اس کے حقوق و آداب کی رعایت کے ساتھ ادا کرنے والوں کو نماز میں اور نماز کے بعد بفضلہ تعالیٰ توبہ کی توفیق رہتی ہے جس سے کبائر بھی معاف ہوتے رہتے ہیں، اور اول تو اہتمام کے ساتھ پڑھنے والوں سے کبائر کم ہی سرزد ہوتے ہیں بلکہ ہوتے ہی نہیں اگر نماز حقیقت میں نماز ہو تو اس کی خاصیت یہی ہے۔ دوسرے عوارضات اور وجوہات کی بنا پر اگر اس کی یہ خاصیت ظاہر نہ ہو تو ممکن ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (ترجمہ) بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے (ترجمہ شیخ الہندؒ) ایک ایسی حدیث پاک جس میں نماز چھوڑنے پر سخت تنبیہ ہے اور ایسی وعید ہے کہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جس کو احمد و ترمذی نسائی و ابن ماجہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ" وہ عہد جو ان کے اور ہمارے یعنی ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے نماز ہے۔ پس جس نے اس کو چھوڑا اس نے کفر کیا نعوذ باللہ من ذلک کیسی سخت تنبیہ اور کیسی خطرناک وعید ہے نماز چھوڑنے والے کے لئے۔ مسلمان اور کافروں کے درمیان ایک خاص اور امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے۔ مسلمان نماز پڑھتے ہیں اور کافر نہیں پڑھتے۔ اب اگر کوئی مسلمان نماز چھوڑ دے اور نہ پڑھے تو ظاہر ہے کہ اسے مسلمانوں والا خاص عمل چھوڑ کر کافروں والا عمل اختیار کیا۔ اسی نوع کی ایک حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے امام احمد اور امام مسلم نے روایت کی ہے "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الرَّجُلِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختلف کتابوں میں الفاظ کی ادنیٰ کمی و بیشی کے فرق سے ملتی ہے مثلاً "بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ" نماز چھوڑنا بندہ کو کفر سے ملا دیتا ہے "بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ" کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے "لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ اِلَّا تَرْکُ الصَّلٰوۃِ" بندہ کو اور کفر کو ملانیوالی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب قدس سرہٗ اپنی کتاب فضائل نماز میں نماز چھوڑنے پر وعید اور عتاب والی فصل میں اس حدیث پاک کو نقل فرما کر فائدہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں "اس قسم کا مضمون اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے کہ ابر کے دن نماز جلدی پڑھا کرو کیونکہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ ابر کی وجہ سے وقت کا پتہ نہ چلے اور نماز قضا ہو جائے اس کو بھی نماز کا چھوڑنا ارشاد فرمایا کتنی سخت بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے چھوڑنے والے پر کفر کا حکم لگاتے ہیں گو علماء نے اس حدیث کو انکار کے ساتھ مقید فرمایا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی فکر اتنی سخت چیز ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی اہمیت ہو گی اس کے لئے یہ ارشادات نہایت سخت ہیں" انتہی کلام الشیخ نور اللہ مرقدہ۔ نماز کے سلسلہ میں چند نہایت اہم اور ضروری باتیں پڑھ کر سن کر ذہن نشین کر لیجئے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔ چونکہ نماز احکم الحاکمین اور رب العٰلمین کے دربار کی حاضری کا وقت

ہے۔ اور بندہ کے لئے اپنے معبود سے مناجات کا اہم موقعہ ہے اس لئے اس میں بہت سے امور و آداب کی رعایت بہت ضروری ہے جیساکہ دنیاوی مجالس میں تم دیکھتے ہو کہ صاحب مجلس مقام مجالس اور اہل مجلس سب ہی کا خیال اور رعایت انتہائی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ خوش قسمتی سے اگر کسی کی رسائی بادشاہ کی مجلس تک ہے اور ایسے بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں تو صاحب مجلس جو کہ بادشاہ ہے اور مقام مجلس جو کہ دیوان ملکی خاص ہے اور اہل مجلس جو کہ وزراء امراء وغیرہ ہوا کرتے ہیں ایسی مجلس کی شرکت کیلئے اعلیٰ و قیمتی لباس وضع قطع رفتار و گفتار (بول چال) نشست و برخاست (اٹھنے بیٹھنے) وغیرہ میں اعلیٰ قسم کی نظافت اور انتہائی ادب و احترام کا خیال رکھا جاتا ہے جملہ آداب شاہی کی بجا آوری کے ساتھ بادشاہ کی پسندیدگی کا ہر ہر چیز میں خاص طور پر پورا پورا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کسی چیز میں بھی ادنیٰ کمی ہو تو اولاً ایسے لوگوں کو داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے اور اگر شرکائے مجلس میں کسی سے آداب شاہی میں کوئی معمولی بھی کمی ہو گئی تو مجلس سے نکلوا دیا جاتا ہے،

جب ایک معمولی بادشاہ کی مجلس کی شرکت کے لئے ایسے اونچے درجہ کے لوازمات ہیں تو پھر بادشاہوں کے بادشاہ دونوں جہانوں کی ہر ہر چیز کے خالق اور جملہ کائنات کے تن تنہا مالک وحدہ لاشریک کے دربار کی حاضری کے وقت میں جتنے بھی زیادہ سے زیادہ لوازمات ہوں وہ کم سے کم ہوں گے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہیں۔ اپنے بندوں کو ادنیٰ بھی مشقت میں نہ ڈالا۔ اس سلسلہ میں بس اتنا ارشاد فرمایا ”یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ“ اے اولاد آدم کی لیلو اپنی آرائش ہر نماز کے وقت (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) یہ آیت شریفہ ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی جو بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے اور اس کو باعث تقرب اور ثواب سمجھتے تھے ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کہ عبادت کے وقت اپنے بدن کا تستر کرنا چاہیئے۔ بدن کی آرائش تستر اور بدن چھپانے سے ہوتی ہے ننگے ہونے سے نہیں۔ نماز کے لئے قیمتی لباس اور شاندار جوڑے کی ضرورت نہیں بلکہ بدن کو ایسے لباس سے چھپانا کافی ہے جو پاک وصاف ہو۔ لباس اور بدن کی طہارت و پاکیزگی تو بہر حال ضروری ہے۔ نماز کی اصل روح خشوع و خضوع ہے، انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی انہی مؤمنین کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ جیساکہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کام نکال لیگئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) اصل خشوع قلب کا ہے۔ اور اعضاء بدن کا خشوع اسکے تابع ہے۔ جب نماز میں توجہ الی اللہ ہوگی اور قلب خاشع اور خائف اور ساکن

و پست ہوگا تو خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے نہ پھریں گے۔ اور بازو اور سر جھکانے نگاہ نیچی رکھنے دست بستہ کھڑے رہنے کی کیفیت پیدا ہوگی، ادھر ادھر تاکنا کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے کھیلنا انگلیاں چٹخانا نہ پایا جائیگا۔ بندہ کی بندگی کی اصل کیفیت یہی ہے، اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہیں رحیم و کریم ہیں۔ اپنے بندوں پر ان کی ماؤں سے بھی سیکڑوں درجہ زیادہ مہربان ہیں، ان کی دین و دنیا اور آخرت کی انتہائی فلاح و بہبودی کے حصول کے لئے نمازوں کی ہر ہر رکعت میں سورہ فاتحہ الحمد للہ رب العلمین الخ پڑھوا کر صراط مستقیم پر چلانے اور مغضوب علیہم اور ضالین کے طریقے اور راستے سے بچانے کی دعائیں کراتے ہیں، صراطِ مستقیم پر چلنے والے جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ حضرات انبیاء، صدیقین شہداء، اور صالحین ہیں اور ان کے راستہ پر چلنے والے، اور مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں اور ان کے راستہ پر چلنے والے، جیساکہ احادیث کی روشنی میں حضرات مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے کس قدر اہتمام سے ہم سے دعائیں کراتے ہیں۔ ہمیں خود بھی دعا کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال و افعال پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اس کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ جہاں تک ہو سکے ناپسندیدہ مولیٰ کوئی چیز ہم سے نہ ہو۔ مثلاً لباس میں فساق فجار اور غیر مسلموں کے خصوصی لباس اور ان کی وضع و قطع خصوصاً یہود و نصاریٰ (جن پر اللہ کا غضب ہوا اور وہ گمراہ ہیں) کے خصوصی لباس کو استعمال نہ کیا جائے اور ان جیسی وضع قطع داڑھی اور بال نہ بنائے جائیں کہ اس پر بہت سخت وعید ہے۔ جیساکہ ابوداؤد میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہے۔ اور مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی لباس اور وضع قطع وغیرہ میں مشابہت سے بچنے کی بھی سخت ضرورت ہے کہ اس مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے، جب اس طرح کی چیزوں کو دل سے برا سمجھیں گے اور اللہ کے خوف و ڈر سے آہستہ آہستہ ان کے چھوڑنیکا اہتمام کرنا شروع کریں گے تو ان شاء اللہ منجانب اللہ اللہ کی مدد شامل حال ہوگی اور چھوڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور بغیر نماز کے بھی بفضلہ تعالیٰ بری عادتیں خود بخود چھوٹ جائیں گی۔ مساجد کے بھی کچھ آداب ہیں کہ ان کو صاف ستھرا پاکیزہ رکھا جائے اور وہاں شور و شغب دوسری عام جگہوں کی طرح اور ادھر اُدھر کی دنیاوی باتیں نہ کی جائیں، بس نماز تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن کریم اور اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے میں اوقات کو خرچ کیا جائے، مساجد میں سگریٹ و حقہ وغیرہ پی کر داخل

نہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح کچا لہسن پیاز وغیرہ کھاکر کہ اس قسم کی بدبودار چیزوں سے آلودگی اپنے رب سے مناجات کے وقت مناسب نہیں۔ اور اس سے اپنے بھائی نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور حضرات ملائکہ علیہم السلام کہ ان کی اکثر آمد ورفت مساجد میں ہوتی رہتی ہے ان کے لیئے بھی باعث اذیت وتکلیف ہوتا ہے۔ نماز چونکہ اسلام کا اہم فریضہ ہے۔ اور دین کا اہم ستون ہے اس کی ادائیگی اپنے اپنے اوقات میں پورے اہتمام کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر کسی عذر کی وجہ سے کبھی کچھ تاخیر ہوجائے تو جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد ادا کرنا چاہیئے۔ غفلت میں پڑے رہنا اور نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا نہ کرنا یا گنڈے دار نماز پڑھنا کہ کبھی فجر غائب ہے تو کبھی عشاء اور کبھی کوئی اور نماز، اسی طرح لاپرواہی سے کبھی کچھ دن بالکل ہی نماز نہ پڑھی اور سیکڑوں ہزاروں نمازیں اپنے ذمہ ہوگئیں ان کی ادائیگی کی فکر نہ کرنا بہت ہی برا اور بہت بڑا گناہ ہے، ایسا کرنیوالوں کے لیئے بہت سخت وعید ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اَنَّہٗ ذکر الصلوٰۃ یومًا فقال من حافظ علیھا کانت لہٗ نورًا وبرھانًا ونجاۃً یوم القیٰمۃ ومن لم یحافظ علیھا لم یکن لہٗ نورٌ ولا برھانٌ ولا نجاۃ وکان یوم القیٰمۃ مع فرعون وھامان واُبَیّ بن خلف اخرجہ احمد وابن حبان والطبرانی کذا فی الدر المنثور للسیوطی

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لیئے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی، اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لیئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا ذریعہ۔ اس کا حشر فرعون ہامان ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (احمد ابن حبان طبرانی) بس خیر اس میں ہے کہ ایسا کرنے والے جلد سے جلد اس گناہِ عظیم پر انتہائی ندامت وشرمندگی کے ساتھ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ نہ چھوڑنے کا عہد کریں اور ساتھ ہی اپنے ذمہ قضا نمازوں کے ادا کرنے کی فکر کریں اور اندازہ لگائیں کہ کتنی نمازیں اپنے ذمہ لازم ہیں ان سے کچھ زائد کی ادائیگی کے لیئے ہر دن میں ایک مناسب مقدار مقرر کرلیں مثلاً پانچوں نمازوں کے وقت میں اس وقت کی ایک قضا نماز اہتمام کے ساتھ ادا کرلیا کریں۔ قضا کو نوافل پر مقدم رکھیں۔ بہرحال ادائیگی ضروری ہے۔ توبہ واستغفار سے چھوڑنے کا گناہ تو معاف ہوجاتا ہے لیکن قضا کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ سیاہ کار پڑھنے اور سننے والوں اور جمیع مسلمین ومسلمات کو

اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

تیسرا رکن زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اسلام کا تیسرا اہم رکن زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کی بھی قرآن کریم میں بے حد تاکید کی گئی ہے عام طور پر صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ نیز اس کے ادا کرنے والوں کے لیئے بڑے فضائل اور ترک پر سخت وعیدیں مذکور ہیں۔ نیز احادیث شریفہ میں بھی اس کے فضائل بکثرت ملتے ہیں اور اس کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں ذکر کی گئی ہیں، ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے " وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ○ سورہ اعراف ع ۱۹ " اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھدوں گا ان کے لیئے جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں" ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ۔ ویسے تو اللہ کی رحمتِ عامہ تمام مخلوقات کو شامل ہے لیکن رحمتِ خاصہ خصوصیت کے ساتھ متقی پرہیزگاروں زکوٰۃ دینے والوں اور اللہ تعالیٰ کی تمام باتوں اور نشانیوں پر یقین کامل رکھنے والوں کے لیئے خاص ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں کے لیئے خوش قسمتی کی بات ہے کہ مالک الملک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت خاصہ کے لیئے ان کو منتخب فرماتے ہیں۔

نیز ارشاد باری سبحانہ وتعالیٰ ہے" وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَکٰوۃٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْہَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُضْعِفُوْنَ سورۃ روم ع ۴۔ ترجمہ" اور جو دیتے ہیں پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی زکوٰۃ سے سو یہ وہی ہیں جن کے دونے ہوئے" ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ۔ آیہ شریفہ میں پہلے سود کا ذکر فرمایا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو تم سود پر روپیہ وغیرہ دیتے ہو جس سے وہ بڑھتا رہے حقیقت میں یہ اللہ کے یہاں نہیں بڑھتا بلکہ گھٹتا رہتا ہے، اور عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے جو ظاہری بڑھوتری دکھائی دیتی ہے وہ گھٹتے گھٹتے اصل ہی نیست ونابود ہوجاتی ہے۔ مذکورہ بالا آیۃ شریفہ میں زکوٰۃ کے بارہ میں ارشاد ہے کہ اللہ کی رضامندی کے لیئے جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ان ہی کے مال بڑھتے اور مضاعف ہوتے ہیں۔ آخرت میں تو اجر وثواب ملتا ہی ہے دنیا میں بھی ان کے مال میں بڑھوتری اور برکات بکثرت دیکھی جاتی ہیں۔

اور زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کے لیئے خاص طور پر بہت سخت وعیدیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمائی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے " وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ

لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ○ ترجمہ "اور جو لوگ گاڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دے عذابِ دردناک کی جس دن آگ دھکائیں گے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں کہا جائیگا یہ ہے جو تم نے گاڑ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑنے کا" (ترجمہ حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہٗ) ابن کثیر آیۃ شریفہ کے تحت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں جس مال کی زکوۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں ہے اگرچہ زمین میں دفن کیا ہوا ہو۔ اور جس مال کی زکوۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے اور اس سے صاحب کنز کو داغا جائیگا انتہی۔ معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے پاس سونا چاندی مال و دولت ہے اگر وہ اس کو جمع کر کے خزینہ یا دفینہ بنا کر رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسا مال عام طور پر نصاب سے زائد ہی ہوتا ہے اور اس کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تو ان کے مال کو جہنم کی آگ پر گرم کر کے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیئے جائیں گے۔ کیسا دردناک عذاب ہے، اللہ محفوظ فرمائے آمین۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زکوۃ نہ دینے والوں کے لئے سخت وعیدیں مروی ہیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يعنی شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَة" جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے بنا دیا جائے گا اس کے مال کو گنجا سانپ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق بنا کر پہنایا جائیگا۔ پھر یہ سانپ اس کے منہ کے دونوں کناروں کو یعنی باچھوں کو پکڑ لیگا پھر کہے گا میں ہوں تیرا مال اور میں ہوں تیرا خزانہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیۃ شریفہ تلاوت فرمائی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَة اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت برا ہے ان کے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو کرتے ہو

سو جانتا ہے" ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ۔ کیسا خوفناک عذاب ہے اللہ بچائے۔

بندہ کو جو کچھ ملا ہے یا ملیگا وہ سب اس کے مالک حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وعطا سے ہے۔ بہت ہی ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے اور اپنے محسن حقیقی کا احسان مانا جائے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی رضامندی حاصل کی جائے اور اس کے احکام پر عمل کیا جائے اور اس کے ساتھ محبت وتعلق جتنا بھی ہو سکے بڑھایا جائے کہ بس وہی کام آنے والا ہے، اور دنیا وآخرت کی ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ آج جو مال و دولت ہمارے پاس ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کل نہ رہے سب ہی ضائع ہو جائے جیسا کہ رات دن کا مشاہدہ ہے، غریب امیر اور امیر غریب ہوتے ہی رہتے ہیں اور مال کے جو حقوق واجبہ ہمارے ذمہ تھے بخل کی وجہ سے ادا نہ کئے تھے وہ بھی باقی رہیں اور قیامت کے دن وہ اکٹھا کیا ہوا مال جو دنیا ہی میں ضائع بھی ہو گیا تھا اور اس سے کچھ منافع بھی حاصل نہ کئے جا سکے تھے گلے کا طوق ہو جائے اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بن جائے۔ اور اگر وہ مال تاحیات باقی بھی رہا اور دنیا کی چندروزہ زندگی میں اس سے کچھ نفع بھی حاصل کرتا رہا تب بھی آخرت کا تو یہ دردناک عذاب ہے ہی۔ بخلاف اسکے اگر اس مالک حقیقی کا شکر بجا لاتا احسان فراموشی نہ کرتا اس کے بتائے ہوئے حقوق ادا کرتا تو شکر کی وجہ سے اور زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے اس کا مال اور بڑھتا پاک وصاف ہوتا ضائع ہونے سے بچتا۔ مالک کی رضامندی اور اس کی رحمت خاصہ کے حصول کا باعث ہوتا اپنے کام آتا اپنے اہل وعیال متمتع ہوتے، خویش واقربا کے ساتھ صلہ رحمی ہوتی اور حاجتمندوں کی حاجت روائی ہوتی وہ دعائیں دیتے اور آخرت میں کنز ومال کے عذاب سے محفوظ ومامون رہتا اور طرح طرح کے اجر وثواب و درجات عالی حاصل ہوتے

چوتھا رکن حج بیت اللہ اسلام کا چوتھا اہم رکن بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔ حج اس شخص پر فرض ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو یعنی حقوق واجبہ ادا کرنے کے بعد بیت اللہ آنے جانے کا سواری کا انتظام اور کھانے پینے کا خرچ اس کے پاس ہو۔ حج کے متعلق بھی قرآن کریم میں بہت تاکید اور ترک پر سخت وعید ہے۔ اور احادیث شریفہ میں بھی بہت تاکید اور اس کے فضائل مذکور ہیں اور ترک پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ" (سورۃ آل عمران ع ۱۰) اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا

اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ، حج کی فرضیت اس آیت شریفہ کے نزول سے ہوئی اور فرضیت مشروط ہے ہر شخص پر فرض نہیں صرف اس شخص پر فرض ہے جس میں استطاعت اور قدرت ہو لیکن اگر باوجود استطاعت کے کوئی حج نہیں کرتا اور حکم نہیں مانتا تو وعید بھی بڑی سخت ہے دنیا کے لوگوں کی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں۔

حج کی فضیلت

اسلام کے اس بنیادی رکن اور فریضہ کی مقبول ادائیگی پر اجر و ثواب بہت ہی بڑا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃَ ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ نیکی والا وہی حج ہوگا جو آداب و شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے معاصی سے خالی ہو نیک کاموں میں اوقات گذارے ہوں فسق و فجور حکم عدولی اور لڑائی جھگڑے سے پاک ہو ایسا حج عند اللہ ان شاء اللہ مقبول ہی ہوتا ہے

حج کی حقیقت

حج درحقیقت ایک عاشق و غلام کا اپنے محبوب خالق و مالک محسن و مربی کے گھر کی زیارت کا پُرشوق سفر ہے جو کہ محبوب کی مقرر کردہ تاریخوں میں پہنچکر اس کے گھر کی زیارت کی جاتی ہے اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر کچھ اعمال کئے جاتے ہیں جس کے ہر ہر قدم پر اور ہر عمل سے شانِ عاشقی نمایاں ہے۔ جبکہ عاشق اپنے محبوب کی محبت اور اس کی رضامندی کی خاطر گھر اور گھر والے عزیز و رشتہ دار کاروبار سب چھوڑ چھاڑ کر وارفتہ ہو کر دور دراز طویل با مشقت سفر کی منازل یکے بعد دیگرے طے کرتا ہوا سردی ہو کہ گرمی ننگے سر پراگندہ گرد آلود بال دو چادریں مثل کفن لپیٹے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ سے اپنی حاضری اور اپنے محبوب مالک کی حمد و ثنا اور تو ہی تو کی صدا بلند کرتا منزل مقصود پر پہنچتا ہے اور اپنے محبوب کی عظمت شان جاہ و جلال اور اس کے گھر کی ہیبت و علوشان اس کے دل و دماغ رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوتی ہے، اور دوسری طرف ابتدائے سفر سے انتہا تک موت اور موت کے بعد کے مناظر کی یاد اس کو تازہ ہوتی رہتی ہے اس حال میں کیا مجال کہ محبوب و مالک کی منشا و مرضی کے خلاف کوئی حرکت اور قدم اٹھے، نہ کسی سے لڑتا ہے نہ فسق و فجور میں مبتلا ہوتا ہے اپنی پسندیدہ چیزوں کے استعمال خوشبو و عورت کی طرف اس کا خیال تک نہیں جاتا غرضیکہ تمام محظورات و ممنوعات سے خود بخود رک جاتا ہے اور جملہ اعمال و ارکان میں محبت شوق و ذوق وارفتگی کے ساتھ اپنے مالک و محبوب کی

رضا جوئی مقصود اصلی ہو جاتی ہے۔ اور یہ سب کچھ اخلاص کے ساتھ ہوتا ہے کہ میرے آقا و مالک علام الغیوب ہیں ہر طرح کی بدنیتی سے دور رہتا ہے اب اس کا ہر قدم پر شوق اور ہر حرکت و سکون بہت ہی پر امید نیز نہایت فکر و خوف و خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے ادنیٰ غفلت و تقصیر بھی پہاڑ معلوم ہوتی ہے۔ حالیہ کوتاہیوں اور سابقہ گناہوں پر اپنے غفور و رحیم مالک کے سامنے کبھی ملتزم سے چمٹ کر کبھی بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر کبھی مقام ابراہیم پر تو کبھی میزاب رحمت کے نیچے میدان عرفات میں خصوصاً اور مزدلفہ کی رات میں رو رو کر اور بلک بلک کر توبہ کرتا معافی مانگتا دعائیں کرتا ہے۔ رحمت حق اس کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ" جو شخص اللہ کے لئے حج کرے پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کرے اور نہ حکم عدولی کرے وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا یعنی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور مغفرت کر دی جاتی ہے، اور وہ حج سے ایسے حال میں واپس ہوتا ہے جیسا کہ ہوتا بچہ کہ اس کے اوپر کسی طرح کا کوئی گناہ نہیں ہوتا اور پورا پورا نواز دیا جاتا ہے کہ جنت عطا کر دی جاتی ہے۔

اگر کوئی باوجود استطاعت کے حکم نہیں مانتا حج نہیں کرتا تو پھر وعید بھی بڑی سخت ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اور جو نہ مانے تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔ کسی ادنیٰ حاکم کا اپنے ماتحتوں سے اس طرح اظہار ناراضگی اور عتاب کرنا اگر تم حکم نہیں مانتے تو جو چاہے کرو جس طرح مرو جیو تم جانو مجھے تمہاری پرواہ نہیں بہت سخت اور خطرناک سمجھا جاتا ہے، چہ جائیکہ احکم الحاکمین جس کے قبضۂ قدرت میں دنیا و آخرت کی ہر شے ہے وہ ہی ملجا و ماویٰ ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زندگی کا فیصلہ اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اسکی جانب سے ایسی بے پروائی کا اعلان ہو تو پھر کیا ٹھکانہ اللہ ہی بچائے ایسی حکم عدولی کفر و انکار سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وَمَنْ كَفَرَ الآیۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای وَمَنْ جَحَدَ عَنْ فَرِيْضَةِ الْحَجِّ فَقَدْ كَفَرَ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنْهُ مختصر تفسیر ابن کثیر ص۳۰۳ اور جس نے فریضۂ حج کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور اللہ اس سے بری ہے یعنی اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ کفر کا حکم فریضۂ حج کے انکار پر

ہوگا۔ محض حج کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے کفر لازم نہیں آتا۔ اسی طرح دوسرے فرائض چھوڑنے والے کو کافر نہ کہا جائیگا فاسق وگنہ گار کہا جائے گا، ہاں اگر چھوڑنے والا اپنی عادت مستمرہ کے بداثرات اور انتہائی لاپرواہی اور سرکشی کی وجہ سے فرائض ہی سے کسی بھی فرض کا انکار کر بیٹھا تو مومن نہ رہے گا یقیناً کافر ہو جائیگا۔ یہی مذہب ہے سلف صالحین اور جمہور اہل سنت والجماعت وائمۂ اربعہ کا۔ بخلاف فرق ضالہ معتزلہ وخوارج کے کہ محض ترک حج پر بھی کفر کا حکم لگاتے ہیں اور مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اسی کی تعلیم کرتی ہے جو سراسر ضلالت وگمراہی ہے۔ چنانچہ مودودی صاحب اپنے رسالہ حقیقت حج میں زیر عنوان حج کی تعریف مالبعد یں فرماتے ہیں" رہے وہ مسلمان جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں کچھ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گذرتا تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو اُن کو مسلمان سمجھتا ہے" انتہی کلام مودودی

غور فرمائیے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ بلا واسطہ سن کر اس کی روشنی میں قرآن کریم کو بہت صحیح طریقہ پر سمجھنے والے ہیں وہ تو آیۃ شریفہ کی تفسیر وَمَنْ کَفَرَ ای وَمَنْ جَحَدَ فرمائیں یعنی وہ جو فریضۂ حج کا انکار کرے وہ کافر ہے اور مودودی صاحب صاف صاف صرف حج نہ کرنے والوں کے لئے قطعی حکم لگادیں کہ وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں اور قرآن سے جاہل ہے جو ان کو مسلمان سمجھتا ہے۔ کتنی بڑی جرأت وگمراہی ہے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے کسی سائل کے اسطرح کے سوال کے جواب میں اپنے مکتوب میں تفصیل کے ساتھ متعدد نصوص قطعیہ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ اور امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ اور شراح حدیث کی تصریحات کے ساتھ بہت مدلل تحریر فرمایا ہے جس کی ابتدائی چند سطور درج ذیل ہیں۔

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمام اہل سنت والجماعت مسلمان ہمیشہ سے اس پر متفق ہیں کہ جو شخص کلمۂ طیبہ (اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ) دل سے کہے اس کا ایمان اجمالی متحقق ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تمام یقینی باتوں (وحدانیت، رسالت،

ملائکہ، کتابہائے خداوندیہ، قیامت، تقدیر، ختم نبوت وغیرہ قطعیات) کو دل سے مان لے اور اقرار کرے اس کا تفصیلی ایمان متحقق ہو جاتا ہے اور وہ مسلمان اور ملت اسلامیہ کا فرد بن جاتا ہے۔ اعمال میں کوتاہی سے یہ ایمان واسلام زائل نہیں ہوتا، اعمال ضروریہ کی کوتاہی سے صرف فسق آتا ہے کفر نہیں آتا۔ ہاں اگر ان امور ایمانیہ کا انکار وجحود پایا جائے تب بیشک استحقاق کفر ہوتا ہے، اعمال خواہ کسی درجہ کے ہوں ان کا ترک کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ البتہ گمراہ فرقے خوارج ومعتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ اعمال مرضیہ کے ترک کرنے سے یا گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونے سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے۔ آج ہندوستان بھر میں مودودی صاحب اور ان کی جماعت بھی یہی عقیدہ رکھتی ہے اور اسکی تعلیم وتلقین کرتی ہے۔ انتہی

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ پھر مودودی صاحب کے رسائل وخطبات سے ان کی عبارتیں نقل فرماتے ہیں اور بہت تفصیل کے ساتھ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے ان کا رد اور جواب تحریر فرماتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم ص۷۱ سے ص۸۰ تک، پورے دس صفحات میں اس طرح کے افکار وخیالات کی تردید ہے یہاں اس تفصیل کا موقعہ نہیں بہت ضروری سمجھ کر کچھ مختصراً لکھدیا۔

اس میں شک نہیں کہ حج بیت اللہ شریف بہت اہم عبادت اور اسلام کا اہم رکن ہے اور اس کا چھوڑنے والا گمراہی میں یہود ونصاریٰ کے برابر شمار کیا جاتا ہے جیساکہ امام غزالی کا قول ہے فرماتے ہیں کہ "کتنی اہم عبادت ہے کہ اس کا چھوڑنے والا یہود ونصاریٰ کے برابر شمار ہوتا ہے" ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس کھانے پینے اور ضروریات کا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو فرق نہیں اس بات میں کہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی' (ترجمہ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ)

ترمذی شریف میں اس حدیث کے تحت اس حدیث کو غریب اور اس کی اسناد میں کلام ہونے کو لکھا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نوراللہ مرقدہٗ اپنی کتاب فضائل حج میں حدیث بالا کے فائدہ کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ ”محدثین کے قواعد کے موافق اس حدیث کی سند میں کلام ہے۔ لیکن اوپر کی آیت شریفہ اور دوسری روایات سے اس حدیث شریف کی تائید ہوتی ہے۔“ انتہیٰ کلام الشیخ نوراللہ مرقدہٗ۔

سعید بن منصور حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیۃ شریفہ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ الآية نازل ہوئی (ترجمہ اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند نوراللہ مرقدہٗ) یہود نے کہا نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ ہم مسلمان ہیں تب بحکم خداوندی بطور اتمام حجت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اگر تم مسلمان ہو تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر حج بیت اللہ صاحب استطاعت کے لئے فرض فرمایا ہے، یہود نے کہا ہمارے اوپر فرض نہیں کیا اور حج کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ مختصر تفسیر ابن کثیر ص۳۰۲ اور جو نہ مانے تو اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی (ترجمہ حضرت شیخ الہند) حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ آیت شریفہ ومن کفر کا نزول یہود کے حج کی فرضیت کے انکار اور حج کے ادا کرنے سے انکار پر ہوا۔ اب اگر کوئی مسلمان حج نہیں کرتا تو اس کا یہ فعل یہودیوں جیسا فعل ہوا، اور اس نے یہودیوں کی مشابہت اختیار کی وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُ کے تحت داخل ہوا جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اس قوم میں سے ہے جو کہ بہت خطرناک ہے اور اس کی سزا بھی بہت ہی سخت ہوگی۔ اگرچہ دوسری آیات قرآنیہ صریحہ اور احادیث شریفہ کی روشنی میں انکار نہ کرنے کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہا جائے گا لیکن اس کا یہودی اور نصرانی کے برابر ہو جانا ہی ضلالت و گمراہی اور سخت دردناک عذاب کے استحقاق کے لئے کیا کم ہے، اللہ ہی بچائے ایسی حکم عدولی اور کفران نعمت سے کہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کو ٹھکرا کر حکم نہ ماننے میں یہودیوں کا طریقہ اختیار کیا، اور اگر اس حکم عدولی اور حج نہ کرنے کے ساتھ حج کی فرضیت کا بھی انکار کر دیا پھر تو وہ کافر ہو ہی گیا۔ اور کافروں کے لئے تو بہت ہی بڑی بڑی سخت سزائیں اور ہمیشہ ہمیشہ کا جہنم ہے ہی نعوذ باللہ من ذلک لیکن یہ بات بطور عقیدہ کے ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ حج نہ کرنے والے کے بارہ میں اگرچہ سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ یہود و

نصاریٰ کے مشابہ اور برابر ہونا مگر وہ بہر صورت خارج عن الاسلام نہیں ہوتا اسی لئے اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا اور مسلمان ہی سمجھا جائیگا اور وہ رہیگا بھی مسلمان۔ حج نہ کرنے کی وجہ سے وہ کافر و مشرک نہیں ہو جائیگا اور اس کے لئے مغفرت ہے، بیشک فرضیت کے انکار کرنے سے کافر اور مشرک ہو جاتا ہے اور اس کی مغفرت نہیں ہے ”اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ“ (ترجمہ) ”بیشک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہے“ ان دونوں درجوں کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے نہ سمجھنے کی وجہ سے گمراہی پیدا ہوتی ہے۔

عورت اگرچہ بوڑھی ہو بغیر محرم یا شوہر کے اس کے لئے حج کو جانا جائز نہیں جب تک محرم کے ساتھ جانے کا انتظام نہ ہو تو حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی اگرچہ حج فرض ہو جاتا ہے اگر محرم کا انتظام موت تک نہ ہو سکے تو حج بدل کی وصیت واجب ہے۔ تفصیل مفتیان حضرات سے معلوم فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے ساتھ ہونے کو اتنا ضروری قرار دیا اور اس کا اتنا اہتمام فرمایا کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جہاد کے لئے تیار تھے اور غزوہ میں ان کا نام لکھا ہوا تھا اور ان کی بیوی حج کے لئے جا رہی تھی ان کو جہاد سے روک کر بیوی کے ساتھ جانے کے لئے ارشاد فرمایا کہ سفر حج محرم کے ساتھ ہو جیسا کہ بخاری شریف میں باب حج النساء کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ ”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ فِيْ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَاَتِيْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اُخْرُجْ مَعَهَا (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے اور کوئی مرد کسی عورت کے پاس نہ جائے جب تک کہ عورت کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا فلاں غزوہ میں جانا طے شدہ ہے اور میری بیوی حج کو جا رہی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ جاؤ۔ غور فرمائیے کہ خیر القرون میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی ہے تو اب اس دور شر و فتن میں کیا گنجائش ہو سکتی ہے۔

پانچواں رکن رمضان کے روزے اسلام کا اہم بنیادی رکن رمضان شریف کے روزے رکھنا ہے، روزوں کی فرضیت تاکید اور ان کے فضائل قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بکثرت مذکور ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسا کہ فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ (ترجمہ شیخ الہند) خواہشات نفسانی کا اتباع کرنے والوں کے لئے چونکہ روزہ میں بہت صبر کرنا ہوتا ہے اور اتباع ہوا و نفس کو چھوڑنا ہوتا ہے اس لئے بڑا ہی شاق گذرتا ہے اس وجہ سے بہت تاکید اور اہتمام کے ساتھ فرمایا گیا۔ روزہ کا حکم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ابتک برابر جاری ہے اگرچہ ایام میں اختلاف رہا ہے، ماہ مبارک کی تعیین اور اس کی ایسی خصوصیات یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں۔ بظاہر بڑی حکمت روزہ میں یہ ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شرعی احکامات جو نفس پر بھاری ہوں ان کی بجاآوری آسان ہو جائے اور نفس کو اپنی پسندیدہ چیزوں سے رکنے کی عادت پڑیگی تو محرمات سے رکنا آسان ہو جائیگا اور بسہولت تقوی حاصل ہو جائے گا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بیحد و بے حساب انعامات و احسانات ہیں ان میں سے ایک رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کے روزہ کی فرضیت بھی بہت ہی بڑا انعام و احسان ہے، ایک سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں سے گنے چنے صرف انتیس تیس دن کے روزے جس سے اپنے دین اسلام کے اہم رکن فریضہ کی تکمیل اور اپنے مولا حقیقی کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے جو بندہ پر بندگی کے طور پر ضروری ہے ہی اور مولا کی اس پر ایسی پسندیدگی و انعامات مزید و خصوصی عطائیں روزہ دار کے نہ کھانے پینے کی وجہ سے جو ایک قسم کی بو آنے لگتی ہے وہ منہ کی بدبو مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار اور پسندیدہ ہے، اور روزہ دار کے لئے اپنے رب سے ملاقات کے وقت خاص روزہ کی وجہ سے خصوصی نوازشوں کی فرحت و خوشی کہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں اس کے سامنے ہیچ در ہیچ جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، روایت کچھ طویل اور اسمیں بخاری و مسلم کی روایات میں الفاظ کا کچھ فرق ہے یہاں پر اختصار کی وجہ سے صرف مسلم کی روایت سے بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ

وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فِیْهِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ بنی آدم کے ہر نیک کام کا اجر و ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک کر دیا جاتا ہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ کہ وہ میرے لئے (خاص) ہے اور میں اسکا (خاص طور پر) بدلہ دونگا خاص میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنے کھانے پینے کو چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی تو اس کے افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت، اور روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار اور پسندیدہ ہے،

روزہ دار کا ایسا خصوصی اعزاز و اکرام کہ اس کے لئے جنت میں داخلہ کا ایک مخصوص دروازہ ہے جس کا نام ریّان ہے۔ قیامت کے دن روزہ دار جنت میں اس دروازہ سے داخل ہوں گے دوسرا کوئی اس سے داخل نہ ہو سکے گا جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے "اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهُ الرَّیَّانُ یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ یُقَالُ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ (بخاری ومسلم) تحقیق جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے قیامت کے دن روزہ دار اس دروازہ سے داخل ہوں گے اس سے اور کوئی داخل نہ ہوگا پکارا جائیگا کہاں ہیں روزہ دار پس وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہ ہوگا پھر جب وہ داخل ہو جائیں گے بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ مزید برآں ماہ رمضان کی خصوصی برکتیں اور رحمتیں ماہ مبارک میں مولا کریم کی جانب سے موسلا دھار بارش کی طرح برستی ہیں اور مغفرتیں بھی بے حد و نہایت ہوتی ہیں، اور شب قدر کہ ایک ہزار مہینوں سے زیادہ خیر اور بھلائی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس رات کو عطا فرمائی ہے اور ماہ مبارک کا اعتکاف خصوصاً عشرۂ اخیرہ کا کہ اس کے بیحد فضائل ہیں خصوصاً شب قدر کی فضیلت کا حاصل ہو جانا اور بہت سے اجر و ثواب ہیں، اور ماہ مبارک کی آخری رات میں تو تمام روزہ داروں کی مغفرت کر دیجاتی ہے، ایک سراپا احتیاج بندہ جس کے لئے اس کے مولائے کریم بہت مختصر وقت میں معمولی صبر ادنی مشقت و تکلیف برداشت کرنے پر طرح طرح کے انعام و اکرام و اعزاز و اجر و ثواب عطا فرما رہے ہوں اور انتہائی کامیابی کہ مغفرت فرما رہے ہوں اور ان کے حاصل ہونے کیلئے طاعات و عبادات پر ایسی بھرپور امداد فرمائی

جارہی ہو کہ معاصی اور ناپسندیدہ اعمال کی طرف رُخ بھی نہ رہے، پورے ماہ شیاطین کو محبوس اور زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور شیاطین سے حفاظت کر دیجاتی ہے۔ ایسے طاعات و عبادات کے سازگار ماحول اور حالات میں اپنے مولائے کریم کے ایسے انعام واکرام اجر و ثواب کو چھوڑ کر اب بھی اگر کوئی اپنے مولیٰ سے سرکشی کرتا ہے اور تعمیل حکم سے روگردانی کرتا ہے روزے نہیں رکھتا اور گناہوں کی طرف بڑھا جاتا ہے۔ متوجہ الی اللہ نہیں ہوتا اور مغفرت سے دور ہوا جاتا ہے اس کے لئے بہت بڑی محرومی اور نہایت درجہ ہلاکت ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔ روزہ دار کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعاء مغفرت کریں اور اس محروم و شقی کے لئے حضرت جبرئیل امین بد دعا کریں اور خود شفیع المذنبین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آمین فرمائیں اس سے زیادہ اور کیا اس کی بدبختی اور ہلاکت ہو سکتی ہے جیسا کہ مفصل حدیث شریف میں ہے جس کو محدثین نے مختلف طرق سے روایت کیا ہے۔ علامہ طبرانی نے کبیر میں اور امام بخاری نے بر الوالدین میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جن میں تین شخصوں کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بد دعا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر آمین فرمانا منقول ہے۔ اس میں سب سے پہلی بد دعا اسی شخص کے حق میں ہے قَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ قُلْتُ اٰمِیْنَ الحدیث۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (سب سے پہلے درجہ پر جب میں نے قدم رکھا) انھوں نے کہا ہلاک ہوجیو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔

فضائل قرآن مجید

(حدیث ۶) عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی جزء ثالث ص۲۳۲ باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری بحاشیہ سندی جزء ثالث ص۲۳۲)

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والا دوسروں پر خیر اور بھلائی میں بڑی فوقیت رکھتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے بخاری ہی میں ایک دوسری حدیث ہے جس میں خَیْرُکُمْ کی جگہ اَفْضَلُکُمْ ہے یعنی قرآن سیکھنے اور سکھانے والا تم سب سے زیادہ افضل ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہے اور عزیز ہے، عام اس سے کہ الفاظ کے سیکھنے اور سکھلانے والے ہوں جیسے حفاظ اور مجودین اساتذہ اور ان کے شاگرد ناظرہ پڑھنے والے ہوں یا حفظ کرنے والے ہوں۔ معانی اور مطالب و مقاصد کے سیکھنے اور سکھانے والے ہوں جیسے مفسرین و محدثین و فقہاء حضرات اور ان کے تلامذہ اور جمیع علوم دین کی کتابوں کے مصنفین و مؤلفین حضرات کہ وہ بھی تحریری طور پر پڑھانا اور سکھانا ہے، چونکہ اصل ماخذ ان سب علوم دین کا قرآن کریم ہی ہے اس لئے ان علوم دین کا سیکھنا اور سکھانا قرآن کریم ہی کا سیکھنا سکھانا ہے، درجات کا بیشک فرق ہے۔ سیکھنے اور سکھانے کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ الفاظ کو معانی و مطالب اور مقاصد کے ساتھ سیکھے اور سکھائے اور اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف الفاظ سیکھے اور سکھائے۔ اس طرح بھی سیکھنے اور سکھانے کے فضائل و فوائد دینی و دنیوی اس قدر ہیں کہ دوسرے کسی بھی علم کے سیکھنے اور سکھانے والے اس کا کسی طرح مقابلہ نہیں کرسکتے، قرآن کریم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پاک کلام ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے افضل و برتر ہیں تو کلام اللہ کو سب سے افضل و برتر ہونا ہی چاہئے، اور افضل و برتر کلام میں لگنے والے اور اس کے سیکھنے اور سکھانے والوں کا دوسرا کون مقابلہ کرسکتا ہے، نسائی وابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ ھُمْ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ۔ تحقیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے افراد شمار کئے جاتے ہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص۔ قرآن مجید والے وہی لوگ کہلائیں گے جن کا مشغلہ ہی قرآن کریم ہے اور وہ ہر وقت اس میں لگے ہوئے ہیں۔ حدیث بالا میں ان کے لئے کتنی بڑی فضیلت اور بشارت ہے کہ ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے خواص اور اہل اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خاصانِ خدا کا کون مقابلہ کرسکتا ہے۔ نیز حدیث قدسی ہے ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ

اَفْضَلَ مَآ اُعْطِی السَّآئِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے جس شخص کو قرآن کریم کی مشغولیت میرے ذکر اور مجھ سے دعائیں مانگنے کا موقعہ نہیں دیتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔ اور کلام اللہ کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہی ہے جیسا کہ خود حق تعالیٰ شانہ کی فضیلت تمام مخلوق پر۔

فائدہ قرآن کریم کی مشغولیت اور اس میں انہماک رکھنے والوں کا درجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک کس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم میں اتنا مشغول ہے کہ اس کو دعا مانگنے کا وقت بھی نہیں ملتا اس کو اللہ تعالیٰ دعا مانگنے والوں سے بھی زیادہ اور افضل عطا فرمائیں گے اور کلام اللہ کی دوسرے کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی علوشان اور افضلیت اس کی تمام مخلوق پر۔ ظاہر ہے کہ رفعت وعلوشان الٰہی کے اعلیٰ مدارج کی کوئی حد ونہایت نہیں اور تمام مخلوقات تو قدرتِ الٰہی کا ادنیٰ نمونہ ہے، اس صورت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی افضلیت اس کی اپنی مخلوق پر کتنے لامحدود درجے بڑھی ہوئی ہے کہ اس کے اعداد وشمار احاطہ سے باہر بلکہ احاطہ کا تصور بھی ناممکن۔ بس یہی حال ہے کلام اللہ کی افضلیت کا دوسرے کلاموں پر کہ افضلیت کے درجات کی انتہا کا تصور بھی ممکن نہیں، بہت ہی غور وفکر کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو علاوہ علوم قرآن ودین دوسرے علوم وفنون ومشاغل کو قرآن کریم پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسی نعمتِ عظمیٰ اور فضیلت سے محروم ہوجاتے ہیں، قرآن کریم کے پڑھنے کے فضائل وفوائد اجر وثواب بہت کثرت سے احادیث میں مذکور ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی شریف میں روایت ہے وہ فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا لَآ اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے اس کے لئے اس حرف کے پڑھنے کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ پورا ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

فائدہ کلام اللہ شریف کی تلاوت کرنے میں ہر ہر حرف کے پڑھنے کا ثواب مستقل ایک ایک نیکی کا ملتا ہے۔ اور ہر ایک نیکی پر کم از کم دس نیکیوں کے ثواب کا وعدہ ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ

فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا پ۸ سورۃ انعام ع ۲۰۔ (ترجمہ) جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اس کے لئے اس کا دس گنا ہے، اور زائد کی کوئی حد نہیں وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ پ۳ سورہ بقرہ ع ۳۵ اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حرف کی وضاحت اور تشریح بھی فرمائی کہ الٓمّٓ کو ایک حرف شمار نہیں کیا جائیگا بلکہ اس میں جو الف لام میم تین حرف ہیں ان کو مستقل علیحدہ علیحدہ ایک ایک حرف گنا جائیگا، اور ہر حرف پر مستقل ثواب عطا فرمایا جائیگا، قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت سورہ اخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کا ثواب علاوہ اس کے کہ حدیث شریف میں اس کو ثلث قرآن کے برابر فرمایا گیا ہے، چونکہ اس میں پینتالیس حروف ہیں اس لئے اس کا ایک دفعہ پڑھنا ساڑھے چار سو نیکیاں کرنے کے برابر ہے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ حضرات جن کے معمولات میں روزمرہ ایک قرآن کریم کی تلاوت ہے اور کروڑوں سے بہت زیادہ نیکیاں ہر دن ان کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں، یہ ثواب قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت پر ہے، الفاظ کے معانی ومطالب ومقاصد کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے ساتھ ہو تو اس کے فضائل اجر وثواب اس کے علاوہ ہیں، قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی بہت ہی بڑی فضیلت ہے، ابوداود شریف میں حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِیْہِ اُلْبِسَ وَالِدَاہُ تَاجًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ضَوْءُہٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِیْ بُیُوْتِ الدُّنْیَا لَوْ کَانَتْ فِیْکُمْ فَمَا ظَنُّکُمْ بِالَّذِیْ عَمِلَ بِہٰذَا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ قرآن میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو ایک ایسا تاج قیامت کے دن پہنایا جائے گا جس کی روشنی اس سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی جو دنیا کے گھروں میں سے خاص تمہارے گھر میں ہو پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے، قرآن پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی فضیلت کس قدر ہے کہ پڑھ کر عمل کرنے والے کے والدین کو ایسا نورانی تاج پہنایا جائیگا کہ اس کی روشنی اور چمک اس سورج کی روشنی اور چمک سے بھی بہت زیادہ ہوگی جو کہ خود تمہارے گھر میں طلوع ہو رہا ہو، سورج زمین سے اس قدر دور ہونے کے باوجود اس کی روشنی کا یہ حال ہے کہ جس گھر میں بھی اس کی معمولی روشنی پہنچتی ہے وہ روشن ہو جاتا ہے، تاریکی دور ہو جاتی ہے، غور کیجئے اگر یہ روشن آفتاب خود کسی کے گھر میں ہو تو اس کی روشنی اور چمک کا کیا حال ہوگا، قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی

برکت اور طفیل سے اس کے والدین کی جب یہ عزت افزائی ہوگی اور بلند مرتبہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے تو خود اس پر عمل کرنیوالے کا اعزاز واکرام کس قدر ہوگا ظاہر ہے کہ جب طفیلیوں کا یہ حال ہے تو اصل کا اس سے بدرجہا زیادہ ہوگا ۔

اٹک اٹک کر اور ہجے کر کے بمشکل پڑھنے والے تنگ دل نہ ہوں کہ ان کے لئے دوہرا ثواب ہے اور روانی ومہارت سے پڑھنے والے تو ملائکہ کاتبین نیکوکار کے ساتھ ان کا شمار ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ اَجْرَانِ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کا ماہر اُن ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی اور نیکوکار ہیں ۔ اور جو شخص قرآن کریم کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہے اور حافظ قرآن کا درجہ تو بہت ہی بلند ہے کہ اس کا درجہ ومقام جنت کے درجات میں سے وہ اعلیٰ درجہ ہے جہاں پر وہ قرآن کریم تلاوت کرتے کرتے پہنچ سکے گا ، وہ جس درجہ پر پہنچ کر تلاوت ختم کریگا اور ٹھہریگا وہی اس کا مقام ہے ، جیسا کہ ترمذی ابوداؤد ونسائی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَأُهَا ۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائیگا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا ، بس تیرا مقام وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے ، ظاہر ہے کہ صاحب قرآن اور اس طرح پڑھنے والے سے مراد حافظ قرآن ہے یا کثیر التلاوت ناظرہ خواں ہے کہ کثرت تلاوت کی وجہ سے اس کو قرآن ایسا ازبر اور رواں ہے کہ حافظ کی طرح پڑھتا جاتا ہے ، پھر وہ اور حافظ بھی اس طرح وہی پڑھ سکے گا جو دنیا میں بھی خوب تلاوت کرتا رہتا تھا ، اسی کو اس طرح یاد رہیگا ، نام کا حافظ وہاں بھی بھول جائے گا حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ اپنی کتاب فضائل قرآن میں تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ ملاعلی قاریؒ نے ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا میں بکثرت تلاوت کرتا رہتا تھا تب تو

اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جائیگا ، اللہ جل شانہ اپنا فضل فرماویں کہ ہم سے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے والدین نے دینی شوق میں قرآن شریف یاد کرادیا تھا مگر وہ اپنی لاپرواہی اور بے توجہی سے دنیا ہی میں ضائع کردیتے ہیں اور اس کے بالمقابل بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن پاک یاد کرتا ہوا اور اس میں محنت ومشقت برداشت کرتا ہوا مر جائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا ، حق تعالیٰ کے یہاں عطا میں کوئی کمی نہیں کوئی لینے والا ہو ، انتہیٰ کلام الشیخ نور اللہ مرقدہٗ ۔

یوں تو تمام قرآن کریم نور ہی نور ہے اور اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن سفارشی لیکن سورۂ بقرہ اور سورہ آل عمران کے بارہ میں خاص طور پر حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں چمکتی ہوئی ہیں ان کو پڑھو اور یہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کیلئے قیامت کے دن سفارش کریں گی جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ فَاِنَّهُ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ اِقْرَؤُا الزَّهْرَاوَيْنِ اَلْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا يَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَايَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَؤُا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ" رواہ مسلم (ترجمہ) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ قرآن پڑھو کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی ہوگا ، چمکتی ہوئی دو سورتیں پڑھو ، سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران قیامت کے دن یہ دونوں ایسے حال میں آئیں گی گویا کہ یہ بادل ہیں یا دو سایہ کرنے والی چیزیں ہیں یا پرندوں کی صف بستہ دو ٹکڑیاں ہیں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گی ۔ سورہ بقرہ پڑھو اس پر عمل کرنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہل باطل اس پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ خلاصہ یہ کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران اپنے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے ہولناک دن میں خاص طور پر محافظ بن کر سفارش کرنے والی ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے لئے پوری پوری کوشش کریں گی ۔ اور درگاہ رب العزت میں خوشامدانہ طور پر جھگڑ کر سفارش کا پورا پورا حق ادا کریں گی ۔ سورہ بقرہ پڑھنے سے برکت

ہوتی ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور اہل باطل اس پر عمل ہی نہ کر سکیں گے،

بعض سورتوں کے خصوصی فضائل

سورہ فاتحہ الحمد شریف کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی حضرت سعید ابن معلی کی روایت سے بخاری شریف میں مذکور ہے۔ متعلقہ جز کو ذکر کیا جاتا ہے۔ قلت یا رسول اللہ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ قال اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا کہ آپ قرآن کریم کی بہت بڑی (افضل) سورت مجھے سکھائیں گے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ الحمد للہ رب العلمین ہے جو کہ سبع مثانی (سات آیتوں والی نماز میں بار بار پڑھے جانے والی) اور قرآن عظیم ہے جو کہ میں دیا گیا ہوں۔ الحمد قرآن کریم میں بہت بڑی فضیلت والی عظیم المرتبت سورت ہے اور اس کے بیحد فوائد ہیں ہم نمازوں میں اور ویسے بھی بے خیالی سے پڑھ کر گذر جاتے ہیں اور اس کی قدر و منزلت کا احساس تک بھی نہیں ہوتا، کاش کہ اس کے معنی و مفہوم پر غور کر کے اگر خود عالم ہیں ورنہ کسی عالم سے اچھی طرح سمجھ کر تلاوت کی جائے تو دین و دنیا کی بھلائی صرف اس سورت کو بغور سمجھ کر اس پر پوری طرح عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے نیز تمام بیماریوں سے شفا بھی سورہ فاتحہ کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ دارمی اور بیہقی میں حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً روایت ہے وہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ فَاتِحَۃِ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب فضائل قرآن میں خاتمہ کے تحت سورہ فاتحہ کے فضائل اور اس کے بعض اعمال مشائخ سے درج فرمائے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ نیز حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے فضائل قرآن کے متعلق چالیس حدیثیں مستقل اور خاتمہ کے تحت مزید سات حدیثیں درج فرمائی ہیں۔ اور بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ اپنے خاص انداز میں ان کی تشریح فرمائی ہے۔ خود مطالعہ فرمائیں اور دین و دنیا کے بے شمار فوائد سے مالا مال ہوں۔ اس ناکارہ نے تو اس مختصر میں صرف فضائل کی ایک حدیث نقل کی اس کے ضمن میں چند حدیثیں آگئیں درحقیقت قرآن کریم کے بیحد و بے نہایت فضائل ہیں اور اس کی تلاوت اور اس کے ساتھ مشغولیت میں دینی و دنیوی ظاہری و باطنی بیشمار فوائد ہیں۔ جیسا کہ کثرت سے احادیث بھی اس باب میں وارد ہیں جتنا بھی زیادہ سے زیادہ لکھا جائے وہ کم سے کم ہے اور یہ نااہل تو لکھ ہی کیا سکتا ہے۔ سب سے اعلیٰ فائدہ جو جامع الفوائد معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے اور اللہ سے محبت بڑھتی ہے۔ رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے جتنی آداب کی رعایت اہتمام خلوص غور و فکر اور شوق و محبت کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ روز افزوں لذت محبت بڑھتی ہے اور محبت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ یہ ایسے محبوب کا پاکیزہ کلام ہے جو جمیع صفات جمال و کمال میں یکتا ہے اور ہر عیب سے منزہ و پاک ہے اور ایسے منعم و محسن و معطی کا پاک کلام ہے کہ ہمارے وجود سے لیکر ہمارا سب کچھ اس خالق کائنات کا عطیہ ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر شئی ہے دنیا و آخرت کی ہر چیز کا وہ ایسا با اختیار مالک ہے کہ اس کے حکم و منشا کے بغیر کوئی ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا وہ احکم الحاکمین اور ملک الملوک ہے تمام جہانوں میں اگر فرماں روائی ہے تو بس اسی ایک ذات پاک کی جو وحدہٗ لاشریک لہٗ اور لیس کمثلہٖ شئی ہے۔ ایک معمولی حاکم کی طرف جس سے چند ناپائیدار مظنون فوائد کیوجہ سے جو کہ عام طور پر حاصل بھی نہیں ہوا کرتے کچھ رجحان طبعی ہوتا ہے اگر اس کی طرف سے کوئی حکم نامہ ملے تو اس کا پانیوالا حکم نامہ ملتے ہی اگر پڑھا ہوا ہے تو بہت ہی غور کیساتھ بار بار پڑھتا ہے اس کے ہر ہر جز اور اس کے ہر ہر حرف کو پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس پر ہر ممکن طریقہ سے عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے کسی طرح ٹال مٹول اور عذر و معذرت کا خیال تک بھی اس کے دل میں نہیں آتا۔ اور اگر خود لکھا پڑھا نہیں تو دوسرے پڑھنے والے سے پڑھوا کر بغور سنتا ہے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک دو سے پڑھوا کر اس کی تسلی بھی نہیں ہوتی بلکہ بار بار اچھے پڑھے لکھوں سے پڑھوا کر سنتا ہے کہ کوئی چیز رہ نہ جائے اور عمل کرنے میں کوتاہی نہ ہو جائے کہ حاکم کی ناگواری کا سبب بنے اور گرفت میں آجائے ایک معمولی حاکم کے حکم نامہ کے ساتھ تو ہمارا یہ عمل اور محبوب حقیقی احکم الحاکمین اور ملک الملوک کے پاک کلام اور فرمان کے ساتھ جسکا ہر ہر جز ہمارے لئے سراپا رشد و ہدایت اور ہماری دنیوی زندگی میں پیش آنے والے جملہ امور کے لئے اسمیں اہم ترین ہدایات اور ہمیشہ ہر وقت کام آنے والے ہر ملک و قوم اور ہر زمانہ میں یکساں کامیاب قوانین مذکور ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی اخروی زندگی کے لئے یقینی کامیابی و فلاح کے لئے رضاء الٰہی حاصل کرنے والے احکام اعمال و افعال انوکھے اسلوب اور دلنشین طریقوں سے ذکر کئے گئے ہیں اس کے ساتھ ہماری یہ غفلت و لاپرواہی خدارا سنبھلئے غور کیجئے جس میں سب کچھ تمہارے بیشمار فائدوں کے لئے ہے اسمیں اپنا سب کچھ لگا دیجئے شب و روز

جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکے اہتمام سے تلاوت کیجئے اہل و عیال اور اپنے متعلقین سے کرائیے اسمیں غور و فکر و تدبر سے کام لیجئے اس کے معانی مطالب و مقاصد کو باقاعدہ پڑھئے سمجھئے دوسروں کو پڑھائیے سمجھائیے خود بھی اسپر پوری طرح عمل کیجئے دوسروں سے عمل کرانیکی کوشش کیجئے اس پر جو کچھ بھی صرف و خرچ ہو دریغ نہ کیجئے کہ اسمیں فلاح دارین ہے اور یہی حقیقی کامیابی ہے۔

فضائلِ ذکر

(حدیث ۷) عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہِ وَسَلَّم یَقُولُ اللّٰہ تَعَالیٰ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ وَاِنْ اقْتَرَبَ اِلَیَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ اقْتَرَبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَةً (مسلم جلد ثانی ص۳۴۳ فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللّٰہ تعالیٰ وحسن الظن بہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور وہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر وہ میرے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو میرے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو میرے پاس چلا آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

فائدہ : اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد عالی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا حدیث قدسی ہے جس میں کئی چیزوں کا بیان ہے اول یہ کہ میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان اور مجھ سے جیسی امید رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں خیر و بھلائی اور رحمت الٰہی کے امیدوار دل اور حسن ظن رکھنے والوں کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ لطف و کرم کا معاملہ فرماتے ہیں اور ان کے مشکل سے مشکل امور خیر کے ساتھ اس طرح طے فرما دیتے ہیں کہ وہم و گمان بھی نہیں ہوتا مثلاً ایک دنیوی پریشانیوں کا پریشان حال انتہائی ضرورتمند شخص اپنی دفع پریشانی اور حاجت روائی کے لئے اللہ سے دعا مانگتا ہے گڑگڑاتا ہے اور اس کا یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا قبول فرمائیں گے میری سب پریشانیاں

دور ہو جائیں گی اور میری ضرورتیں اللہ تعالیٰ پوری فرمادیں گے اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کی سب پریشانیاں دور اور اس کی سب حاجتیں پوری کر دیجاتی ہیں اور جسکو یہ گمان ہو کہ میری کیا دعا قبول ہوتی دُعا کرتا ہوں قبول نہیں ہوتی اس کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق ہی معاملہ ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑے گنہگاروں کی مغفرت ہو جاتی ہے جبکہ خوف و خشیت الٰہی کے ساتھ نادم ہو کر رجوع الی اللہ کرتے ہیں اور اس سے مغفرت کا حسن ظن رکھتے ہیں ان کے اس حسن ظن کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہ معاف فرمادیں گے۔ لیکن یہ بھی خوب سمجھ لینا چاہیے کہ حسن ظن اور چیز ہے اور اللہ پر گھمنڈ دوسری چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ گناہ پر گناہ کئے جا رہا ہے خوف و خشیت الٰہی کا اس کے دل پر گذر تک نہیں ہوتا اور شیطان کے دھوکہ میں پڑا ہوا ہے کہ اللہ غفور رحیم ہیں تم گناہ کئے جاؤ اللہ معاف کرنے والے ہیں اس شیطانی دھوکہ سے بہت ہی بچنے کی ضرورت ہے۔ دوسری خاص اور اہم بات جس کے بارہ میں ارشاد باری سبحانہ و تعالیٰ ہے وہ یہ ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے ذاکر ذکر میں مشغول ہے میری یاد میں لگا ہوا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں یعنی خصوصی توجہ اور رحمتوں کا اسپر نزول ہوتا ہے۔ ذکر کے معنیٰ حقیقت میں یاد اور دھیان کے ہیں جسطرح بھی ہو۔ اللہ کی ذات و صفات کا دل میں راسخ ہو جانا نسبت مع اللہ کہلاتا ہے اس معیت کے مختلف درجات ہیں یہ کبھی وہبی ہوتی ہے کہ اسمیں کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ عموماً کسبی ہوتی ہے لیکن اس کسب پر بھی عطا وہبی ہی ہوتی ہے جس کے لئے مشائخ نے حالات کے مطابق اذکار و اشغال اور ان کے مختلف طریقے تجویز فرمائے۔ ایسی مہتم بالشان چیز کے طالبین کو لازم ہے کہ کمر ہمت باندھ کر کسی صحیح العقیدہ متبع سنت شیخ وقت کے زیر تربیت ایک معتد بہ زمانہ اپنے کو مشغول رکھیں یہانتک کہ یہ نعمت عظمیٰ فضل الٰہی سے حاصل ہو جائے اس لئے کہ کوئی معمولی سے معمولی علم و شغل بھی بغیر استاذ کی رہبری کے کامل طور پر نہیں آتا۔ معیت کا خاص کیف اور اس کی لذت عجیب ہے جس کا بیان تحریر و تقریر میں ناممکن اس کی لذت اس سے لطف اندوز ہونیوالے ہی جانیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت نصیب فرمائی ہے اور وہ ہر وقت سوتے اور جاگتے اُٹھتے بیٹھتے اور دیگر ضروریات و مشاغل میں مشغول رہتے ہوئے بھی ایک آن کے لئے ذکر سے غافل نہیں پلک جھپکنے کے قدر بھی بغیر ذکر الٰہی انکو قرار نہیں انکا کوئی سانس اور ان کے دل کی کوئی حرکت ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتی ایسے خوش نصیبوں کو دوام ذکر کی بدولت دوام معیت اللہ جل شانہ حاصل رہتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی نہیں۔ تیسرا مضمون حدیث پاک میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ بندہ جسطرح ذکر کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ بھی اس کا ذکر و تذکرہ فرماتے ہیں بندہ اگر دل میں ذکر اللہ اور یاد الٰہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو دل میں یاد فرماتے

ہیں اور بندہ اگر مجمع میں یادِ الٰہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر مجمع میں یعنی ملائکہ کے مجمع میں جو کہ معصوم ہیں بطورِ تفاخر اپنے اس بندہ کا تذکرہ فرماتے ہیں اور یہ تو بہت ہی بڑی چیز ہے جیسا کہ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی پ ۲۱ میں عنکبوت ۳۸ آیت شریفہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے وَذِكْرُ اللّٰهِ اِيَّاكُمْ اَعْظَمُ مِنْ ذِكْرِكُمْ اِيَّاهُ (مختصر تفسیر ابن کثیر ج ۳)، اور اللہ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے۔ اللہ کا ذکر فرمانا اپنی توجہ خاص اور عنایتوں و رحمتوں اور سکینہ کا نازل فرمانا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ انکا تذکرہ اپنی مجلس میں فرماتے ہیں۔ سکینہ کے معنی ویسے تو سکون و وقار کے ہیں اور یہاں سکینہ سے کیا مراد ہے۔ اسمیں مختلف اقوال ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں یہ کوئی خاص چیز ہے جو طمانیت و رحمت وغیرہ سب کو شامل ہے اور اس کا نزول ملائکہ کے ساتھ ہوتا ہے یہ قول مختلف اقوال کا جامع ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے ذاکرین بندوں کا اپنی مجلس میں ذکرِ خیر فرمانا اور وہ بھی فخریہ طور پر انکی کسقدر عزت افزائی ہے اس سے ذاکرین کے خصوصی اعلیٰ درجات کا پتہ چلتا ہے۔

ذکر اللہ کرنے والوں کا درجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک کس قدر بلند ہے کہ اپنے افضل ترین و محبوب پیغمبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بیٹھنے پر پابندی کے لئے ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری عزاسمہٗ ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ پ ۱۶ سورہ کہف ع ۴ (ترجمہ) آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (بیٹھنے کا) پابند رکھا کیجیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں محض اس کی رضاجوئی کیلئے۔ اور محض دنیا کی رونق کے خیال سے آپکی نظر (یعنی توجہ) ان سے ہٹنے نہ پائے (رونق سے یہ مراد ہے کہ رئیس مسلمان ہوجائیں تو اسلام کو فروغ ہو) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی خواہشات کا تابع ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے۔

فائدہ۔ رؤسا اور سرداران قریش مشرکین کی خواہش تھی کہ کم درجہ کے لوگوں کو چھوڑ کر ہماری مجلس

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاص فرمائیں۔ ممکن ہے کہ آپ کے قلب مبارک میں حالات کے پیشِ نظر یہ خیال گذرا ہو کہ ان غرباء حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے مخلص اصحاب جو خالصًا لوجہ اللہ صبح و شام اس کو پکارتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں ان کو تھوڑی دیر علیحدہ کرنے میں کیا مضائقہ ہے دینی مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہونگے اور یہ دولتمند اس صورت میں اسلام قبول کرلیں گے۔ ارشاد باری سبحانہ وتعالیٰ ہوتا ہے کہ آپ اپنے کو صرف ان غرباء مخلصین ذاکرین ہی کی مجلس کا پابند رکھئے انکو چھوڑ کر سرداران قریش کی تھوڑی دیر کی بھی مجالست اختیار نہ فرمائیے چاہے ان کے مسلمان ہونیکی وجہ سے دین اسلام کے لئے کتنا ہی فروغ اور مسلمانوں کے لئے کیسی ہی باعزت زندگانی کی امید ہو اسلام کی اصل عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں مضبوط ایمان، تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے دنیا کی ٹیپ ٹاپ محض فانی اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے حقیقی دولت تقویٰ اور تعلق مع اللہ ہے جسے نہ شکست ہے نہ زوال جیسا کہ آیت شریفہ کے شان نزول میں مفسرین تحریر فرماتے ہیں اور احادیث شریفہ اس کی مؤید ہیں۔ نیز ارشاد اللہ جل شانہ ہوتا ہے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ فرمائیے اور ایسے شخص کا ہرگز بھی کہنا نہ مانیئے اس نے تو اپنے دل کی خوشی کے لئے حد سے تجاوز کرنا ہی اپنا خاص مشغلہ بنا لیا ہے (ماخوذ ملخصًا از حاشیہ ترجمہ شیخ الہند) غور فرمائیے کہ مومنین ذاکرین کا کسقدر احترام اور ان کی کتنی عزت افزائی فرمائی گئی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک ان کی کتنی بڑی قدر و قیمت ہے۔

ذکر اللہ کی فضیلت کے بارہ میں چند آیات مبارکہ

ذکر اللہ کی فضیلت اجر و ثواب اور اس کی تاکید قرآن کریم میں بہت ہی کثرت سے کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد باری سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ پ ۲ س بقرہ ع ۱۸ پس تم میری یاد کرو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

فائدہ: آیۃ شریفہ سے پہلی دو آیتوں میں دو بڑی نعمتیں تحویل قبلہ اور بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہماری طرف سے تم پر اتمام نعمت مکرر ہوچکا تو اب تم کو لازم ہے کہ ہم کو زبان سے دل سے ذکر سے فکر سے ہر طرح یاد کرو اور اطاعت کرو ہم تم کو یاد کریں گے یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی رہیں گی نعمتوں کا شکر خوب ادا کرتے رہو اور ناشکری اور

معصیت سے بچتے رہو معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لاتعد ولاتحصیٰ نعمتوں کا شکر کثرت ذکر اللہ ہے اور جتنی ذکر اللہ کی زیادتی ہوگی طرح طرح کی نعمتوں وعنایتوں اور رحمتوں کا نزول بڑھتا رہے گا اور احکام خداوندی کو نہ ماننا اور معصیتوں میں مبتلا ہونا یہ ناشکری ہے جس کا انجام اچھا نہیں جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ ٥ (پ ۱۳ س رعد ع ۴) اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے۔" اکثر مقامات پر مومنین کو ذکر تاکید کی گئی جیسا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ پ ۲۸ س منٰفقون ع ۲۔ ترجمہ: اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے (اس کی یاد سے) غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں۔ **فائدہ:** دنیا کی دوسری مشغولیتوں کے علاوہ اپنے مال اور اولاد کی عام طور پر محبت ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے غفلت کا زیادہ خطرہ ہے اس لئے خاص طور پر دونوں کا ذکر کرکے تنبیہ کی گئی ہے یہ چیزیں دنیا ہی میں ختم ہونے والی ہیں انمیں لگ کر ذکر اللہ سے غافل ہونے والے خسارہ میں ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ٥ س احزاب ع ۶ (ترجمہ: اے ایمان والو تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔) مومنین کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کو بھی ذکر کی تاکید ہے جیسا کہ ارشاد اللہ جل جلالہ ہے۔ اِنَّنِىْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ٥ س طہ ع ۱ (ترجمہ: بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم (اے موسیٰ علیہ السلام) میری عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو)۔ اس کے کچھ بعد اگلے رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو مخاطب کرکے ارشاد باری عز اسمہٗ ہوتا ہے۔ وَلَا تَنِيَا فِىْ ذِكْرِىْ ٥ (ترجمہ: اور میری یاد میں سستی نہ کرنا) خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد ہوا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ٥ س مزمل (ترجمہ: اور اپنے رب کا نام لیتے رہیں اور سب سے تعلقات منقطع کرکے اسی کی طرف متوجہ رہیں)۔

فائدہ: یعنی علاوہ قیام لیل کے دن میں بھی اگرچہ بظاہر مخلوق سے معاملات وعلائق رکھنے پڑتے ہیں لیکن دل سے اسی پروردگار کا تعلق سب پر غالب رکھئے اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اس کی یاد میں مشغول رہیئے غیر اللہ کا کوئی تعلق ایک آن کے لئے اُدھر توجہ کو ہٹنے نہ دے اسی کیفیت کو صوفیا

کے یہاں بے ہمہ وباہمہ یا خلوت در انجمن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ملخصاً از حاشیہ ترجمہ شیخ الہند۔ نیز ارشاد باری ہوتا ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ٥ س دھر ع ۲ (ترجمہ: اور اپنے رب کا صبح وشام نام لیتے رہا کیجیئے۔ **فائدہ:** ویسے تو تمام عبادات اور تسبیح وتہلیل وتحمید وتکبیر اور دعا وغیرہ میں ذکر اللہ نمایاں طور پر پایا ہی جاتا ہے بلکہ جملہ عبادات کا مقصود ہی ذکر اللہ ہے لیکن مندرجہ بالا دو آیتوں سے خاص طور پر ذکر اسم الٰہی کی تاکید ہوتی ہے ذکر اللہ کی تاکید میں نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ س جمعہ ع ۲ (ترجمہ) جب (جمعہ کی) نماز پوری ہوچکے تو (تم کو اجازت ہے کہ) تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو یعنی دنیا کے کاموں میں مشغول ہونے کی اجازت ہے لیکن اسمیں بھی اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ کثرت ذکر سے فلاح اور ہر قسم کی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ احادیث شریفہ میں بھی بہت کثرت سے فضائل ذکر کا بیان ہے اور اس کی بیحد تاکید کی گئی ہے اسمیں سے چند حدیثیں مختصر طور پر مندرجہ ذیل ہیں۔

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِىْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ (اخرجہ احمد وترمذی وابن ماجہ) (ترجمہ) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ضرور بتائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

فائدہ: وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ جہاد وغیرہ دیگر عبادات کو بھی افضل اعمال

کہا گیا ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں موجود ہے لیکن دائمی افضلیت ذکر اللہ ہی کو حاصل ہے اور یہی سب سے اہم ہے حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خوب متوجہ فرما کر ذکر اللہ کے بعض خاص فضائل کا ذکر فرمایا جس سے ذکر اللہ کی انتہائی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور کثرت سے ذکر اللہ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِی موسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسَلَّم مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِی لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالمیت (اخرجہ البخاری ومسلم) (ترجمہ) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے اگرچہ ظاہری طور پر زندہ نظر آتا ہے لیکن مردہ ہی کے حکم میں ہے۔

عن اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ (رواہ احمد) (ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔

فائدہ: کثرت ذکر سے جب ذاکر اس حال میں ہو اور فرط شوق ومحبت سے جوش میں ہو تو اس کو کسی کے کچھ کہنے سننے کی پرواہ کئے بغیر اپنے کام میں لگا رہنا چاہیے اور اس نعمت عظمیٰ کو چھوڑنا نہ چاہیے لوگ مجنون سمجھ کر خود ہی پیچھا چھوڑ دیں گے۔ علماء نے اس حدیث اور دیگر احادیث سے ذکر جہری کا اثبات کیا ہے جیسا کہ ظاہر بھی ہے۔

عَنْ جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الحمد للہ۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ (ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل الحمد للہ ہے۔

افضل الذکر وتزکیۃ القلب

فائدہ: لا الہ الا اللہ کا افضل ذکر ہونا اس لئے کہ یہی دین کی وہ بنیاد ہے جس پر پورے دین

کی تعمیر ہے اور صفائی باطن کے لئے اسمیں تاثیر عظیم ہے اور اس کے کثرت ذکر سے ایمان میں تازگی ہوتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ مشائخ وعارفین کے یہاں اس پاکیزہ کلمہ کا اہتمام کے ساتھ کثرت سے ذکر کرانیکا معمول ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو تروتازہ رکھنے کے لئے لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ رواہ احمد واسنادہ صحیح۔ (ترجمہ) اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی تجدید کسطرح کریں ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔

امام بیہقی کی دعوات کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے جسمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ۔ (ترجمہ) ہر چیز کے لئے ایک جلا اور صفائی کرنیوالی چیز ہوتی ہے اور قلوب کا تزکیہ کرنے والا ذکر اللہ ہے۔

فائدہ: کثرت ذکر سے قلب مزکیٰ، مجلیٰ ومصفیٰ ہوتا ہے خصوصاً لا الہ الا اللہ کے ذکر کی کثرت سے کہ وہ افضل ذکر ہے نیز اس سے ایمان کی تجدید یعنی معاصی وغیرہ کی وجہ سے جو اس میں پرانا پن اور سیاہی کے آثار شروع ہو جاتے ہیں وہ دور ہو کر نئے سرے سے اس میں تروتازگی ہوتی رہتی ہے اور قوت ایمانی بڑھتی رہتی ہے۔ ذکر اللہ کے فضائل وفوائد کا تو بہت ہی کثرت سے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بیان ہے۔ یہاں تو چند مختصراً بیان کئے گئے سب سے بڑا فائدہ جو اعظم فوائد ہے وہ معیت مع اللہ ہے اگرچہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے جو بہت بڑی نعمت ہے لیکن اللہ کی معیت اس سے بہت ہی بڑھی ہوئی ہے اور اس کی اہمیت کی وجہ سے اکابر علماء ومحدثین نے اس باب میں مستقل رسالے تحریر فرمائے ایک حضرت شاہ وصی اللہ صاحب کا رسالہ معیت حق اس باب میں عام فہم ومفید ہے۔

فضائل درود شریف

حدیث ۸۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ	ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ
تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ	فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عليه وسلم مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ واحدة صلى الله عليه عشرًا ۔ رواه مسلم صـ ۱۷۵ اصح المطابع باب الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد التشهد

ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتے ہیں۔ روایت کیا اسکو مسلم نے، مسلم صـ ۱۷۵ اصح المطابع ۔ جلد اول

فائدہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ اس تنہا خوش نصیب پر ایک دفعہ درود پڑھنے کی وجہ سے اللہ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اس پر بس نہیں کثرت سے روایات اس باب میں وارد ہیں جن میں اور بہت سے فضائل اور بیشمار فوائد مذکور ہیں جیسا کہ نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللہُ عليه عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيَّاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس کی دس خطائیں معاف کر دیجاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کئے جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے دس رحمتوں کے نازل ہونیکے علاوہ دس گناہوں کا معاف ہونا اور دس درجوں کا بلند ہونا مزید ثابت ہوتا ہے۔ پوری امت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیحد و نہایت احسانات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچانا، دولت عظمیٰ ایمانی نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات اور دنیا و آخرت میں صلاح و فلاح حاصل کرانیوالی ہدایات بصورت قرآن کریم و حدیث شریف ہم تک پہنچیں اپنی امت کے ایسے ہمدرد و غمگسار کہ قیامت کے ہولناک دن میں جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا ہم گنہگاروں کے سفارشی اور شفاعت فرمانے والے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہونگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یارب امتی امتی پکارتے ہوں گے اور اپنی امت کے گنہگاروں کی خاص طور پر شفاعت فرمائیں گے اس دن کسی دوسرے کو شفاعت کی اجازت بھی نہ ہوگی اور نہ ہی کسی کو یہ مجال ہوگی یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام ہے کہ آپ حبیب رب العلمین و رحمۃ للعلمین ہیں ایسے ارفع و اعلیٰ شان والے محسن اعظم کے احسانات کی ادنیٰ مکافات اور ادائیگی حقوق سے تو ہم پُر تقصیر سراسر عاجز و قاصر ہیں لیکن رب کریم کے لاتعد و لاتحصی احسانات و انعامات میں سے بہت ہی بڑا انعام و احسان یہ ہے

کہ اس نے ہماری اس عاجزی پر نظر کرم فرما کر ایک ایسے پاکیزہ عمل کا حکم فرمایا جس کی تعمیل سے بہت بڑی فضیلت و بکثرت اجر و ثواب حاصل ہونے کے ساتھ کسی درجہ میں کچھ حق بھی ادا ہو سکے اس کی نسبت اول اپنی طرف ثانیاً اپنے معصوم فرشتوں کی طرف فرما کر مومنین کو حکم فرمایا جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ پ ۲۲ ع ۴ (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ اللہ جل شانہ کے اولاً صلوٰۃ کی نسبت اپنی طرف فرمانے سے اللہ جل جلالہ کی جانب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی اعزاز و اکرام ظاہر ہوتا ہے جو کسی دوسرے نبی اور پیغمبر کے لئے نہیں ہے

یُصَلِّی علیه اللہُ جَلَّ جَلَالُهٗ
بِهٰذَا بَدَا لِلْعٰلَمِيْنَ كَمَالُهٗ

اللہ جل جلالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف و کمال تمام جہان والوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ آیۃ شریفہ کے نازل ہونے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا یعنی التحیات میں جو السلام علیک ایہا النبی پڑھا جاتا ہے درود کا طریقہ بتا دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درود شریف تعلیم فرمایا بہت سے علماء اس کے افضل ہونے کے قائل ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِيَنِیْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (رواہ البخاری بحاشیہ سندی صـ ۲۳۹ جزء ثانی)

(ترجمہ) حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری ملاقات کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی وہ فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دوں جو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمائیے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر درود شریف

کن الفاظ سے پڑھا جائے یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ سے اخیر تک یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اولاد پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل اولاد پر اے اللہ آپ بیشک ستودہ صفات اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اولاد پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل اولاد پر بیشک آپ ستودہ صفات بزرگ ہیں۔

کثرت درود شریف کی فضیلت

سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا شخص قیامت کے دن اللہ جل شانہ کا بہت ہی مقرب ہوگا اس لئے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوگا جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ ہوگا جو ان میں سے مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہو۔ **فائدہ:** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک قرب کا وہ مقام حاصل ہے جو کسی بھی دوسرے کو حاصل نہیں سب سے زیادہ درود بھیجنے والا چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوگا اس لئے اللہ جل شانہ کا بھی بہت ہی مقرب ہوجائیگا کتنی بڑی فضیلت ہے کثرت درود کی۔ اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو درود شریف کی کثرت میں روز افزوں لگے ہوئے ہیں۔ جو شخص اپنی معمول دعا وغیرہ کے پورے وقت میں صرف درود شریف کا ورد رکھے بغیر دعا مانگے اس کی تمام تفکرات سے کفایت کردی جاتی ہے اور اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قُلْتُ یَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ فقال مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَیُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ۔ (ترجمہ) میں نے کہا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں تو اس کی مقدار اپنے اوقات دعا میں سے کتنی مقرر کروں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنا تیرا جی چاہے میں نے عرض کیا کہ ایک چوتھائی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس پر بڑھا دے تو تیرے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ نصف کردوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر بڑھا دے تو تیرے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا تو دو تہائی کردوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بڑھا دے تو تیرے لئے زیادہ بہتر ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں اپنے سارے وقت کو آپ کے درود کے لئے مقرر کرتا ہوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اس صورت میں تیرے سارے فکروں کی کفایت کیجائیگی اور تیرے گناہ بھی معاف کردیے جائیں گے۔

فائدہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اوقات میں سے دعاؤں کے لئے کچھ وقت مقرر کیا ہوا تھا اور اس وقت میں چاہتے یہ تھے کہ درود شریف کی خوب کثرت ہو اس کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے اس دعا کے وقت میں سے کتنے وقت میں درود شریف پڑھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تعیین نہیں فرمائی بلکہ انہی سے فرمایا کہ جتنا تیرا دل چاہے پڑھ انہوں نے اول پورے وقت کا چوتھائی وقت درود شریف کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا تو چاہے۔ اگر اس سے زیادہ بڑھائے تو تیرے لئے اسمیں بہتری ہے اسی طرح انہوں نے دوبارہ نصف کے لئے اور تیسری مرتبہ دو تہائی کے لئے عرض کیا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا اور چوتھی مرتبہ ان کے اس سوال پر کہ میں اپنے سارے وقت کو آپ پر درود کے لئے مقرر کرتا ہوں یہ خوشخبری سنائی کہ اس صورت میں تیرے سارے فکروں سے اللہ تعالیٰ کفایت فرمائیں گے اور تیرے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

دنیا میں رہتے ہوئے ہر شخص کو طرح طرح کے فکرات لاحق رہتے ہی ہیں اس سے کوئی خالی نہیں اور انبیاء علیہم السلام تو بے شک گناہوں سے معصوم ہیں ان کے علاوہ کم و بیش گناہوں سے کوئی بھی خالی نہیں درود شریف کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ جو شخص کثرت درود شریف کی بنا پر اپنے لئے دُعا نہ کرسکے اور دعا کے وقت میں بھی درود شریف ہی پڑھتا رہے تو بغیر دُعا مانگے اس کے تمام فکرات سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کفایت فرمائیں گے اور گناہ بھی معاف فرمادیں گے اور اس کے علاوہ درود شریف کا ثواب مزید برآں انشاء اللہ ملے ہی گا۔

ایک ایسا درود شریف جس کے ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب اسقدر ہے کہ ستر فرشتے ایک

ہزار دن تک اس کا ثواب لکھتے لکھتے تھک جائیں جسکو علامہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے نہایت ہی مختصر ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ اَتْعَبَ سَبْعِيْنَ كَاتِبًا اَلْفَ صَبَاحٍ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ دعا کرے جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا هُوَ اَهْلُهٗ اللہ جل شانہٗ جزا دے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم لوگوں کی طرف سے جس بدلہ کے وہ مستحق ہیں تو اس کا ثواب ستر فرشتوں کو ایک ہزار دن تک مشقت میں ڈالے گا۔

شبِ جمعہ اور روز جمعہ میں درود شریف پڑھنے کی خاص طور پر فضیلت ہے اور اس کا بڑا اجر و ثواب ہے جیسا کہ بکثرت احادیث میں موجود ہے متعدد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک کثرت درود کے لئے نقل کیا گیا ہے اس لئے جمعہ کی رات اور دن میں جتنا بھی زیادہ سے زیادہ ہو سکے درود شریف کا ورد رکھنا چاہیے اور درود شریف کے معمول کو خصوصیت کے ساتھ بڑھانا چاہیئے۔

اسّی سال کے گناہ معاف کرنیوالا درُود شریف

ایک ایسا خاص درود شریف جس کو جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسّی مرتبہ پڑھنے سے اسّی سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب اس کیلئے لکھا جائیگا وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا۔ حدیث چونکہ متعدد طرق سے مختلف الفاظ کے ساتھ ہے اور اس کو ضعیف بھی کہا گیا ہے اس لئے شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ کے فضائل درود شریف سے اس کی کچھ تفصیل بعینہٖ نقل کیجاتی ہے۔ وعن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوةُ عَلَيَّ نُوْرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُ ثَمَانِيْنَ عَامًا۔ ذکره السخاوی من عدة روايات ضعيفة بالفاظ مختلفة۔ (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گذرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اَسّی دفعہ مجھ پر درود بھیجے اس کے اَسّی سال کے گناہ معاف کر دیتے جائیں گے۔

فائدہ: علامہ سخاوی نے قول بدیع میں اسی حدیث کو متعدد روایات سے جن پر ضعف کا حکم بھی لگایا گیا ہے نقل کیا اور صاحب اتحاف نے بھی شرح احیا میں اس حدیث کو مختلف طرق سے نقل کیا ہے اور محدثین کا قاعدہ ہے ضعیف روایت بالخصوص جبکہ وہ متعدد طرق سے نقل کیجائے فضائل میں معتبر ہوتی ہے غالباً اسی وجہ سے جامع الصغیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث پر حسن کی علامت لگائی گئی ہے مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفا میں جامع الصغیر کے حوالہ سے بروایت دارقطنی و طبرانی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی نقل کیجاتی ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسّی مرتبہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسّی سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔

دارقطنی کی ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی دفعہ درود شریف پڑھے اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود کس طرح پڑھا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اور یہ پڑھ کر ایک انگلی بند کر لے انگلی بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انگلی پر شمار کیا جائے۔ الخ ابھی مزید تفصیل اس حدیث پاک کے متعلق حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی باقی ہے احقر نے اسی پر اکتفا کیا مرشدی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ یہ (حضرت ابوہریرہؓ والا) درود شریف جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے معمولاً پڑھتے مریدین و معتقدین و خدام کو وقتاً فوقتاً اس کی ترغیب و تاکید بھی فرماتے مجمع کی صورت میں اعلان بھی کرا دیتے ایک طویل زمانہ حضرت کا یہ معمول احقر نے بچشم خود دیکھا ہے جس طرح درود شریف پڑھنے میں بہت ہی کثرت سے فضائل و اجر و ثواب ہیں اسی طرح درود شریف نہ پڑھنے میں وعیدیں بھی بڑی سخت ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

ترمذی شریف میں ایک مفصل روایت ہے جس کا متعلقہ جز ذکر کیا جاتا ہے۔ عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ الحدیث (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے

سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

فائدہ : ناک خاک آلود ہونا یعنی ذلیل ہونا جس شخص کے سامنے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے اور وہ درود نہ پڑھے اس کے حق میں ذلیل ہونے کی بددعا ہے ذلت بری بلا ہے جس سے ہر شخص بچنا چاہتا ہے لیکن یہ محروم اس میں خود ہی مبتلا ہو گا۔ ایک اور حدیث جسکو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ عن عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قال البَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ (ترجمہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

فائدہ : ایسے محسن اعظم کے حق میں درود و دعا کے لئے اگر ہمہ وقت بھی رطب اللسان رہے کم ہے خصوصاً جبکہ اسمیں خود اس کے اپنے ہی بیحد فوائد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت نہیں چہ جائیکہ اس کے سامنے ذکر مبارک ہو رہا ہو اور یہ بدبخت پھر بھی خاموش بیٹھا رہے اس سے زیادہ اور کیا بخل ہو سکتا ہے۔ ایک اور حدیث جو حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کو امام بخاری نے برالوالدین میں روایت کیا ہے جسمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر چڑھنے کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تین بددعائیں ہیں اور خود شفیع المذنبین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر آمین فرمانا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں نمبر ۲ کی یہ بددعا ہے۔ فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ (ترجمہ) پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا جبریل علیہ السلام نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

فائدہ : ایسی افضل عبادت اور اعلیٰ عمل کہ جس کے فضائل و اجر و ثواب بکثرت ہیں جس پر سب سے زیادہ عمل کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوا جا سکتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بھی مقرب بنا جا سکتا ہے اس کے نہ کرنے کی وجہ سے حضرت جبریل امین کی ایسی سخت بددعا کا مستحق بن جاتا ہے جس پر خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرمایا جس میں ہلاکت یقینی ہے۔ کتنی بڑی محرومی اور شقاوت ہے غور فرمائیے اور ایسی بدعملی سے ہمیشہ بچئے اور زیادہ سے زیادہ درود شریف بھیج کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہو جائیے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقرب بن جائیے کہ اس سے زیادہ کوئی خوش نصیبی نہیں۔

تنبیہ : جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیب پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں

ایک دفعہ درود پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منہا اس شخص پر دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں جیسا کہ فضائل درود شریف میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ نے زاد السعید سے نقل فرمایا ہے۔

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے زاد السعید میں تحریر فرمایا ہے کہ جسطرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح سے قرآن شریف کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ منہا اس شخص پر منجانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں چنانچہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بسلسلہ استہزا یہ کلمات ارشاد فرماتے ہیں۔ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ عُتُلٍّ زَنِیْمٍ مکذب الآیات بدلالۃ قولہ تعالیٰ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ فقط (ترجمہ) اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو۔ بے وقعت ہو طعنہ دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔ نیک کام سے روکنے والا ہو۔ حد سے گذرنے والا ہو۔ گناہوں کا کرنے والا ہو۔ سخت مزاج ہو اس کے علاوہ حرامزادہ ہو اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں۔

بیان القرآن انتہی کلام الشیخ

آدابُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شان اطہر میں گستاخی تو انتہائی خطرناک ہے ہی ادنیٰ خلاف ادب بھی اللہ جل شانہ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گوارا نہیں انتہائی ناپسندیدہ ہے جس کے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ ارشاد اللہ جل شانہ ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تمکو خبر بھی نہ ہو۔

فائدہ : حضرات شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو سب سے اونچے درجہ کے خیار امت میں سے ہیں) کی آپس کی گفتگو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی مجلس میں وفد بنی تمیم کی آمد کے موقعہ پر کچھ تیز اور آواز کچھ اونچی ہو گئی تو آیۃ شریفہ تعلیم آداب کے طور پر نازل ہوئی جیسا کہ بخاری شریف میں ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مفصل روایت ہے قال کاد الخَیِّرانِ اَن یَّھلِکا الحدیث۔ خلاصہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اپنی آوازں کو حضور اقدس کی آواز سے بلند نہ کرنا چاہیے اور اس کا بھی لحاظ رہے کہ بولنے کا لہجہ انتہائی نرم اور آواز پست رہے۔ بے تکلفانہ آپس کی گفتگو جیسی جسمیں آواز اونچی اور لہجہ اکثر سخت ہو جاتا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نہ ہونی چاہیے۔ پھر اس پر سخت تنبیہ کی گئی کہ ایسا کرنے میں اس کا خطرہ ہے کہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں اور ساری محنت اکارت ہو جاتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یہ ادب ضروری تھا بعد الوفات قبر شریف پر حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح احادیث شریفہ سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہیے۔

دعا عبادت کا مغز ہے اور اللہ کو بیحد پسندیدہ ہے

حدیث (۹) عن مالک الاشجعی عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رَجُلٌ اِذا اَسلَمَ عَلَّمَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ ثُمَّ اَمَرَہٗ اَن یَّدعُوا بِھٰؤُلَاءِ الکَلِمَاتِ اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَارحَمنِی وَاھدِنِی وَعَافِنِی وَارزُقنِی۔ رواہ مسلم جلد ثانی صـ ۳۴۵ باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء

(ترجمہ) حضرت ابی مالک اشجعی رضی اللہ عنہ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نماز سکھاتے پھر حکم فرماتے کہ ان کلمات کے ساتھ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَارحَمنِی وَاھدِنِی وَعَافِنِی وَارزُقنِی۔ اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے عافیت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

فائدہ: حدیث بالا سے خاص طور پر دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں اولاً اسلام کے بعد نماز کی انتہائی اہمیت ہے۔ دوسرے یہ کہ دعا کا مقام بھی بہت اونچا ہے بظاہر یہی وجہ ہے کہ نماز کے بعد دعا کا حکم فرماتے اور اہتمام کے ساتھ باقاعدہ اس کی تعلیم فرماتے مذکورہ دعا ایسی مختصر اور جامع ہے جسمیں دنیا اور آخرت میں پیش آنیوالی تمام حاجات وضروریات کا سوال ہے اور ہر قسم کی برائیوں، پریشانیوں، فتنوں اور

مصیبتوں سے بچنے اور نجات حاصل ہونے کی دعا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بعد کئے جانے والی بہت سی دعائیں منقول ہیں انمیں سے ایک خاص دعا ہے جسکو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی اہتمام کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھایا ہے اور ہمیشہ اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے ابوداؤد میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم میں تجھ کو محبوب رکھتا ہوں پھر ارشاد فرمایا میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں یا مُعاذ لَا تَدَعَنَّ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ تَقُولُ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکرِکَ وَشُکرِکَ وَحُسنِ عِبَادَتِکَ (ترجمہ) اے معاذ ہر نماز کے بعد اس کا پڑھنا نہ چھوڑنا۔ اے اللہ میری مدد فرما اپنے ذکر پر اور اپنے شکر پر اور اپنی عبادت عمدہ طریقہ سے کرنے پر۔

فائدہ: بہت ہی مختصر اور جامع دعا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہی دعا کو بہت پسند فرماتے تھے۔ جس کو اللہ کے ذکر اور اس کے شکر اور اس کی اچھے طریقہ سے عبادت کرنے پر منجانب اللہ مدد اور توفیق حاصل ہو جاتے اس نے سب کچھ کما لیا وہ دین و دنیا میں بہت ہی زیادہ کامیاب ہے اور ہر قسم کی صلاح و فلاح سے مالا مال ہے۔

بندہ تو حاجتوں اور ضرورتوں کا پتلہ ہے اس کو ہر وقت کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آتی ہی رہتی ہے اپنی ہر حاجت وضرورت کو معمولی ہو یا بہت بڑی آسانی سے پوری ہونیوالی ہو یا مشکل ترین نظر آتی ہو اپنے رب کریم قادر ومختار کی بارگاہ عالی میں نہایت عاجزی کیساتھ پیش کرتے رہنا چاہیئے کہ درحقیقت حاجت روا اور مشکل کشا وہی ایک ذات ہے اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر شئی ہے اور وہ ہے بڑا کریم اور کریم بھی ایسا کہ جتنا مانگو خوش ہوتا ہے اور دعا قبول فرماتا ہے اور عطا اور بخششوں سے نوازتا ہے خاص طور پر نماز کے بعد دعا اہتمام کے ساتھ مانگنی چاہیئے۔ دعا کو نماز کے ساتھ مناسبت بھی زیادہ ہے کہ نماز سے شان عبودیت بیحد نمایاں ہے جملہ ارکان اور جمیع حرکات وسکنات سے عجز وزاری ظاہر ہوتی ہے اور دعا تو سراپا عجز وزاری اظہار محتاجی وانکساری ہے اور یہ سب محبوب وپسندیدہ باری تعالیٰ ہے اور ایک خاص عبادت ہے اور دعا نہ مانگنے سے اور سوال نہ کرنے سے چونکہ بے نیازی کبر وغرور ظاہر ہوتا ہے جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو نہایت ہی ناپسندیدہ ہے اور باعث ناراضی وغضب خداوندی ہے اور اس کی سزا بھی سخت ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن لَّم یَسئَالِ اللہَ یَغضَب عَلَیہِ (ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ فرماتے ہیں اور اس کی سزا بھی سخت ہے جیسا کہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ و مسند احمد میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ○ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دعا ہی عبادت ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وقال ربکم ادعونی الآیہ (س مومن ع ٢) اور فرمایا تمہارے پروردگار نے، مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت کی حالت میں جہنم میں داخل ہوں گے

فائدہ: اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں صیغہ جمع کے ساتھ خطاب ہے جس کی مخاطب پوری امت ہے اور یہ اس امت مرحومہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ عام ہو رہا ہے کہ تم مجھے پکارو مجھ سے دعا کرو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا، پہلی امتوں میں کسی امت کے لئے ایسا نہ تھا بلکہ صرف نبی کے لئے یہ ارشاد ہوتا تھا جیسا کہ مختصر تفسیر ابن کثیر جلد ثالث ص ٢٤٩ پر آیت شریفہ کے ذیل میں کعب بن احبارؓ کا قول نقل کیا گیا ہے۔ اعطیت هٰذِهِ الْاُمَّةُ ثَلَاثًا لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ قَبْلَهَا اِلَّا نَبِيٌّ اس امت کو تین چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو پہلی امتوں میں سے کسی امت کو عطا نہیں کی گئیں انمیں سے تیسری یہ ہے وَكَانَ يُقَالُ لَهٗ اُدْعُنِيْ اَسْتَجِبْ لَكَ وَقَالَ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اور پہلے ایسا تھا کہ صرف نبی کے لئے کہا جاتا تھا کہ مجھے پکار مجھ سے دعا کر میں تیری دعا قبول کروں گا اور اس امت کے لئے ارشاد ہے تم مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا اب اگر کوئی امتی اپنی حاجت روائی اور گوناگوں فائدوں کے باوجود ایسے کریم کے در سے منہ پھیرتا ہے اور تکبراً دعا مانگنے سے گریز کرتا ہے اس کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ الآیہ۔ عن عبادتی عن دعائی حدیث شریف اور آیۃ شریفہ کے سیاق و سباق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آیت شریفہ میں عبادت سے مراد دعا ہے یعنی جو لوگ اپنی حاجت و ضرورت کے سوال کو اپنی شان کے خلاف سمجھ کر اپنی بے نیازی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا نہیں مانگتے ایسے متکبروں و مغروروں کو ذلت کی حالت میں داخل جہنم کیے جانے کی وعید ہے۔

کسی بھی چیز کا مغز اس کے اجزاء میں سب سے اہم اور قیمتی جزء سمجھا جاتا ہے دعا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ عبادت کا مغز ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترجمہ) دعا عبادت کا مغز ہے۔

فائدہ: دعا عبادت کا مغز اس لئے ہے کہ عبادات میں مقصود اصلی بندہ کی اپنی بندگی عجز و زاری کا بارگاہ خداوندی میں پیش کرنا ہوتا ہے اور دعا میں یہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ دعا میں بندہ اپنے معبود اور حقیقی حاجت روا کی بارگاہ میں اس یقین کے ساتھ کہ اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں اور وہ ہر شئی کا مالک و قادر و مختار و کریم ہے جسکو جتنا چاہے دے سکتا ہے اور ایسا مشکل کشا ہے کہ پل بھی نہ لگے اور مشکلات حل ہو جائیں اپنی حاجات و مشکلات کی درخواست کو بصورت دعا انتہائی عاجزی و انکساری ذلت و خواری اور للچائی ہوئی طبیعت کیساتھ تہہ دل سے پیش کرتا ہے روتا ہے گڑگڑاتا ہے۔ یہ حقیقت دعا ہے اور یہی جوہر عبادت ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی قدر و قیمت ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک (عبادات میں) دعا سے بڑھ کر کوئی چیز گرانقدر نہیں ہے

دعا چونکہ عبادت ہے اور بہت ہی محبوب و پسندیدہ باری سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اس میں ذکر اللہ بھی بکثرت ہوتا ہے اور بندہ محتاج کی حاجات و ضروریات کا تقاضہ تو ہے ہی اس لئے بہت کثرت سے دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت دعائیں فرمانا بکثرت احادیث سے ثابت ہے یہانتک کہ ہر ہر وقت اور زندگی کے ہر ہر پہلو اور سفر و حضر شب و روز میں پیش آنے والے ہر ہر حال اور ہر ہر موقعہ کے لئے مستقل دعائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ ویسے تو ہر شخص اپنی ضرورت اور حال کے مطابق ہر وقت اپنی زبان میں دعائیں کر سکتا ہے اور کرتا بھی رہتا ہے لیکن بہت اچھا یہ ہے کہ مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا جائے تاکہ علاوہ جملہ فوائد کثیرہ کے خاص طور پر اتباع سنت مبارکہ اور ارشادات عالیہ نبویہ کی خصوصی برکات بھی حاصل ہو جائیں بزرگوں نے اس سلسلہ میں بہت سے رسائل و مجموعوں میں ادعیہ مسنونہ کو جمع فرمایا ہے انمیں سے کسی ایک کو معمول بنانا چاہیے۔ ہمارے حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ کے یہاں الحزب الاعظم کا معمول ہے اور حضرت شیخ

نواللہ مرقدہ کے ایماء سے جناب صوفی محمد اقبال صاحب نے مشغول حضرات کے لئے اسکا اختصار اپنی مخصوص ترتیب کے ساتھ بہت اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ جو مختصر الحزب الاعظم کے نام سے طبع ہو چکا ہے بہت سے مزید فوائد کا حامل ہے مشغول حضرات اس کو معمول بنا کر فلاح و سعادت دارین حاصل کریں اچھا یہ ہے کہ ذرا بھی فراغ ہو تو اصل الحزب الاعظم ہی کا معمول رہے بہت بہتر تو یہ ہے کہ آہستہ آہستہ مسنون دعاؤں کو معنی و مطلب سمجھے ہوئے حفظ یاد کر لینا چاہیئے کہ ہر وقت اور ہر موقعہ کے مطابق مسنون دعا کرنا آسان ہو جائے صرف رٹے رٹائے الفاظ بغیر معنی و مطلب سمجھے پڑھتے چلے جانا درحقیقت دعا ہی نہیں وہ درخواست ہی کیا درخواست ہوئی جس کے دینے والے کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اسمیں کیا لکھا ہے اور اس کی اپنی طلب اور سوال کیا ہے اور وہ کیا مانگ رہا ہے یہاں تو دعا کے سلسلہ کی صرف ایک حدیث ذکر کی گئی اس کے ضمن میں چند دعاؤں کی حدیثیں مزید آ گئیں ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل دعا بہت ہی کثرت سے فرمایا کرتے تھے جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے۔ عَنْ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (ترجمہ) اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔

فائدہ: کیسی جامع و مختصر دعا کہ دنیا و آخرت کی کوئی نیکی اور بھلائی ایسی نہیں رہتی جس کا اسمیں سوال نہ کر لیا گیا ہو۔ اور جب بھلائی دنیا و آخرت کی اللہ سبحانہ وتعالٰی اپنے فضل سے عطا فرمائیں گے تو برائیوں سے خود بخود حفاظت ہو ہی جائے گی اور چونکہ عذاب دوزخ سخت دردناک عذاب ہے اس لئے خاص طور پر اس سے حفاظت کی درخواست کی گئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ۔ ترمذی میں حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کیا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے یہاں ہوتے تھے تو زیادہ تر کیا دعا فرماتے تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی۔ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ (ترجمہ۔ اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جمائے رکھنا

فائدہ: بہت ہی مختصر و جامع دعا ہے ثبات و استقامت دینی جس کو اللہ تعالٰی ہمیشہ عطا

فرمائے رکھے اس کی دنیا و آخرت کی انتہائی فلاح و سعادت میں کیا کمی رہ سکتی ہے وہ پوری طرح کامیاب ہے۔

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک مختصر و جامع دعا روایت کی گئی ہے جس کو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور پرہیزگاری اور پارسائی اور مالداری کا سوال کرتا ہوں اصل غنٰی و مالداری قلب کا غنٰی و بے نیاز ہونا ہے یہ چاروں چیزیں ایسی ہیں کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کے لئے نہایت اہم ہیں جس کو یہ حاصل ہو جائیں وہ دین و دنیا میں ہر طرح کامیاب ہے۔

ایک ایسی مختصر دعا کہ اگر کسی بھی قیام گاہ پر پہنچنے کے بعد متوجہ الی اللہ ہو کر اسکو پڑھ لیا جائے تو جب تک وہاں سے روانہ نہ ہو اس وقت تک کسی چیز سے اس کو نقصان و تکلیف نہ پہنچے وہ تمام مخلوقات کے شر سے اللہ کے حفظ و امان میں رہتا ہے۔ عَنْ خَوْلَۃَ بِنْتِ حَکِیْمٍ رضی اللہ تعالٰی عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَا یَضُرُّہٗ شَیْءٌ حَتّٰی یَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِہٖ ذٰلِكَ۔ رواہ مسلم۔ (ترجمہ) خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جو کوئی کسی منزل پر اتر کر اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پڑھ لے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے کلمات کے واسطے سے اس کی تمام مخلوق کے شر سے تو وہاں سے روانہ ہونے تک اس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے۔

فائدہ: بہت ہی جامع دعا ہے اور مختصر اور ہر موقعہ اور ہر جگہ پر پہنچنے کے بعد وہاں سے روانہ ہونے تک اور اسی طرح اگر صبح کو پڑھ لیا جائے تو شام تک اور شام کو پڑھ لیا جائے تو تمام مخلوقات کے شر سے حفظ و امان میں رہنے کے لئے مفید ہے۔ اس دعا کے فوائد کا اس طرح عام ہونا اشارۃً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جسکو مسلم نے روایت کیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کل رات مجھے بچھو کے کاٹ لینے سے سخت تکلیف پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَمَا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ

شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ۔ (ترجمہ) خبردار اگر تم نے شام کے وقت اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پڑھ لیا ہوتا تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔ ایک ایسی دعا کہ اگر بڑے پہاڑ کے برابر بھی کسی کے ذمہ قرض ہو تو اس دعا کے کرتے رہنے سے اللہ تعالیٰ اس کا قرض اپنے فضل سے ادا کرا دیں۔ ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنے بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہوں میری مدد فرمائیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا۔ اَلَا اُعَلِّمُكَ بِكَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِيْرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (ترجمہ) میں تجھے چند ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا ہے یہ دعا کیا کر۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اے اللہ اپنے حلال کے ذریعہ میری حرام سے کفایت فرمائیے اور اپنے فضل کے ذریعہ اپنے غیر سے بے نیازی عطا فرمائیے۔

فائدہ: مکاتب ایسے غلام کو کہا جاتا ہے جسکا اپنے مالک کے ساتھ یہ معاملہ طے ہو جاتا ہے کہ اگر اتنی مدت میں اتنا مال ادا کر دیا جائے تو تو آزاد ہے۔ مکاتب کے مال ادا کرنے کی مدت جب انتہا کو پہنچنے والی ہو اور مال پاس نہ ہو تو وہ انتہائی پریشان ہوتا ہے اور آزادی کے پروانہ کا ملتے ملتے رک جانے کا خطرہ ہر وقت اس کے سامنے رہتا ہے اسوقت اسکی حالت بہت ہی قابل رحم ہوتی ہے ایسے حال میں ایک مکاتب جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں مدد کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے وہ خاص دعا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھائی تھی اس مکاتب کو تعلیم فرما کر اس کی بھرپور مدد فرمائی۔ دعا میں وقت اور تعداد کی کوئی قید نہیں بظاہر جتنے الحاح وزاری اور کثرت سے دعا کی جائے گی انشاء اللہ اتنی ہی جلدی پوری کامیابی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے دعا مانگنے والے بندے بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جس کے لئے منجانب اللہ دعا کا دروازہ کھل گیا اس کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور عافیت کی دعا کرنا اور دوسری دعاؤں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا فرمودہ عافیت بہت بڑی نعمت ہے جس کو حاصل ہو جائے وہ دین و دنیا کی ہر ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیزوں اور ہر شر و بلا و مصیبت سے محفوظ و مامون ہے جیسا کہ

ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا یعنی اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْئَلَ الْعَافِيَةَ۔ (ترجمہ) تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی محبوب دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت کی دعا کیجائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یکے بعد دیگرے کسی خاص دعا کے سکھانے کی درخواست پر یہی ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے عافیت کا سوال کریں جیسا کہ ترمذی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْئَلُ اللّٰهَ تعالیٰ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَمَكَثْتُ اَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَسْئَلُهُ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِيْ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیجئے (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) کہ میں کچھ دن تو ٹھہرا رہا۔ پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے جس کا میں اللہ تعالیٰ سے سوال کروں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے عباسؓ! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا کی عافیت کا سوال کیا کیجئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی عافیت کی دعا کا اہتمام فرماتے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابوداؤد میں روایت ہے جسمیں چند کلمات دعائیہ کا ذکر ہے اسمیں اول الذکر کلمے عفو و عافیت کے سوال پر ہی مشتمل ہیں اس دعا کو صبح و شام اہتمام کے ساتھ فرماتے ترک نہ فرماتے۔ قال لم یکن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ الحدیث۔ اے اللہ میں آپ سے دنیا و آخرت میں عافیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں آپ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور دینی و دنیوی امور میں اور اپنے اہل و مال میں سلامتی کا طلبگار ہوں۔

آخر میں ایک ایسی دعا نقل کی جاتی ہے جو جامع الادعیہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن خیر کی چیزوں کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کیا اور ان کے عطا ہونیکی دعائیں مانگیں

ہیں اور جن جن شرور اور برائیوں سے پناہ چاہی ہے وہ سب کی سب ایک دعا میں آجاتی ہیں۔

ترمذی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں اس عرض کرنے پر کہ آپ نے بہت کثرت سے دعائیں فرمائیں ہمیں ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ اَلَا اَدُلُّکُمْ مَا یَجْمَعُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ تَقُوْلُ ۔

جَامِعُ دُعَا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۔ (ترجمہ) خبردار میں تم کو ایسی دعا بتاتا ہوں جو ان سب دعاؤں کو جمع کرنے والی ہے یہ دعا کیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ سے لے کر وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ تک (ترجمہ) اے اللہ ہم تجھ سے وہ سب بھلائیاں مانگتے ہیں جو تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مانگی ہیں اور ہر اس برائی سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے پناہ مانگی ہے اور تو ہی مددگار ہے اور تیرا کام حق پہنچا دینا ہے اور کوئی طاقت و قوت کام نہیں آتی بغیر اللہ کی مدد کے۔

فضائل جہاد

(حدیث - ۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَطِیْبُ اَنْفُسُھُمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُھُمْ عَلَیْہِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَ

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ بہت سے مومنین مجھ سے پیچھے رہنے کو پسند نہیں کریں گے اور میرے پاس ان کو سوار کرنے کے لئے سواری کا انتظام نہیں تو میں

وَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ۔ (رواہ البخاری) جلد ثانی بحاشیہ سندی ص ۱۳۰ باب تمنی الشہادۃ

کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بہت محبوب ہے، یہ بات کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فرائض و اعمال میں جہاد فی سبیل اللہ ایسا محبوب و پسندیدہ عمل ہے کہ اس کو زیادتی اہتمام کی بنا پر اللہ کی قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ صرف اس خوف سے ہر غزوہ اور جہاد میں شریک نہیں ہوتا کہ بہت سے مومنین کو یہ اچھا معلوم نہ ہوگا کہ میں خود تو جہاد میں شریک ہوں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور شریک نہ ہو سکیں ان سب کے لئے میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ہے اور انہیں خود اتنی وسعت نہیں ورنہ میں کسی غزوہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوئے بغیر نہ رہتا یعنی مجبوری کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونیوالوں کی دل شکنی کا لحاظ کر کے میں ہر معرکہ میں شریک نہیں ہوتا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ جہاد کی فضیلت اور اپنی پسندیدگی اور انتہائی شوق کا مزید قسم کھا کر اظہار فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بہت اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک بار نہیں بلکہ بار بار قتل کیا جاؤں اور بار بار زندہ کیا جاؤں۔ غور فرمائیے کہ جہاد فی سبیل اللہ آپ کے نزدیک کتنا محبوب عمل اور شہادت فی سبیل اللہ آپ کو کیسی پیاری ہے کہ اپنے لئے ایک بار جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کیے جانے کے بعد بار بار زندہ ہو کر پھر قتل کیے جانے کو کتنا پسند فرماتے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ افضل اعمال ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ (ترجمہ) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا۔

شہداء اور مجاہدین فی سبیل اللہ کا اعزاز و اکرام و اجر و ثواب

شہداء اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے اعزاز و اجر و ثواب کی کوئی انتہا ہی نہیں۔ بکثرت قرآن کریم

اور احادیث شریفہ میں مذکور ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پارہ ۴ س آل عمران ع ۱۷) (ترجمہ) اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور نہ ان کو غم خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی۔ ترجمہ شیخ الہندؒ

فائدہ: شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص قسم کی زندگی ملتی ہے جو دوسروں کے لئے نہیں ان کو حیات جاودانی کی نعمت سے سرفراز فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے خاص قرب میں جگہ عنایت فرماتے ہیں اور بلا کسی ادنیٰ خوف وخطر جنت کی سیر کرتے خوش ہوتے گھومتے پھرتے ہیں جہاں سے جو چاہیں کھاتے پیتے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل وانعام سے متمتع ہوتے ہیں اور یہ تصور کرکے بھی ان کو خوشی ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول چھوڑ آئے وہ بھی اگر شہید ہو گئے تو ہماری جیسی نعمتیں اور خوشیاں ان کو بھی حاصل ہوں گی اور بلا شہادت مرنے والے مومنین کے لئے بھی موافق حیثیت طرح طرح کی نعمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس تیار ہیں اور اللہ تعالیٰ مومنین کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

آیت شریفہ مذکورہ بالا کے متعلق مسلم شریف میں حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت شریفہ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا الآیہ۔ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیۃ کے متعلق دریافت کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاۗءَتْ ثُمَّ تَاْوِيْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُّتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُّسْئَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تُرَدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى

نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا۔ رواہ مسلم

(ترجمہ) ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے اندر داخل کر دیا جاتا ہے عرش کے نیچے ان کے لئے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں جہاں سے چاہتے ہیں جنت کے میوے کھاتے ہیں پھر ان قندیلوں کی طرف ٹھکانہ پکڑتے ہیں ان کا پروردگار ان کی طرف جھانک کر فرماتا ہے تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے وہ عرض کرتے ہیں ہم کس چیز کی خواہش رکھیں حالانکہ ہم جہاں سے چاہتے ہیں جنت کے میوے کھاتے ہیں تین مرتبہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اس طرح فرمائیں گے جب وہ دیکھیں گے کہ ان کو پوچھنے سے چھوڑا نہیں جارہا ہے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے یہاں تک کہ دوبارہ تیرے راستہ میں قتل کئے جائیں جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کو کوئی حاجت نہیں چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

فائدہ: شہیدوں کو ظاہری موت کے فوراً بعد ہی بے حد اعزاز واکرام کے ساتھ انتہائی مقرب بنا کر جنت میں بسہولت وآسانی تمام گھومنے پھرنے کھانے پینے کی ایسی آزادی دے دی جاتی ہے کہ جہاں دل چاہے اور جو دل چاہے کھائیں پئیں اسی پر بس نہیں بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نہایت التفات کے ساتھ ان کو جھانک کر دیکھتے ہیں پوچھتے ہیں تمہیں کچھ خواہش ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمیں اور کیا خواہش ہو سکتی ہے جنت میں ہر جگہ جاتے اور جو دل چاہے کھاتے پیتے ہیں اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان سے تین دفعہ پوچھتے ہیں اور وہ یہی جواب دیتے ہیں اس سوال وجواب کے بار بار ہونے پر وہ خیال کرکے کہ ہم سے یہ سوال کیا ہی جاتا رہے گا عرض کرتے ہیں کہ کوئی خواہش وآرزو نہیں اگر ہے تو بس یہ کہ ہمیں ظاہری دنیوی حیات عطا فرما کر دوبارہ جہاد فی سبیل اللہ میں قتل کئے جانے کا موقعہ عطا فرما دیجئے۔

بخاری ومسلم کی ایک دوسری حدیث جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے شہید کے دس بار قتل کئے جانے کی تمنا کا ذکر ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ اِلَّا الشَّهِيْدَ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ (ترجمہ) مگر شہید تمنا کرے گا کہ دنیا کی طرف لوٹے اور دس بار قتل کیا جائے شہید کی کرامت واعزاز دیکھنے کی وجہ سے۔

فائدہ: دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ کسی چیز کی طرف کسی بھی جنتی کی رغبت نہ ہوگی اور شہیدوں کا اعزاز واکرام اور ان کا تو مقام ہی بہت بلند ہے وہ دنیا کی کس چیز کی تمنا کرتے مگر اپنا اعزاز واکرام دیکھنے کے بعد شہید دنیا میں لوٹ کر دس بار قتل کئے جانیکی تمنا کریں گے۔

مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے جنت تو ہے ہی اور جنت میں بھی ایسے سو درجے خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار فرمائے ہیں کہ ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ آسمان وزمین کا درمیانی فاصلہ جیسا کہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا بَیْنَ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں سو درجے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ اسقدر ہے جتنا کہ آسمان وزمین کا درمیانی فاصلہ ۔

مندرجہ ذیل حدیث میں شہید کی کچھ خصوصیات کا ذکر ہے جو ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ۔ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لِلشَّھِیْدِ عِنْدَ اللّٰہِ سِتُّ خِصَالٍ یُغْفَرُ لَہٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَۃٍ وَیُرٰی مَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔ وَیَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَیُوْضَعُ عَلٰی رَاْسِہٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْیَاقُوْتَۃُ مِنْھَا خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ۔ وَیُزَوَّجُ ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ زَوْجَۃً مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ ۔ وَیُشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَقْرِبَآئِہٖ ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہید کے لئے اللہ کے نزدیک چھ خصلتیں ہیں (خصوصیات) پہلی ہی دفع میں اس کی بخشش کر دیجاتی ہے اور اس کو اپنی جنت کی جگہ دکھا دیجاتی ہے اور عذابِ قبر سے اس کو محفوظ رکھا جائے گا ۔ بڑی گھبراہٹ سے وہ امن میں رہے گا اور اس کو تاج وقار پہنایا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور بہتّر حور عین سے اس کا نکاح کیا جائے گا اور ستّر رشتہ داروں میں اس کی سفارش قبول کیجائے گی ۔

فائدہ: کسقدر اجر وثواب اعزاز واکرام ہے شہید کے لئے اور ہر ہر خصوصیت اس میں کس قدر اعلیٰ وارفع ہے ۔ اپنے مذہب جان ومال قوم ووطن وملک کی حفاظتی تدابیر کیساتھ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں جمیع عباد اللہ کی دائمی صلاح وفلاح وبہبودی اور دفع فتن اور اپنے مذہب اسلام کی ترقی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہر ممکن جدوجہد و سرفروشی وجہاد فی سبیل اللہ محل وموقع کے مطابق ہمارا نہایت ہی اہم فریضہ ہے جس کے لئے ہر وقت بقدر استطاعت تیار رہنے کی شدید ضرورت ہے اور اس کو ہم بالکل بھلاتے ہوتے ہیں اپنی

کمزوری ایمان اور یقین کی وجہ سے راحت طلبی روزافزوں ہے اور موت سے ڈرنے کا بھوت ایسا مسلط ہو گیا کہ اس کی تیاری کرنے کے بجائے اس کے تصور سے بھی اب ہم کانپنے لگے ہمارا ایسا حال نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے اور یہ حالت نہایت بدتر ہے حالانکہ موت سے کوئی چھوٹنے والا نہیں ایک نہ ایک دن سب کو آنی ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے پلک جھپکنے کی مقدار بھی تقدیم وتاخیر ممکن نہیں ۔ احوال کے اعتبار سے موت کی انواع واقسام ہیں یہ موت اگر خدانخواستہ جاہ ومال یا اور کسی محبوب شئے کے ظلماً حاصل کرنے کے لئے کسی فرد یا جماعت سے مقابلہ کے درمیان آگئی تو خسر الدنیا والآخرہ کے سوا کچھ نہیں ۔ اور اگر محض ریا وتفاخر طلب جاہ ومال مقصود ہو تو جہاد میں بھی اس موت پر کوئی اجر وثواب نہیں چونکہ یہ سبیل اللہ نہیں ۔ اور حوادث میں اچانک موت خصوصاً آجکل کے دور میں الامان والحفیظ اور عمومی موت ۔ موت علی الفراش میں عام طور پر موت سے پہلے طرح طرح کی بیماریاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اور نزع کی تکلیف تو بہت ہی سخت ہے اور پھر موت کے بعد قبر حشر ونشر قیامت کے لرزہ خیز ہولناک حالات حساب وکتاب ان سب میں ابتلا اور بھی سخت ہے اِلّا یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس پر رحم فرمائیں اور آسان فرمادیں ۔

اور اگر یہی موت حب فی اللہ میں خالصاً لوجہ اللہ وفی سبیل اللہ دین حق کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کی جدوجہد اور جہاد میں آجائے تو زہے نصیب کہ یہ موت موت شہادت ہے اور شہید کی خصوصیات سے ابھی حدیث میں گذر چکا کہ اول دہلہ ہی میں مغفرت ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ اور شہادت بھی مقدر ہی سے ملتی ہے کس کا نصیب کہ یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہو اس لئے کہ ضروری نہیں کہ وقت موعود جہاد فی سبیل اللہ میں آ ہی جائے جیسا کہ ہمارے اسلاف میں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کثیر تعداد ایسی ہے جو بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور زندہ وسلامت خیر کثیر اور اجر جزیل کے ساتھ کامیاب واپس ہوتے رہے ۔ جن کا وقت موعود آچکا تھا شہادت مقدر تھی صرف انہوں نے جام شہادت نوش فرمایا ۔ اور دوسرے معرکوں اور مقابلوں میں بھی یہی ہوتا ہے موت تو جسکا وقت آگیا اسی کو آتی ہے ایسی موت وحیات کا اچھا یا برا حکم معرکوں کے اعتبار سے جداگانہ ہے لیکن مجاہدین لوجہ اللہ وفی سبیل اللہ کے لئے تو بہرحال خیر کثیر انتہائی اجر وثواب اور جنت میں اونچے درجات ہیں اور اگر شہادت کو پہنچے تو مزید اعزاز واکرام اور قرب خداوندی میں درجات علیا جیسا کہ گذر چکا ایسی نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی جدوجہد ودعا ہر شخص کی ہونی چاہیئے کون ہے جو اس کا متمنی نہ ہو ۔ عملی جہاد کسی عذر یا مجبوری کیوجہ سے نہ ہو سکے تو مجاہدین

کی اعانت مالی اور ان کے جہاد کے زمانہ میں ان کے اہل وعیال کی دیکھ بھال اور ان کی اعانت وغیرہ کرنا بھی جہاد ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا ۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے سامان کا جس نے انتظام کیا اس نے جہاد کیا اور جو غازی کے گھر میں اس کا خلیفہ رہا اس نے بھی جہاد کیا۔

طالبینِ شہادت کو بفضلِ الٰہی مرتبۂ شہادت مل جاتا ہے

جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی جد وجہد اور تیاری کرنے والوں کے علاوہ صرف صدق دل سے شہادت کی طلب وتمنا رکھنے والوں اور صدق دل سے دعا کرنے والوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل سے شہادت یا درجہ شہادت عطا فرما دیتے ہیں بہرحال حقیقی طلب وتمنا اور دعا ضروری ہے جیسا کہ مسلم میں سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ سَئَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهٗ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ (ترجمہ) جس نے صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کے مرتبہ پر پہنچا دیتے ہیں اگرچہ وہ بستر پر مرا ہو۔ دوسری حدیث جو مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اسمیں یہ الفاظ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا اُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ ۔ (ترجمہ) صدق دل سے جس نے شہادت کی طلب کی اس کو عطا کر دیجاتی ہے اگرچہ اس کو نہ پہنچے یعنی بظاہر شہادت کی صورت نہ ہو۔

شہید [illegible] خصوصیت

شہید کے لئے ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کو قتل کی تکلیف بھی عام تکلیف کیطرح نہیں ہوتی جیسا کہ ترمذی ونسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلشَّهِيْدُ لَا يَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ اِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ اَلَمَ الْقَرْصَةِ ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہید کو قتل ہونے کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی مگر اتنی جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کاٹنے کی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ شہید فی سبیل اللہ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے انتہائی انعامات اجر وثواب اعزاز و اکرام کا افتتاح ہے جو شہادت کے باب پر پہنچتے ہی شروع ہو گیا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔ آمین یا رب العلمین ۔

غزوہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا دل میں خیال تک نہ گذرنا نہایت خطرناک ہے

اگر کسی وجہ سے ہمیں غزوہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا موقع نہیں مل سکا تو کم از کم تیاری اور اس کا خیال وارادہ اور اس کی نیت ہمیشہ رکھنی چاہیے کہ یہ بھی باعث اجر کثیر اور بر وقت بہت کام آنے والی ہے دل میں کسی وقت خیال تک نہ گذرنا نہایت خطرناک ہے جیسا کہ مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مرا اور اس نے جہاد نہیں کیا اور اس کے دلمیں بھی جہاد کا خیال تک نہ آیا وہ نفاق کی ایک قسم پر مرتا ہے۔

ایک دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی وابن ماجہ میں روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ سے جہاد کے نشان واثر کے بغیر ملا وہ اللہ سے ایسے حال میں ملے گا کہ اس کے دین میں نقصان ہو گا۔

فائدہ: بہت ہی غور کا مقام ہے کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کو ایسا بھلا دیں کہ اس کا خیال تک کبھی نہ آئے اور جہاد اور اس کی تیاری کا کوئی اثر بھی ہم میں نہ پایا جائے یہ کتنا خطرناک ہے موت تو آنی ہے جب آئے تو نفاق کی ایک قسم پر خاتمہ ہو نعوذ باللہ من ذلک۔ اور اللہ کے سامنے جانا ہے اور اس کے روبرو کھڑا ہونا ہے جب سامنا ہو تو ایسے حال میں ہو دین بھی کامل نہ ہو اسمیں بھی نقصان اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ جہاد وقتال فی سبیل اللہ ضروریات دین میں سے ہے اور جہاد وقتال کا انکار کفر ہے۔ علماء اسلام نے قادیانیوں کے کفر کے وجوہ میں یہ بھی نقل فرمایا ہے۔ چونکہ انہوں نے جہاد وقتال کا انکار کیا ہے اس لئے بھی وہ کافر ہیں۔

نماز کو تام و کامل ادا کرنے کے لئے صفوں کا سیدھا رکھنا نہایت ضروری ہے

(حدیث۔۱۱) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَوُّوا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ۔

رواہ البخاری ۔ بخاری بحاشیہ سندی صـ ۱۳۳ جزء اول ، باب اقامۃ الصف من تمام الصلوٰۃ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو برابر کرو تحقیق صفوں کا برابر کرنا نماز کو تام و کامل کرنے والا ہے۔

روایت کیا اس کو بخاری نے

بخاری بحاشیہ سندی جزء اول صـ ۱۳۳

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو سیدھا و برابر کرنے کا نہایت اہتمام فرماتے جیسا کہ بکثرت احادیث سے ثابت ہے زبانی طور پر اس کا حکم فرماتے اور خود دستِ مبارک سے آگے پیچھے ہونیوالوں کو درست بھی فرما دیتے جیسا کہ مسلم میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جسمیں یہ الفاظ ہیں۔ کَانَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ الحدیث (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک ہمارے مونڈھوں پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے برابر ہو جاؤ۔ اور مختلف نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ **فائدہ:** صفوں کا سیدھا نہ رہنا آپس کے اختلاف کا سبب ہے دلوں کا اختلاف بہت ہی نقصان کی چیز ہے اس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ مسلم ہی کی ایک دوسری حدیث میں جو کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں اس طرح ہے۔ کَانَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰی کَاَنَّمَا یُسَوِّیْ بِھَا الْقِدَاحَ حَتّٰی رَاٰی اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْہُ ثُمَّ خَرَجَ یَوْمًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّکَبِّرَ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُہٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللہِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللہُ بَیْنَ وُجُوْھِکُمْ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو برابر کرتے تھے اس حد تک گویا کہ اس کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہیں (عرب کا یہ محاورہ ہے جب کسی چیز کی انتہائی برابری ظاہر کرنا مقصود ہو اس وقت بولا جاتا ہے) یہاں تک کہ آپ نے خیال فرمایا کہ ہم نے آپ سے صفوں

کے برابر کرنے کو سمجھ لیا ہے پھر ایک دن تشریف لائے پس کھڑے ہوئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ تکبیر کہیں معاً آپ کی نظر ایک شخص پر پڑی کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے بندو اپنی صفوں کو برابر کرو یا اختلاف ڈالے گا اللہ تمہارے چہروں کے درمیان یعنی آپس میں اللہ تعالیٰ اختلاف پیدا کر دیں گے اگر تم نے صفوں کو برابر نہ رکھا اسمیں پہلے سے زیادہ تنبیہ اور صفوں کو برابر رکھنے کی زیادہ تاکید ہے اللہ کا آپس میں اختلاف پیدا کر دینا معمولی چیز نہیں اسکے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔

صف میں برابر اور سیدھے کھڑے ہونے کے ساتھ ساتھ ایکدوسرے سے ملکر کھڑے ہونا درمیان میں فرجے خالی جگہیں نہ چھوڑنا اور صفوں کے درمیان اتصال رکھنا ہر دو صفوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ نہ ہونا بھی انتہائی ضروری ہے ایسا نہ کرنے پر وعید ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَقِیْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِیْنُوْا بِاَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللہُ وَمَنْ قَطَعَہٗ قَطَعَہُ اللہُ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سیدھا کرو صفوں کو اور بند کرو شگافوں کو (دوسری ایک حدیث میں سُدُّوا الْخَلَلَ کے بعد یہ اضافہ ہے۔ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَدْخُلُ بَیْنَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْحَذَفِ پس تحقیق شیطان تمہارے درمیان داخل ہوتا ہے مانند چھوٹے بچے بھیڑ کے یعنی ان چھٹی ہوئی اور درمیانی جگہوں اور شگافوں میں شیطان بھیڑ کے چھوٹے بچے کی طرح داخل ہو جاتا ہے۔) اور نرم ہو جاؤ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں اور نہ چھوڑو فرجے شیطان کے جس نے صف ملائی اس کو اللہ ملائے گا اور جس نے صف کو توڑا اس کو اللہ توڑے گا۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں صفوں کو سیدھا کرنے کے ساتھ مونڈھوں کو ایک دوسرے کے برابر رکھنے کے لئے بھی حکم فرمایا یہ بھی صف کو سیدھا رکھنے میں معین و مددگار ہے جب ہر شخص اپنے مونڈھوں اور پہلوؤں کو نرم رکھیگا تو ملنے میں ایک سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے گی اور ملنا آسان ہو گا۔ آخر میں صف ملانے والوں کے لئے بڑی خوشخبری ہے اللہ جس کو ملائے اس کی بڑی خوش نصیبی ہے اور صف کو جان بوجھ کر قطع کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے اللہ محفوظ فرمائے اللہ جس کو قطع فرمائے اس کو کوئی جوڑنے والا نہیں اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللہُ اس لئے ایسے شخص کو پوری طرح متوجہ الی اللہ ہو کر توبہ و استغفار کی بہت ضرورت ہے۔

مندرجہ ذیل حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا صفوں کو سیدھا اور برابر کرنے

کا نہایت اہتمام معلوم ہوتا ہے جب تک صفیں سیدھی اور برابر نہ ہو جائیں تکبیر تحریمہ نہ فرماتے۔ ابوداؤد میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ۔ ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو برابر کرتے تھے جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور جب ہم برابر ہو چکتے تو تکبیر تحریمہ فرماتے۔

اگلی صفوں اور ان کے قریب میں نماز پڑھنے والوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور جو قدم صفوں کے ملانیکے لئے اٹھتے ہیں وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الْأُولٰى وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا (ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو پہلی صفوں کے قریب ہوتے ہیں اور نہیں کوئی قدم زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک اس قدم سے جس سے چل کر صف کو ملایا جائے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں صف کا لفظ نہیں آیا بلکہ صفوف جمع کا صیغہ مذکور ہے جس کا عمومی اطلاق تین سے کم پر نہیں ہوتا اس صورت میں اگلی تین اور ان کے قریب والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعا کے اللہ کے فضل سے حاصل کرنے والے بن گئے دوسری حدیث میں یہ فضیلت صرف صف اول کے لئے فرمائی اور سائل کے تین بار کے سوال پر صف اول ہی فرمایا چوتھی بار میں وعلی الثانی (اور دوسری پر) فرمایا اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے لینے والا چاہیئے۔ دوسری فضیلت حدیث پاک میں ان قدموں کی محبوبیت کی ہے جن سے چل کر صف کو ملایا جائے۔ نماز کے لئے چل کر آنے والے کو ہر قدم پر بہت اجر وثواب ملتا ہے لیکن محبوبیت صف کے ملانے والے قدم ہی کو حاصل ہے۔

بلاوجہ مؤخر ہونا اور پیچھے رہنا اچھا نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو مؤخر دیکھ کر سخت تنبیہ فرمائی جیسا کہ مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں رَاٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوا وَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ

لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو کچھ پیچھے دیکھ کر ارشاد فرمایا آگے بڑھو اور میری اقتدا کرو اور چاہیے تمہاری اقتدا کریں تمہارے بعد والے ایک قوم پیچھے ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انکو پیچھے ڈال دیتا ہے یعنی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بھی مؤخر کر دی جاتی ہے۔

صفوں کا سیدھا اور برابر ہونا نہایت ضروری ہے اور آج کل بمشکل ہی کوئی صف سیدھی ملے گی اس کی درستگی کے لئے تمام نمازیوں کی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ احادیث شریفہ کی روشنی میں صف کو سیدھا اور برابر رکھنے کا طریقہ بالکل آسان ہے۔ لیکن یہ صرف امام صاحب اور چند افراد سے پورا نہیں ہو سکتا خصوصاً بڑی مسجد میں جبکہ نمازیوں کی کثرت سے صفیں بکثرت ہوں اس کے لئے ہر شریک جماعت کے لئے اپنی صف کو درست رکھنے کا اہتمام ضروری ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی بھی سب ہی کے لئے ہے۔

تمام نماز پڑھنے والے ایک ہی امام کی اقتدا کر رہے ہیں اور سب صفوں کا سیدھا ہونا بھی امام صاحب ہی کے اعتبار سے ضروری ہے یعنی امام صاحب مرکز ہیں ان سے سب صفیں سیدھی ہونی ہیں لیکن امام صاحب صرف صف اول والوں ہی کو نظر آتے ہیں خصوصاً بیچ والوں کو، اس لئے ضروری ہوا کہ صف اول والے بہت ہی اہتمام کیساتھ اپنی صف امام صاحب سے پوری طرح سیدھی کریں اس کے بعد ہر صف والے اپنے سے اگلی صف کو دیکھ کر اپنی صف سیدھی اور برابر کریں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی اگلوں کیلئے ہی ہے کہ تم میری اقتدا کرو اور تمہارے بعد والے تمہاری اقتدا کریں یہ حدیث بالا ابھی گذر چکا۔ اپنی صف سیدھی کرنے کے لئے پچھلی صف کا ہرگز خیال نہ کریں۔ اس مختصر تمہید کے بعد آسان طریقہ سمجھئے۔

آسان طریقہ: صف اول امام صاحب خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر سیدھی کرادیں جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا صرف سَوُّوا صف سیدھی کر لو کہنے پر اکتفا نہ کریں۔ اس کے بعد ہر صف والے اپنے سے اگلی صف کو دیکھ کر اس طرح سیدھی کریں کہ ہر صف کے بیچ میں کھڑے ہونے والے کو امام صاحب کی جگہ پر سمجھ کر اس کے دائیں طرف کھڑا ہونے والا ہر شخص اپنے بائیں طرف والے کے اور ہر بائیں طرف کھڑا ہونے والا ہر شخص اپنے دائیں طرف والے کے قدم اور مونڈھوں کے اعتبار سے ملکر نرمی کیساتھ برابر کھڑا رہے ذرا بھی آگے پیچھے نہ ہو اور درمیان میں بالکل جگہ نہ چھوڑی جائے اور ہر اگلی صف کو مکمل پر کیا جائے۔ بس ہر صف انشاءاللہ بالکل برابر اور سیدھی رہے گی۔

مجسمہ، تصویر و فوٹو اور کتا جس گھر میں ہوں ملائکہ رحمت اسمیں داخل نہیں ہوتے

(حدیث-۱۲) عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْرُ ۔ رواہ البخاری ۔

بخاری بحاشیہ سندی ص۴۴ جزو رابع باب التصاویر

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویریں ہوں ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

(بخاری بحاشیہ سندی ص۴۴ جز رابع)

فائدہ: ملائکہ حفظہ اور ملک الموت اور دوسرے وہ فرشتے جو مامور ہیں وہ تعمیل حکم ربی ہیں داخل ہوتے ہیں کہ ان کی شان ہے ۔ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یعنی ان کو جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں ورنہ نفرت ایسے گھروں میں داخل ہونے سے انکو بھی ہے اور ملائکہ رحمت تو بالکل داخل نہیں ہوتے کتنی بڑی محرومی ہے اس گھر اور گھر والوں کی کہ کُتے اور تصویر رکھنے کا گناہ تو اپنی جگہ ملائکہ رحمت جو دعاء مغفرت کرتے ہیں اور جن کی برکت سے آدمی کو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی توفیق ہوتی ہے اس سے بھی محرومی ہو جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کسی طرح ایک کتے کا بچہ (پلہ) آکر آپ کے سر مبارک کے نیچے بیٹھ گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام باوجود ملاقات کے وعدہ کے گھر میں داخل نہ ہوئے اور ملاقات نہ ہو سکی جیسا کہ مسلم میں روایت ہے۔ عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ یَوْمًا وَاجِمًا وَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ وَعَدَنِیْ اَنْ یَّلْقَانِیْ اللَّیْلَۃَ فَلَمْ یَلْقَنِیْ اَمْ وَاللہِ مَا اَخْلَفَنِیْ ثُمَّ وَقَعَ فِیْ نَفْسِہٖ جِرْوُ کَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَّہٗ فَاَمَرَ بِہٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِہٖ مَاءً فَنَضَحَ مَکَانَہٗ فَلَمَّا اَمْسٰی لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ لَقَدْ کُنْتَ وَعَدْتَنِیْ اَنْ تَلْقَانِیْ الْبَارِحَۃَ قَالَ اَجَلْ وَلٰکِنَّا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا صُوْرَۃٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ حَتّٰی اَنَّہٗ یَاْمُرُ بِقَتْلِ الْکَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِیْرِ وَیَتْرُکُ کَلْبَ الْحَائِطِ الْکَبِیْرِ ۔ (ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غمگین حالت میں صبح کی اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ملے نہیں خبردار اللہ کی قسم کبھی انہوں نے وعدہ خلافی نہیں کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں

ایک کتے کے بچے کا خیال گذرا کہ آپ کے سریر (چارپائی) کے نیچے ہے آپ کے حکم سے اس کو نکال دیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں اس واقعہ میں یہ زیادتی ہے کہ اچانک کتے پر نظر پڑی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ کتا یہاں کب آیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے اس کی بالکل خبر نہیں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اس کی جگہ پر چھڑکا۔ جب شام ہوئی تو آپ سے جبریل علیہ السلام ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے وعدہ کیا تھا کہ گزشتہ رات مجھ سے ملو گے جبریل علیہ السلام نے کہا بے شک لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ پس اس دن صبح ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ یہاں تک کہ چھوٹے باغ کے کتے کو بھی قتل کرنے کا حکم فرمایا اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔

فائدہ: یہ کتا آپ کا پالا ہوا تو تھا ہی نہیں نیز یہ کہ آپ کو اس کے داخل ہونے کا بھی علم نہ تھا جیسا کہ اس کا ہونا قلب پر وارد ہوا یا اچانک نظر پڑی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کے متعلق دریافت فرمانے سے صاف معلوم ہوتا ہے لیکن ملائکہ رحمت کا کتے سے تنفر کے باوجود وعدہ کے حضرت جبرئیل علیہ السلام گھر میں داخل نہ ہوئے اور بوقت ملاقات اس کو ظاہر فرمایا کہ ہم جس گھر میں کتا اور تصویر ہو داخل نہیں ہوتے بظاہر ان دنوں کتوں کی کثرت ہو گی اور کتوں کے پالنے اور بلا شدید ضرورت کے گھر یا باغ میں رکھنے کی ممانعت اور عدم جواز اور ملائکہ رحمت کے تنفر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ جس گھر میں کتا ہو وہ داخل نہیں ہوتے ان سب مصالح کی بنا پر قتل کلاب کا حکم فرمایا ہو گا۔ اس کے بعد قتل کلاب کا حکم نہ فرمایا بلکہ منع فرما دیا اب یہ حکم باقی نہیں رہا منسوخ ہو گیا۔

وہ کتا جو حفاظت باغ مکان کھیت اور مویشیوں کی حفاظت کے لئے رکھا جاتا ہے جبکہ اس کے بغیر حفاظت مشکل ہو اس کی گنجائش ہے اور اس کا رکھنا جائز ہے چھوٹے باغ کی حفاظت بغیر کتے کے بھی ہو سکتی ہے اس لئے اس کو بھی قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ شوقینی کے طور پر پالنے کی تو کسطرح اجازت ہو سکتی ہے جیسا کہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اقْتَنٰی کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ مَاشِیَۃٍ اَوْ ضَارٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطَانِ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مویشیوں اور کھیت و باغ کے محافظ کتے اور شکاری کتے کے علاوہ کتا پالے گا ہر دن اس کے ثواب سے دو قیراط کم کئے

جائیں گے۔ شکاری کتے کے کئے ہوئے شکار کے حلال ہونے کی مخصوص شرائط ہیں جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں اس کا بیان موجود ہے فقہاء علیہ الرحمۃ نے اس کے مسائل تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے اور بنانے کو منع فرمایا جیسا کہ ترمذی میں روایت ہے۔ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورۃ فی البیت ونھٰی اَنْ یَّصْنَعَ ذَالِکَ۔ حضرت ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا اور تصویر کے بنانے سے منع فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اگر گھر میں کوئی تصویر پاتے تو اس کو بغیر توڑے اور پھاڑے نہ چھوڑتے تھے جیسا کہ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ فِیْ بَیْتِہٖ شَیْئًا فِیْہِ تَصَالِیْبُ اِلَّا نَقَضَہٗ۔ (ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز جسمیں تصالیب (تصاویر) ہوں بغیر توڑے نہ چھوڑتے تھے۔

فائدہ: تصالیب سے مراد تصاویر ہیں جو کہ صلیب کی تصویر کو بھی شامل ہے جو بشکل مثلث ہوتی ہے اگرچہ وہ جاندار کی تصویر نہیں لیکن نصاریٰ اس کی پرستش کرتے ہیں اس لئے وہ بھی حرام ہے معلوم ہوا ان بے جان چیزوں کی تصویر بھی گھر میں رکھنا جائز نہیں جن کی شکل و تصویر کی پرستش معروف ہے لیکن جن بے جان چیزوں کی تصویر کی پرستش نہیں کی جاتی جیسے چاند و سورج ہندوستان میں درخت، پیپل، نہر، گنگا وغیرہ ان کی تصویر میں حرج نہیں اس لئے کہ ان کی نفس شئی کی پرستش کیجاتی ہے۔ تصویر کی نہیں۔ بخاری کے ایک نسخہ کشمینی میں تصالیب کے بجائے تصاویر منقول ہے۔

ایک اور حدیث جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ واضح ہو جاتی ہے کہ تصویر گھر میں دیکھتے اس کو ہرگز برداشت نہ فرماتے فوراً توڑ دیتے یا پھاڑ دیتے صحیح سالم نہ رہنے دیتے بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے ایک طاق پر پردہ ڈالا

ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں۔ فَلَمَّا رَاٰہُ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم ھَتَکَہٗ وَقَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الَّذِیْنَ یُضَاھُوْنَ بِخَلْقِ اللہِ قَالَتْ فَجَعَلْنَاہُ وِسَادَۃً اَوْ وِسَادَتَیْنِ۔ (ترجمہ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مصور پردہ کو دیکھا پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے روز وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کی نقل اتارتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس کے ایک یا دو گدے یا تکیے بنا دیئے۔

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ تصاویر کا گھر میں رکھنا جائز نہیں حرام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تصویر والا پردہ گھر میں دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا اور چونکہ تصویر بنانا سخت گناہ ہے اور حرام ہے اور اس پر عذاب بھی نہایت سخت ہے جس کی بہت سی وجوہ ہیں اس لئے خاص طور پر اس کو بیان فرمایا اور اس کی ایک بڑی وجہ بھی بیان فرمائی۔ اَلَّذِیْنَ یُضَاھُوْنَ بِخَلْقِ اللہِ یعنی تصویر بنانے والے اللہ کی پیدا کردہ مخلوق انسان و حیوان کی شکل و صورت کی ظاہری سطح کا نقش بنا کر اور نقالی کر کے اپنی بنائی ہوئی تصویر کو اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کے مشابہ کرتا ہے اس کا یہ فعل گویا کہ ظاہری و عملی طور پر اللہ جل جلالہ کے ساتھ اس کی مخصوص صفات ذاتی خالق و مصور میں جن کے الفاظ کا اطلاق بھی غیر اللہ پر جائز نہیں ہمسری و برابری کا دعوٰی کرتا ہے۔ جو بہت بڑا گناہ ہے اس لئے اس پر عذاب بھی سخت ہے جس کا بیان بکثرت احادیث میں موجود ہے مندرجہ ذیل حدیث پاک میں بھی اسکا کچھ بیان ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا ایک واقعہ بیان فرماتی ہیں جسمیں ایک تصویر والے گدے کو گھر میں دیکھ کر آپ نے انتہائی اظہار ناگواری و ناراضی فرمایا ابتداءً گھر میں داخل نہ ہوئے دروازے پر کھڑے رہے۔ بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ تعالی عنہا اَنَّھَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَۃً فِیْھَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰھَا رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْھِہِ الْکَرَاھَۃَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَتُوْبُ اِلَی اللہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَالُ ھٰذِہِ النُّمْرُقَۃِ قَالَتْ اشْتَرَیْتُھَا لَکَ لِتَقْعُدَ عَلَیْھَا وَتَوَسَّدَھَا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَصْحَابَ

هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ ۔ (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک گدا ایسا خرید لیا تھا جسمیں تصاویر تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کو دیکھا دروازہ پر رُک گئے اور اندر داخل نہ ہوئے اور چہرہ مبارک پر ناراضی کے آثار معلوم ہوئے تو میں نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا یہ گدا کیسا ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ اس کو میں نے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والے قیامت کے روز عذاب دیئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا کہ جو صورتیں تم نے پیدا کی ہیں ان میں جان بھی ڈالو اور فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جسمیں تصویریں ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویر والے گدے کو گھر میں دیکھ کر اظہار ناراضگی کے طور پر گھر میں داخل نہ ہونا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حسنِ ادب کہ اوّلاً توبہ کرتی ہیں کہ ابھی اپنا گناہ بھی معلوم نہیں پھر عرض کرتی ہیں کہ میرا کیا گناہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مصور گدے کی طرف تنبیہاً اشارہ کرکے ارشاد فرمایا کہ یہ گدا کیسا ہے یعنی تمہارا گناہ اور باعث ناراضی اس مصور گدے کا گھر میں ہونا ہے نیز حدیث بالا میں تصویر بنانے والوں کے بارہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تصویر بنانے والوں کو قیامت میں عذاب دیا جائے گا اور ان سے تصویروں میں جان ڈالنے کے لئے کہا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جان نہ ڈال سکیں گے اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ فوٹو کے بارہ میں جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عکس اور ظل ہے اور حرام نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ عکس اور ظل صاحب عکس صاحب اور ظل کے ساتھ قائم ہوتا ہے جب یہ نہ ہو تو عکس اور ظل باقی نہیں رہتا اور فوٹو کا حال تمہارے سامنے ہے کہ وہ صاحب عکس اور صاحب ظل کی غیر موجودگی میں باقی رہتا ہے۔ آئینہ میں جو دیکھنے والے کا عکس ہے جب تک اس کو کوئی مصالحہ سفیدی یا سرخی یا سیاہی لگا کر پختہ نہیں کیا جاتا بیشک عکس رہتا ہے جو حرام نہیں اور جب اسکو کسی مصالحہ سے پختہ کر دیا جاتا ہے اور وہ صاحب عکس کے بغیر قائم رہنے والا ہو جاتا ہے اسوقت وہ فوٹو اور تصویر بن جاتا ہے اسمیں اور مستقل ہاتھ سے بنانے والی تصویر میں کوئی فرق

نہیں بس یہ ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے وہ کیمرہ کے ذریعہ ہو یا اور دوسری کسی ترقی یافتہ مشین کے ذریعہ ہو۔

بخاری و مسلم ہی کی ایک حدیث جس میں تصویر بنانے والوں کے عذاب کا ذکر ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ وَيُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عنهما فَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ لَهُ ۔ (ترجمہ) ہر تصویر کھینچنے والا دوزخ میں جائیگا اس تصویر سے جو اس نے بنائی ہے ایک شخص بنا دیا جائیگا جو اس کو جہنم میں عذاب کرے گا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر تصویر بنانی ہی ہو تو درخت یا اس چیز کی بنا جس میں روح نہ ہو۔

ایک ایسی حدیث جسمیں تصویر بنانے والوں کے لئے بہت ہی سخت وعید ہے مسند احمد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب کرکے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے کہ مدینہ شہر میں جائے اور تین کام کرکے آئے۔ کوئی بُت بغیر توڑے نہ چھوڑے اور کوئی (زیادہ) اونچی قبر برابر کئے بغیر نہ چھوڑے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جس کو کسی چیز سے لتھیڑ کرکے خراب نہ کر دے ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یہ سب کروں گا۔ یہ گئے اور سب کام کرکے لوٹے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ اَدَعْ بِهٖ وَثَنًا اِلَّا كَسَرْتُهٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّيْتُهٗ وَلَا صُوْرَةً اِلَّا لَطَخْتُهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ اِلٰى صَنْعَةِ شَيْءٍ مِّنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (ترجمہ) میں نے مدینہ میں کوئی بت نہیں چھوڑا جس کو توڑ نہ دیا ہو اور کوئی (اونچی) قبر نہیں چھوڑی جسکو برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جس کو کسی چیز سے لتھیڑ کر خراب نہ کر دیا ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز پھر بنائی (گویا) اس نے اس وحی کا انکار کر دیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اگر تصویر کا سر کاٹ دیا یا اس کے چہرہ کو رنگ روغن سیاہی سے خراب کر دیا اور مٹا دیا جائے یا تصویر والے کپڑے کو ایسے فرش گدے تکیے کے طور پر استعمال کیا جائے جس کو چل پھر لیٹ بیٹھ کر عام طور پر روندھا جاتا ہے کہ پامال و ممتہن ہو تو اس کا حکم بدل جاتا ہے۔

اس کی گنجائش ہے اور وہ جائز ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی یہ تدبیر بتائی ہے ایسی تصویریں حرمت سے مستثنیٰ ہیں دخول ملائکہ کے لئے بھی مانع نہیں جیسا کہ نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی اور داخل ہونے کے لئے ارشاد فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا۔ کَیْفَ اَدْخُلُ وَفِیْ بَیْتِکَ سِتْرٌ فِیْهِ تَصَاوِیْرُ فَاِمَّا اَنْ تَقْطَعَ رُؤُسَهَا اَوْ تَجْعَلَ بِسَاطًا یُوطَأُ فَاِنَّا مَعْشَرُ الْمَلَائِکَةِ لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ تَصَاوِیْرُ۔ میں کیسے آؤں جبکہ آپ کے مکان میں ایک پردہ ہے جس میں تصاویر ہیں یا تو آپ تصاویر کے سر کاٹ دیجئے یا اس پردہ کو پامال فرش بنا دیجئے کیونکہ ہم جماعت ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جسمیں تصاویر ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقعہ پر بیت اللہ میں بھی اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک کہ ایک ایک کر کے اس کے اندر کی سب تصویریں مٹا دی نہ گئیں جیسا کہ ابو داؤد شریف میں روایت ہے۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ اَنْ یَّاْتِیَ الْکَعْبَةَ فَیَمْحُوْا کُلَّ صُوْرَةٍ فِیْهَا فَلَمْ یَدْخُلْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی مُحِیَتْ کُلُّ صُوْرَةٍ فِیْهَا۔ (ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے زمانہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اور وہ بطحاء میں تھے کہ کعبہ شریف میں آ کر اسمیں ہونے والی ہر تصویر کو مٹا دیں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ اس کی سب تصویریں مٹا دی نہ گئیں۔

مذکورہ بالا احادیث ان کثیر احادیث میں سے چند ہیں جو متواتر المعنیٰ ہیں اور جن سے حرمت تصاویر ثابت ہوتی ہے۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ تصاویر کی حرمت شریعت محمدیہ کا مخصوص حکم ہے پہلے انبیاء کی شریعتوں میں تصاویر ممنوع نہیں تھیں۔ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں جنات کا تصویریں بنانا مذکور ہے۔ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ۔ (ترجمہ) بناتے ہیں

جو وہ چاہیں محرابیں اور تصاویر اور حوض جیسے بڑے ٹب اور ہجرت سے پہلے شریعت محمدیہ میں بھی تصاویر کی حرمت کا ثبوت نہیں ہجرت کے بھی کچھ بعد احکام حرمت آئے ہیں اور مرض وفات میں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تصاویر پر وعید منقول ہے اس لئے ضروری ہوا کہ وہ احادیث جن سے اس مسئلہ میں نرمی اور خفت معلوم ہوتی ہے ان سے بجائے جواز نکالنے کے ان کو منسوخ مانا جائے اور احادیث شریفہ میں جو تصاویر حرمت سے مستثنیٰ کی گئی ہیں ان کو مستثنیٰ سمجھا جائے جیسا کہ قاعدہ ہے۔

اسی لئے حرمت تصاویر پر جمہور امت کا اجماع ہے اور ائمہ اربعہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ شیخ الاسلام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے اور حافظ نے فتح الباری میں اس کی توثیق کی ہے فتح الباری صہ ۳۱۵ ج ۱۰

قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورة الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث وسواء صنعہ بما یمتھن او بغیرہ فصنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاة لخلق اللہ تعالیٰ وسواء ما کان فی ثوب او بساط او درھم او دینار او فلس او اناءٍ او حائط او غیرھا۔ واما صورة الشجر ورحال الابل وغیر ذلک بما لیس فیہ صورة حیوان فلیس بحرام ھٰذا حکم نفس التصویر واما اتخاذ المصور فیہ صورة حیوان فان کان معلقا علی حائط او ثوبا ملبوسا او عمامة او نحو ذلک مما لا یعد ممتھنا فھو حرام وان کان فی بساط یداس ومخدة ووسادة ونحوھا مما یمتھن فلیس بحرام ولا فرق فی ھذا کلہ بین ما لہ ظل وما لا ظل لہ ھٰذا تلخیص مذھبنا فی المسئلة وبمعناہ قال جماھیر العلماء من الصحابة والتابعین ومن بعدھم وھو مذھب الثوریؒ ومالکؒ وابی حنیفةؒ وغیرھم نووی مع مسلم صہ ۱۹۹۔ ج ۲ ۔ ہمارے حضرات اور دوسرے علماء نے فرمایا ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اس لئے کہ اس پر ایسی وعید شدید وارد ہے جو بہت سی احادیث میں مذکور ہے اور اس میں برابر ہے کہ ایسی چیز کی تصویر بنائے جو عادتاً ذلیل و پامال رکھی جاتی ہے یا اس کے علاوہ (جو نمایاں رکھی جاتی ہے)

بہر حال بنانا اس کا حرام ہے اس لئے کہ اسمیں حق تعالیٰ کی صفت خلق کی نقل اتارنا ہے اور یہ بھی برابر ہے کہ کپڑے میں ہو یا فرش میں اور درہم و دینار یا پیسے میں ہو یا برتن اور دیوار وغیرہ میں لیکن درختوں کی اور اونٹ کے کجاوے وغیرہ کی ایسی چیزوں کی جو ذی روح نہیں تو اس کی تصویر بنانا حرام نہیں یہ تو تصویر بنانے کا حکم ہے لیکن ان چیزوں کا استعمال جن میں ذی رُوح کی تصویر بنی ہو اگر وہ دیوار پر معلق یا پہنے ہوتے کپڑے یا عمامہ وغیرہ ایسی چیزوں میں جو عادتاً ذلیل و حقیر نہیں سمجھی جاتی تو ان کا استعمال حرام ہے اور اگر پامال فرش یا گدے اور تکیہ وغیرہ میں ہو جو عادتاً ذلیل و پامال ہوتے ہیں تو یہ حرام نہیں ہے ۔

اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ تصویر مجسم ہو جس کا سایہ پڑتا ہے یا مجسمہ نہ ہو جس کا سایہ نہیں پڑتا یہ خلاصہ ہے ہمارے مذہب کا مسئلہ تصویر میں اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد کے علماء میں اور یہی مذہب ہے امام ثوریؒ اور امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرھم کا اور یہی قول و فتویٰ ہے سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رئیس عام ادارات بحوث علمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد مملکۃ عربیۃ سعودیہ کا جس کو انہوں نے کسی سائل کے جواب میں اپنی کتاب الجواب المفید فی حکم التصویر میں مکمل و مدلل طور پر واضح فرمایا ہے مختصر طور پر سوال و جواب کے کچھ حصہ کا اختصار کی وجہ سے صرف ترجمہ مندرجہ ذیل ہے ۔ سوال : آپ کیا فرماتے ہیں تصویر کے بارہ میں کہ اس میں ابتلاء عام ہے اور لوگ اسمیں پھنسے ہوئے ہیں براہ کرم ایسا مکمل جواب دیجئے کہ اس سے جائز و ناجائز تصویریں واضح ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب عطا فرمائیں ۔ **جواب** : تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لئے جو یکتا ہے اور درود و سلام نازل ہو انپر جن کے بعد کوئی نبی نہیں بعد حمد و صلوٰۃ بکثرت حدیثیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں جو صحاح اور مسانید اور سنن میں مذکور ہیں جن سے ہر جاندار (وہ انسان ہو یا حیوان) کی تصویر کی حرمت واضح ہوتی ہے اور (ان احادیث میں تصویر والے پردوں کو پھاڑ دینا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے) اور تصویریں مٹا دینے کے بارہ میں آپ کا حکم ہے اور آپ نے تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور یہ فرمایا کہ تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور میں تمہارے لئے اس باب کی چند حدیثیں ذکر کروں گا اور مختصراً اس بارہ میں علماء کا قول بھی نقل کروں گا اور اس مسئلہ کا صحیح جواب واضح طور پر بیان کروں گا انشاء اللہ انتہا کلام الشیخ ۔ اجمالی جواب

کے بعد شیخ نے اس باب کی کچھ حدیثیں ذکر کیں ان کو تفصیل سے سمجھایا اور معترضین کے شبہات کا دفعیہ فرمانے کے بعد لکھتے ہیں وبذٰلک یتبین الخ اور اس بیان سے حق کے متلاشی کے لئے واضح ہو گیا کہ انسان و حیوان کے سر اور اس کے آس پاس کی تصویر ممانعت اور حرمت میں داخل ہے اس لئے کہ پہلی بیان کردہ احادیثِ صحیحہ عام ہیں اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی عمومیت سے کسی چیز کی استثنا کرے سوائے شارع کے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویریں مجسمہ ہوں یا غیر مجسمہ جو نقوش سے بنائی جاتی ہیں وہ کسی پردہ پر ہوں یا کاغذ پر یا ان جیسی اور کسی چیز پر اور کوئی فرق نہیں انسانوں اور ان کے علاوہ دیگر حیوانات کے درمیان بلکہ بادشاہوں اور علماء اور ان جیسے بڑے لوگوں کو، تصویروں میں تو حرمت اور بھی سخت ہے اس لئے کہ فتنہ ان کی وجہ سے بہت زیادہ ہے اور مجالس وغیرہ میں ان کی تصویروں اور فوٹو کا لگانا اور اس کی تعظیم شرک کا بڑا ذریعہ ہے اور اللہ کے سوا صاحب تصویر کی عبادت میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے جیسا کہ قوم نوح میں واقع ہو چکا ۔ انتہا کلام الشیخ ۔ کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں ۔ اور اس جواب میں جو احادیث اور علماء کا کلام ہمنے نقل کیا ہے اس سے طالب حق کے لئے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ لوگوں کا کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں تصویروں کا چھاپنا کھلی ہوئی غلطی ہے اور کھلم کھلا گناہ ہے جو اپنی خیر و صلاح چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے کیے پر نادم ہو کر سچی پکی توبہ کرے اور خود اس معصیت سے بچے اور اپنے بھائیوں کو بچانیکی کوشش کرے ۔ انتہی کلام الشیخ تفصیل کے لئے الجواب المفید فی حکم التصویر کا مطالعہ کیجئے ۔

چھوٹی بچیوں کے کھیلنے کی گڑیوں کے بارہ میں فقہاء کا اختلاف ہے احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا گڑیوں سے کھیلنے کا تذکرہ اور گھر میں ان گڑیوں کا ہونا ثابت ہے بوقت نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چھ یا سات سال اور بوقت رخصتی نو سال بیان کی جاتی ہے اور یہ زمانہ بچپن ہی کا شمار کیا جاتا ہے ۔ عام تصاویر کی حرمت پر تو اجماع امت ہے اور جمہور علماء حرمت تصاویر میں متفق ہیں لیکن گڑیوں کے بارہ میں اختلاف ہے ۔ بعض علماء عام تصاویر کی طرح ان کی بھی حرمت کے قائل ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لعب بالبنات والی احادیث کو احادیث حرمت سے منسوخ مانتے ہیں ۔ اور بعض ان کے مستثنیٰ عن الحرمت کے قائل ہیں ۔ اور بعض نابالغ بچیوں کے لئے ان کے عدم مکلف ہونے کی وجہ سے اجازت دیتے ہیں اور بعض امور خانہ داری کی تربیت کے لئے اس کی گنجائش ظاہر کرتے ہیں ۔ اور بعض اس کے قائل

ہیں کہ گڑیوں کے آنکھ، ناک، کان وغیرہ نہ بنائے جائیں اس صورت میں وہ کامل تصویر نہ ہوگی ان سے کھیلنا اور گھر میں رکھنا جائز ہوگا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیاں بھی کچھ اسی طرح کی تھیں کہ نام کی گڑیاں تھیں مکمل تصویر نہ تھیں جیسا کہ ابوداؤد کی اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے جسمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑیوں اور پردہ والے گھوڑے کو دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہیں اور یہ ان کے بیچ میں کیا ہے اگر وہ گڑیاں لڑکیوں کی مکمل تصویریں ہوتیں اور گھوڑے اور اس کے پروں کی صاف تصویر نظر آتی تو آپ کو پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آتی اس قول کو مرشدی حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب نور اللہ مرقدہ نے تعلیق ابوداؤد میں حضرت اقدس گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ سے نقل فرمایا اور حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب نور اللہ مرقدہ محدث دار العلوم دیوبند نے اپنی چہل حدیث میں لَاتَدْخُلُ الملائکۃ بیتاً (الحدیث) کے تحت اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ حرمت تصاویر کی احادیث کی روشنی میں خلاصہ یہ کہ تصویر کشی اور تصویر سازی کسی جاندار کی کسی حال جائز نہیں چہرے کے علاوہ باقی اعضاء بدن ہاتھ پیر آنکھ ناک وغیرہ کی تصویر بنانا جائز ہے اور محض سر کی یا نصف اعلیٰ کی تصویر بنانا جائز نہیں صرف غیر ذی روح بے جان چیزوں کی تصاویر بنا سکتے ہیں اور تصاویر کے استعمال میں مندرجہ ذیل قسم کی تصاویر کی اجازت ہے۔

سر کٹی ہوئی تصویر جو درخت کے مشابہ ہو جائے اسی طرح وہ تصویریں جن کو رنگ و روغن سیاہی وغیرہ اچھی طرح لگا کر اور خوب مل کر خراب کر دیا جائے۔ اسی طرح وہ تصویریں جو محل اہانت و ذلت میں ہوں مثلاً پامال فرش گدا وغیرہ جس پر بیٹھا جائے۔ جوتے کے تلے کی تصویر اور برتنوں کے نیچے کی تصویر اور بہت چھوٹی تصویریں کہ جس کو کوئی متوسط بینائی والا شخص کھڑا ہو کر نیچے رکھی ہوئی تصویر کو اگر دیکھے تو اس کو صاف تصویر اعضاء کی تفصیل کیساتھ نظر نہ آئے جیسے انگوٹھی بٹن وغیرہ کی تصویریں۔ چھوٹی لڑکیوں کے کھیلنے کی گڑیاں جبکہ ان کے آنکھ ناک نہ بنائی گئی ہوں ان سے کھیلنا اور گھر میں رکھنا جائز ہے۔ مستور اور پوشیدہ تصویریں مثلاً کسی تھیلی یا غلاف میں پوشیدہ ہوں یا کسی ڈبہ میں بند ہو تو اس تھیلی اور ڈبہ کا گھر میں رکھنا جائز ہے۔ اگر تصویریں کسی کتاب یا رسالے یا اخبار کے اوراق میں مستور ہوں تو ان کا گھر میں رکھنا بھی جائز ہے۔ رہا یہ امر کہ اس کتاب و رسالہ و اخبار کا دیکھنا بھی جائز ہے کہ نہیں اس کو اور اس مسئلہ تصویر کی تمام

جزئیات کو جو عام طور پر پیش آتی ہیں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ مفتی اعظم ہند و پاکستان نے اپنی کتاب تصویر کے شرعی احکام میں مفصل و مدلل طور پر بیان کیا ہے شاید ہی اس مسئلہ کی کوئی جزئی چھوٹی ہو کتاب کے آخر میں حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے وعظ نفی الحرج کا خلاصہ جسمیں شریعت میں تنگی نہ ہونے کو بہت ہی اچھے پیرایہ میں مدلل طور پر سمجھایا گیا ہے شامل کیا گیا ہے طالبان حق کے لئے اس کتاب کا بغور مطالعہ کرنا انتہائی ضروری ہے احقر نے متعدد جگہ اس سے استفادہ کیا اور بہت سے مضامین اس سے لے کر ان کو مختصراً لکھا ہے۔

پاسپورٹ وغیرہ کی شدید ضرورت کے لئے ضرورت شرعی ہو یا معاش کی انتہائی مجبوری بوجہ اضطرار فوٹو کھنچوانیکی گنجائش ہے لیکن یہ گنجائش ایسی ہی ہے جیسا کہ مضطر کے لئے بقدر ضرورت اکل میتہ حلال ہو جاتا ہے جب اضطرار ختم ہو جائے تو پھر گنجائش کسی طرح کی نہیں حرمت تصاویر پر اجماع امت ہے جمہور علماء امت وفقہاء کے خلاف کسی ایک یا دو یا چند عالموں کا اختلاف کر کے کسی متفق علیہ حرام کو حلال اور جائز کو ناجائز کر دینا معمولی بات نہیں بڑی جرأت کی بات ہے مگر کبھی کسی اشتباہ اور مغالطہ کی بنا پر بڑے بڑے عالموں کو بھی ایسا پیش آجاتا ہے جیسا کہ ہندوستان کے دو مشہور اور نامور عالموں حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندویؒ اور حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزادؒ وزیر تعلیم ہند کو اس مسئلہ تصویر میں پیش آیا سیدؒ صاحب نے فوٹو کے جواز پر ۱۹۹۱ء میں ایک مضمون بھی لکھا تھا اور مولانا آزادؒ نے ایک طویل زمانہ تک اپنے مشہور اخبار الہلال کو باتصویر شائع کیا لیکن اللہ نے حق کیطرف راہ نمائی کی اور سیدؒ صاحب نے ۱۹۴۳ء میں سلف صالحین کی سنت کو زندہ فرمایا اور رجوع واعتراف کے عنوان سے مضمون شائع فرمایا تصویر کے بارہ میں لکھتے ہیں بہرحال اس بحث کے سارے پہلو سامنے آگئے ہیں اس لئے سب کو سامنے رکھ کر اب اس سے اتفاق ہے کہ صحیح یہی ہے کہ فوٹو لینا دستی تصویر کی طرح ناجائز ہے اور بالائی نصف حصہ جسم کا فوٹو کھینچنا ناجائز اور کھنچوانا باضطرار جائز ملخصاً۔ اور اسی زمانہ میں مولانا آزادؒ جب رانچی جیل میں تھے ان کے تذکرہ لکھنے والے نے خط بھیجا کہ مجھے اپنا فوٹو عنایت فرما دیں کتاب کے شروع میں لگانا چاہتا ہوں مولانا آزادؒ نے ان کو جواباً لکھا جو ان کے تذکرہ میں شائع بھی ہو چکا تصویر کا کھنچوانا رکھنا شائع کرنا سب ناجائز ہیں یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور الہلال کو باتصویر نکالا تھا اب میں اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہیے نہ کہ از سر نو ان کی تشہیر کرنا چاہیئے۔ مولانا آزاد نے اپنے سابقہ عمل سے رجوع کے ساتھ اپنے تائب ہونے کا ذکر

فرمایا یہ ان کی عالی ہمتی اور فکر عاقبت کی بڑی دلیل ہے اور ہم سب کے لئے تذکیر و نصیحت ہے کہ اپنے اپنے اقوال اعمال و افعال کا اچھی طرح جائزہ لیں اور ٹھنڈے دل سے غور کر کے وہ سب امور جو حق سبحانہ وتعالیٰ اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ احکام کے خلاف ہوں اولین فرصت میں سچے دل سے نادم ہو کر صدق دل سے ان سے توبہ کریں اور آئندہ ان سے بچنے کی پوری پوری کوشش کریں اور اگر خدانخواستہ کسی بھی خلاف شرع امر کے لئے مضطر و مجبور ہیں تو کم از کم حرام کو حرام سمجھتے ہوئے ہر وقت اس کے چھوڑنے کی فکر دامنگیر ہونی چاہیئے اور جتنا بھی ہو سکے توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے اور اس سے خلاصی کے لئے بارگاہ خداوندی میں رو رو کر دُعا کرتے رہنا چاہیئے انشاء اللہ بہت جلد مجبوری دور ہو کر اس سے نجات مل جائیگی یہی نہیں بلکہ اخلاص کی برکت سے تعلق مع اللہ انشاء اللہ پیدا ہوگا جو بہت بڑی نعمت ہے اور خلاف شرع ناجائز و حرام کاموں کو اس دیدہ دلیری کے ساتھ کرتے رہنا کہ دل میں ان کے معصیت و گناہ ہونے کا بھی خیال نہ رہے نہایت خطرناک ہے اور غضب خداوندی کا باعث ہے اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے۔ اللهم احفظنا عنہ۔

ٹخنہ سے نیچے لنگی، پاجامہ، مشلح وغیرہ لٹکانے والے کی سزا جہنم ہے

(حدیث - ۱۳) عن ابی هُرَیرَۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ - رواہ البخاری

بخاری بحاشیہ سندی جز رابع صہ ۲۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ٹخنے سے نیچے لنگی لٹکانے والا دوزخ میں جائیگا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

بخاری بحاشیہ سندی - جزء رابع صہ ۲۴

فائدہ : ازار، پاجامہ، لنگی، تہبند، مشلح، چوغا وغیرہ سبکو شامل ہے۔ پاجامہ ہو یا تہبند ٹخنے سے اوپر رکھنا چاہیے اگر ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا تو اس کی سزا جہنم ہے یعنی ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر کپڑا لٹکتا ہے وہ آگ میں جلایا جائے گا۔ حدیث پاک میں وعید جان بوجھ کر لٹکانے والے کے لئے ہے اگر باوجود ٹخنے سے اوپر رکھنے کی کوشش کرنے کے کسی وجہ سے خود بخود ٹخنے سے نیچے ہو جائے جیسا کہ پیٹ بڑھے ہوئے لوگوں کو اکثر پیش آجاتا ہے یا کسی بیماری اور عذر کی وجہ سے

ٹخنے کا ڈھانپنا ضروری ہو تو وہ وعید میں داخل نہیں ہے۔ اور اگر کوئی تکبر کی وجہ سے لٹکائے گا تو اس کا گناہ اور بھی زیادہ ہے اور اس کے لئے وعید بھی سخت ہے بروز قیامت اللہ جل جلالہٗ اس کی طرف نظر شفقت و رحمت نہ فرمائیں گے اور اس ہولناک دن میں خصوصاً ہر شخص اللہ کی رحمت کا بہت زیادہ محتاج ہوگا کہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے لئے آخری فیصلہ کا دن ہے اور دخول جنت بس اسی کے رحم و کرم پر ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا رواہ البخاری (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ جل جلالہٗ نظر التفات نہ فرمائیں گے قیامت کے دن اس شخص کیطرف جس نے ازراہ تکبر پاجامہ کو دراز کیا۔ ٹخنے سے نیچے لٹکنے والا پاجامہ ہو یا تہبند یا کوئی دوسرا کپڑا مثلاً قمیص شیروانی، کوٹ، عبا، چادر وغیرہ سب کا یہی حکم ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں لفظ ثوب عام ہے اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بخاری و مسلم (ترجمہ) جس نے اپنے کپڑے کو ازراہ تکبر دراز کیا اس کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ دیکھیں گے یعنی توجہ نہ فرمائیں گے بہت ہی سخت وعید ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ عوام تو عوام خواص میں بھی آجکل ٹخنے سے نیچے تک ہی بس نہیں بلکہ پاجامہ تہبند قمیص وغیرہ اتنا لامبا استعمال کرنا ایسا عام ہو گیا کہ زمین پر گھسٹتا ہے اور قدم تک نظر نہیں آتے اور ایسا لباس جس سے قدم مستور ہوں عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی مبارک نصف ساق تک ہوتی تھی جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت عبید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے ایک واقعہ کیا تھا اس کو بیان کرتے ہیں جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معمولی کام کاج کے وقت پہننے والا کپڑا بھی اگر ٹخنے سے نیچا ہو تو اس میں بھی تکبر ہے اور اسوۂ حسنہ نبویہ پر عمل کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں ایک مرتبہ چلا جا رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا کہ لنگی اوپر کو اٹھاؤ اس سے نجاست ظاہری و باطنی تکبر وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے میں نے کہنے والے کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا ھِیَ بُرْدَۃٌ مَلْحَاءُ قال اَمَا لَکَ فِیَّ اُسْوَۃٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا اِزَارُہٗ اِلٰی نِصْفِ سَاقَیْہِ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ معمولی سی چادر ہے اسمیں کیا تکبر ہو سکتا ہے اور کیا اس کی حفاظت

کی ضرورت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی مصلحت تیرے نزدیک نہیں تو کم از کم میرا اتباع تو کہیں گیا ہی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی کو دیکھا تو نصف ساق تک تھی۔

مسلم مردوں کے لباس کی حد ٹخنے سے اوپر تک ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِزارۃُ المُسلِمِ اِلیٰ نصفِ السَّاقِ وَلَاحَرَجَ اَوْلَاجُناحَ فِیمَا بَینَهٗ وَبَینَ الکَعبَینِ مَاکَانَ اَسفَلَ مِنَ الکَعبَینِ فَهُوَ فِی النَّارِ وَمَن جَرَّ اِزارَهٗ بَطَرًا لَم یَنظُرِ اللّٰهُ اِلَیهِ مسلمان کا تہبند نصف ساق تک ہونا مناسب ہے اور کوئی حرج یا کوئی گناہ نہیں اگر پنڈلی اور ٹخنے کے درمیان رہے اگر ٹخنے سے نیچا ہو تو اس کی سزا جہنم ہے اور جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے تہبند کو لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر التفات نہ فرمائیں گے۔

جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے پر وعید کی اکثر احادیث میں تکبر کے ساتھ لٹکانے کی قید ہے اس لئے جن احادیث میں یہ قید نہیں ان کو بھی تکبر کے ساتھ مقید کیا جائے گا اور ہم تکبر کیوجہ سے نہیں لٹکاتے یہ حدیث صریح ان پر رد کرتی ہے کہ اسمیں دونوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے اور سزا بھی دونوں کی جدا جدا بیان کی گئی ہے نیز انکا زبانی یہ کہنا کہ ہم تکبر کی وجہ سے نہیں لٹکاتے معتبر نہیں ہے اس لئے کہ ابوداؤد کتاب اللباس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منقول ہے۔ اِیَّاکَ وَاِسبَالَ الاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ المُخِیلَةِ۔ (ترجمہ) لنگی لٹکانے سے بہت بچتے رہنا اس لئے کہ لٹکانا تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے یہ ارشاد عالی ان کے قول پر صراحتًا رد کرتا ہے اور اس کا مشاہدہ بھی ہے کہ ٹخنوں سے نیچے پہننے والوں سے اگر کہا جائے کہ ٹخنوں سے اوپر پہنیں تو ان کو یہ عمل اپنی شان کے خلاف معلوم ہوگا اور وہ اسمیں اپنی توہین سمجھیں گے اور ایسا لباس پہن کر کہیں آنا جانا لوگوں سے ملنا جلنا دفاتر مجالس محافل میں جانا ان کے لئے باعث شرم اور بہت مشکل ہوگا اور یہ بآسانی وہ نہ کر سکیں گے اور ایسا لباس وہ نہ پہن سکیں گے یہی عین تکبر ہے صرف زبانی یہ کہہ دینا کہ ہم تکبر کی وجہ سے نہیں کرتے خود کو دھوکہ دینا ہے اور اپنے کو حرام میں مبتلا رکھنے کے لئے دل کو تسلی دینا ہے حرمت اسبال (یعنی ایسا لانبا کپڑا پہننا جو لٹکتا اور گھسٹتا رہے حرام ہے) کے لئے صریح احادیث موجود ہیں جنمیں تاویل کی گنجائش نہیں۔

بہت سے ٹخنوں سے نیچے پہننے والوں کو دیکھا جاتا ہے کہ عین نماز کے وقت اپنی لنگی

پاجامے وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا کر لیتے ہیں اور بعد نماز پھر وہی نیچا جس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ شاید ان کو یہ معلوم ہو کہ نماز کے لئے اس کی ممانعت ہے دیگر اوقات میں نہیں خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ ٹخنوں سے نیچا پہننا ہر وقت ہی ناجائز و حرام ہے نماز کے لئے مخصوص نہیں مزید برآں یہ ضرور ہے کہ ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی نماز بھی عند اللہ مقبول نہیں اسپر اجر و ثواب نہیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد میں ایک روایت ہے۔ قَالَ بَینَمَا رَجُلٌ یُصَلِّی مُسبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِذهَب فَتَوَضَّأ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اِذهَب فَتَوَضَّأ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ یَارَسُولَ اللّٰهِ مَالَکَ اَمَرتَهٗ اَن یَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَکَتَّ عَنهُ قَالَ اِنَّهٗ کَانَ یُصَلِّی وَهُوَ مُسبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُسبِلٍ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجلس میں ہم لوگ حاضر تھے ایک شخص تہبند لٹکانے والا نماز پڑھ رہا تھا اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا جا اور وضو کر وہ گیا اور وضو کی اور پھر حاضر ہوا پھر آپ نے حکم فرمایا جا اور وضو کر۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کے لئے کس وجہ سے حکم فرمایا پھر خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسی حالت میں نماز پڑھ رہا تھا کہ وہ اپنے تہبند کو لٹکائے ہوئے تھا اور اللہ تعالیٰ لٹکانے والے کی نماز کو قبول نہیں فرماتا۔

یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ باوجود ٹخنے سے اوپر رکھنے کی کوشش کرنے کے اگر نیچے لٹک جائے تو وہ معاف ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے عام بات یہی ہے کہ جان بوجھ کر لٹکنے والا بنایا جاتا ہے اور یہ ثابت ہو چکا کہ یہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر بڑا ہی سخت گناہ ہے وعید مذکور کے علاوہ اور بھی اس سے زیادہ سخت وعیدیں مذکور ہیں اس لئے اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے تکبر درحقیقت باطنی امراض کی جڑ ہے اور نہایت خطرناک ہے اس کو ام الامراض سمجھنا چاہیئے اور اس کے علاج کے لئے مسلسل کوشش جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کیساتھ مشابہت اختیار کرنا ملعون ہے

(حدیث ١٤) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لَعَنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ والمتشبھات مِنَ النِّسآءِ بالرِّجال (رواہ البخاری) بحاشیہ سندی جزرابع صـ۳۸

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور لعنت فرمائی ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

فائدہ: مردوں کو عورتوں جیسی وضع قطع بول چال لباس وغیرہ اختیار کرنا اسی طرح عورتوں کو مردوں جیسی وضع قطع بنانا اور مردوں جیسا لباس استعمال کرنا سخت گناہ اور حرام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر لعنت فرمائی ہے جو بہت خطرناک ہے ایسے مرد اور عورتوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ناراضگی ہے اور بخاری ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دوسری روایت ہے۔ لَعَنَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین مِنَ الرِّجالِ وَالْمُتَرَجِّلاتِ مِنَ النِّسَآءِ وقال اَخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِکُمْ۔ رواہ البخاری (ترجمہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی مخنث مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور ارشاد فرمایا ان کو اپنے گھروں سے نکالدو۔

فائدہ: مخنث اس شخص کو کہا جاتا ہے جو لباس میں آواز اور لہجہ میں حرکات وسکنات میں بناؤ سنگھار ہاتھوں کو مہندی وغیرہ لگانے میں غرض ہر طرح اپنے کو بہ تکلف عورت بنانے میں پوری کوشش کرتا ہے یہ ملعون ہے۔ مردوں کا خصوصاً نوجوانوں کا ایسا چست وتنگ لباس استعمال کرنا جس کا آج کل فیشن ہو گیا ہے جسمیں اعضاء کی ساخت وبناوٹ صاف معلوم ہوتی ہے وہ بھی ایک قسم کا تخنث اور ہیجڑا پن ہے جو نہایت مذموم ہے اس سے بھی بہت بچنے کی ضرورت ہے۔ مخنث کی دوسری قسم وہ جو پیدائشی طور پر عورتوں سے اکثر چیزوں میں مشابہت رکھتی ہے وہ لعنت سے مستثنیٰ ہے۔ مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی کسی ایک چیز میں بھی مشابہت اختیار کرنا ممنوع وحرام وملعون ہے چہ جائیکہ تمام اُمور میں اور چونکہ لباس کی مشابہت بہت بڑی مشابہت ہے کہ اس کا دور ہی سے پتہ چلتا ہے اس لئے اس کو خاص طور پر بھی بیان فرمایا گیا ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے لَعَنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاۃُ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور لعنت فرمائی اس عورت پر جو مرد جیسا لباس پہنے۔ کسقدر افسوس ناک ہے ان مردوں اور عورتوں کی حالت پر کہ انمیں سے ہر ایک کو احکم الحکماء جل جلالہ نے اپنی حکمت خاصہ سے اس کے حال کے عین مطابق ایک خاص وضع پر پیدا فرما کر اس پر احسان عظیم فرمایا تقاضہ عقل تو یہ تھا کہ شکر نعمت بجالاتا لیکن یہ احمق ونادان اس کے خلاف کو پسند کر کے سب سے بڑے دانا وحکیم کے خلافِ منشا کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں دین ودنیا میں اپنی حالت بگاڑ رہا ہے کہ دنیا میں بھی کوئی شریف انسان اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنتوں کا مستحق ہو رہا ہے بڑی عبرت کا مقام ہے کہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے بجائے شفاعت وسفارش لعنتیں مل رہی ہیں اللہ ہم سب کو لعنت کے کاموں سے بچائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

داڑھی کا وجوب

(حدیث - ١٥) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النَّبِیِّ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اَنْھَکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی۔ رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی صـ۳۹ جزرابع باب اعفاء اللحی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مونچھیں کٹوانے میں مبالغہ کرو اور داڑھی خوب بڑھاؤ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

اور بخاری ہی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دوسری روایت ہے۔ عَنْ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ (ترجمہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حکم فرمایا مشرکین کا خلاف

کرو داڑھی خوب بڑھا کر رکھو اور مونچھیں مبالغہ کے ساتھ کٹواؤ۔

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ان دونوں روایتوں میں الفاظ کا ادنیٰ فرق ہے معنی تقریباً ایک ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو اچھی طرح بڑھانے کا اور مونچھوں کو مبالغہ کے ساتھ کٹوانے کا حکم فرمایا ہے ان دونوں روایتوں میں دونوں کے لئے صیغہ امر استعمال فرمایا گیا ہے اور امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے جبکہ کوئی مانع نہ ہو اور یہاں پر کوئی مانع موجود نہیں بلکہ تاکید در تاکید ہے معلوم ہوا کہ دونوں حکم واجب ہیں۔ دوسری روایت میں اس مستقل حکم کی منجملہ دیگر وجوہ کے ایک وجہ عمومی بیان فرمائی جو خود بھی مستقل حکم ہے یعنی مشرکین کی مخالفت کرنا یہ مخالفت ان کے ہر اس طور وطریق وضع قطع رسم ورواج میں کیجائیگی جس کے کرنے کا ہمیں حکم نہیں کیا گیا اور جن چیزوں کے کرنے کے لئے خود ہماری شریعت میں حکم کیا گیا ہے انمیں مشرکین یا دیگر مذاہب یہود ونصاریٰ ومجوس وغیرہ کی مخصوصات کی موافقت ومخالفت سے قطع نظر اپنے شرعی احکام کی بجا آوری واجب ہے مثلاً یہود وسکھ داڑھی رکھتے ہیں ان کی مخالفت اور ان سے امتیاز کا بہانہ بنا کر داڑھی کا کٹانا یا منڈانا ہرگز جائز نہ ہوگا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم عالی کی بجا آوری میں داڑھی بڑھانا ہی واجب اور ضروری ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتوں کے علاوہ اس باب میں اور بھی روایات ہیں جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ (الحدیث) (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں سے ہیں (انمیں سے) مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا ذکر فرمایا۔ فطرت کے کئی معنی بیان کئے جاتے ہیں۔ نبیوں کی سنت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت۔ طبیعت سلیمہ وغیرہ۔ ہر معنی میں امر دین ہونا پایا جاتا ہے اور دینی واسلامی باتیں مسلمانوں کے عمل کرنے ہی کے لئے ہوتی ہیں۔ تمام نبیوں کی سنت ہو یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اس کے کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے پہلے سے بہت سے انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی ذکر فرمائے اور اس کے بعد یہ ارشاد ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ۔ یہ حضرات ایسے تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقہ پر چلئے۔ اور طبیعت سلیمہ کا تقاضا ہی مذہب اسلام اور اسلامی

طور وطریقہ کو پسند کرنا ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ (الحدیث) ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ حدیث پاک میں فطرت سے مراد دین اسلام لیا گیا ہے یعنی اصل خلقی طور پر تو ہر بچہ فطرت یعنی دین اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے بعد میں ماں باپ کا جو مذہب ہوتا ہے ان کے ماحول سے وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی بن جاتا ہے۔

بہرحال وہ دس چیزیں جن کو فطرت میں شمار کیا گیا وہ سب کی سب امور دین سے ہیں مسلمانوں کو فطرتاً ان کو کرنا ہی چاہیئے اور چونکہ داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کے لئے خاص طور پر تاکیدی حکم دوسری احادیث سے ثابت ہے اس لئے تعمیل حکم کو واجب سمجھنا چاہیئے۔ داڑھی بڑھانے کا بلا تحدید وتعیین حکم فرمایا گیا خوب بڑھانا ہی چاہیئے چھوٹی اور خشخشی رکھنا اور منڈانا جائز نہ ہوگا لیکن اس کو اتنا طویل کر لینا کہ بغیر دیکھ بھال اور اصلاح ناف تک پہنچنے لگے اور خوبی باقی نہ رہے تو یہ مقصود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خصوصاً حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول وعمل سے ثابت ہوتا ہے یہ حضرات یکمشت یا اس سے کچھ زائد رکھتے اور رکھواتے تھے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں انتہائی سبقت کرنیوالے اور احکامات وارشادات عالیہ کے مقاصد کو بہت زیادہ سمجھنے والے ہیں انکا قول وعمل معتبر ہوگا اس بنا پر امام ابوحنیفہؒ کا یہی مذہب ہے، اور اوجز ص ۶۰۵ ج ۳ میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔

مونچھوں کو مبالغہ کیساتھ کاٹنا ضروری ہے کم از کم اس حد تک کہ کھانے پینے کی چیزیں ان سے لگ کر منہ کے اندر نہ جائیں اور مونچھیں بالکل نہ کٹوانا اور پوری کی پوری رکھنا مشرکین مجوس اور سکھوں کا طریقہ اور شعار ہے اور اس کے لئے وعید بھی بہت سخت ہے جیسا کہ ترمذیؒ ونسائی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ قال مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے کتنی بڑی وعید ہے ان کے لئے جو بالکل نہیں کٹواتے اور بڑی لمبی لمبی مونچھیں رکھنا فخر سمجھتے ہیں ان کو حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جماعت میں سے شمار نہیں فرماتے اس سے زیادہ کیا خسارہ ہو سکتا ہے داڑھی منڈانا شیطان مردود کی دی ہوئی تعلیم اور اس کے حکم کی تعمیل ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم عالی کی نافرمانی ہے شیطان انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس کی یہ دشمنی تمام بنی آدم سے اسی وقت سے ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، کو اس نے نہ مانا اور نافرمانی کی اس کی سزا میں راندہ درگاہ اور ملعون ہوا اس غصہ میں آ کر ہر ممکن طریقہ سے وہ انسان کو صراط مستقیم سے ہٹانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے چنانچہ جب وہ راندہ درگاہ ہوا تو اس نے کہا تھا۔ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ الآیہ۔ (ترجمہ) اور میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چوپاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنائے گا وہ صریح نقصان میں واقع ہو گا بیان القرآن کے فوائد میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ترجمہ شیخ الہند نور اللہ مرقدہ میں آیۃ شریفہ کے حاشیہ کے فوائد میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنے میں داڑھی منڈانا بھی داخل ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مردوں کے چہرہ کو اللہ تعالیٰ نے داڑھی کے ساتھ باوقار و بارعب و مزین فرما کر عورتوں کے چہرہ سے ممتاز فرمایا داڑھی منڈانے سے عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے جو ملعون ہے جیسا کہ اس سے پہلی حدیث نمبر ۱۴ میں مفصل گذر چکا ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ شکل و صورت کو بگاڑنا بھی پایا جاتا ہے جو بہت ہی بڑا گناہ اور بے انتہا خسارہ کی بات ہے۔

ایک ایسی حدیث جسمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی مزید تاکید فرمائی مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَارْخُوا اللِّحٰی وَخَالِفُوا الْمَجُوْسَ۔ مونچھیں اچھی طرح کٹواؤ اور داڑھی خوب بڑھا کر رکھو اور مجوس کی مخالفت کرو۔

فائدہ: مجوس کا خاص شعار داڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا ہے اور مسلمانوں کا خاص شعار داڑھی خوب بڑھانا اور مونچھیں مبالغہ کیساتھ کٹوانا ہے اور یہ ایسا خاص اسلامی شعار و طریقہ ہے کہ اس کا تاکیدی حکم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف وقتوں میں متعدد طرز و طریق سے بہت اہتمام کے ساتھ فرمایا ہے کبھی یہ حکم مطلقاً فرمایا اور کبھی اس امر کے ساتھ مشرکین کی مخالفت

کرنے کو فرمایا کہ تعمیل حکم کر کے ان کی مخالفت کرو اور بعض احادیث میں اس امر کے بعد یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرنے کو فرمایا یعنی تعمیل حکم کرو اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو اور کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اسلامی شعار کو فطرت میں شمار فرما کر اپنے اس حکم کو واضح طور پر سمجھایا اور اس حدیث پاک میں اپنے اس امر کی تاکید میں مجوس کی مخالفت کا حکم فرمایا یعنی تعمیل حکم کر کے مجوس کی مخالفت کرو صرف اپنے تاکیدی حکم تک ہی بس نہ فرمائی بلکہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے حکم دیا کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹاؤں جیسا کہ ابن جوزی نے اَلْوَفَا بِاَحْوَالِ الْمُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن کثیر نے اَلْبِدَایَة وَالنِّهَایَة میں نقل کیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدست شاہ کسریٰ کو دعوت اسلام دینے کے لئے والا نامہ روانہ فرمایا کسریٰ نے نامہ مبارک پڑھتے ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور غصہ میں آ کر اپنے یمن کے گورنر بازان کو لکھا کہ دو مضبوط آدمی بھیجکر اس شخص کو یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے پاس بھجوائے اس گستاخی کے نتیجہ میں اللہ جل جلالہ نے اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کسریٰ کو اس کے بیٹے کے ہاتھوں ہلاک کرا دیا۔ چنانچہ بازان نے دو آدمی آپ کی خدمت اقدس میں بھیجے یہ دو آدمی جب خدمت اقدس میں پیش ہوئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں ان کے اس حلیے باوجودیکہ غیر مسلم مجوسی تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگواری ہوتی اور ان کی طرف نگاہ فرمانا گوارا نہ فرمایا اور فرمایا ایسی شکل بنانے کو تمہیں کس نے کہا ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے حکم دیا ہے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹواؤں اور ان کو یہ خبر سنائی کہ آج کی رات میرے رب نے تمہارے رب کسریٰ کو قتل کرا دیا اور اس کے بیٹے شیرویہ نے باپ پر غلبہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔ مندرجہ بالا واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو داڑھی منڈے اور مونچھیں بڑھے ہوئے اشخاص کے اس حلیہ سے انتہائی نفرت ہے اور آپ کو اس فعل سے انتہائی تکلیف پہنچتی ہے یہ آنے والے بہر حال وفد کے آدمی تھے اور قاصد تھے جن کی رو رعایت اور خاطر مدارات کا معمول ہے پھر یہ مجوسی تھے اسلامی احکام کے بھی مکلف نہ تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بھی اس خلاف فطرت شکل و صورت سے تکلیف پہنچی اور ناگواری ہوئی ان کی طرف نظر فرمانا بھی گوارا نہ فرمایا اور سب سے پہلے ان سے یہی سوال کیا کہ ایسا حلیہ بنانے کے لئے تمہیں کس نے کہا ہے جب غیروں کے

اس فعل سے ایسی ناگواری اور تکلیف پہنچی تو جو اپنے کہلاتے ہیں اور محبت کا دم بھرتے ہیں ان کے ایسا کرنے سے ظاہر ہے کہ اس سے بہت زیادہ ناگواری ہوگی اور بے حد تکلیف پہنچے گی جس کو کوئی ادنیٰ تعلق و محبت رکھنے والا اپنے کسی معمولی محبوب کے لئے بھی گوارا نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایسے ارفع شان و اعلیٰ مقام محبوب جو کہ حبیب رب العلمین ہیں اور شفیع المذنبین ہیں ان کے خلاف منشا ایسا باعث ناگواری اور تکلیف دہ عمل ہم سے مسلسل اور باصرار ہو رہا ہو کسی طرح بھی گوارا نہ ہونا چاہیئے اس کے نتائج بھی انتہائی المناک نکل سکتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی میں ایذارسی کا ادنیٰ شائبہ بھی گوارا نہیں۔ اور جن کی سفارش اور شفاعت کے ہم گنہگار انتہائی محتاج و امیدوار ہیں ان کے بار بار حکم فرمانے اور سمجھانے اور سخت تنبیہ کے باوجود ہماری طرف سے یہ ایذارسانی ہر وقت جاری ہو انتہائی خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں اگر خدانخواستہ اسی حال اور حلیہ پر موت آگئی تو قبر میں سب سے پہلے سید المرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے اور اگر خدانخواستہ اس تکلیف دہی و ایذارسانی کے نتیجہ میں ذرا بھی رخ انور بدلا تو پھر ہمارا کیا ہوگا بہت ہی غور و فکر کا مقام ہے اللہ ہی ہماری مدد اور حفاظت فرمائے اور ہم سب کا انجام بخیر فرمائے۔ اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اولین فرصت میں اس گناہ عظیم پر ندامت کے ساتھ سچے دل سے توبہ کریں۔ اور آئندہ کے لئے ترک کا پختہ ارادہ کرکے آج ہی سے اس فعل شنیع کے مرتکب نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں پیش پیش ہو کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں کہ یہ عین تقاضہ ایمان ہے اور تعلق مع اللہ پیدا ہونے کی پوری پوری کوشش فرمائیں کہ یہی اصل مقصود ہے اور اس کے لئے اصلاح ظاہری و باطنی دونوں ضروری ہیں اور اصلاح باطن کے لئے اصلاح ظاہر اولین شرط ہے۔

اکثر مضمون کا ماخذ حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا رسالہ داڑھی کا وجوب ہے کتاب مذکور میں اس مسئلہ کو بہت اچھے انداز میں واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے تفصیل کے لئے ضرور مطالعہ فرمائیں بیحد مفید رسالہ ہے۔

• جہنمیوں کی مخصوص دو جماعتوں کا بیان

(حدیث-۱۶) عن أبي هريرة رضي   حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا ۔ رواه مسلم

جلد ثانی ص۲۰۵ باب النساء الکاسیات العاریات

روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو گروہ جہنمی ہیں جن کو میں نے (اپنے زمانہ میں) نہیں دیکھا ایک ایسی قوم و جماعت کہ ان کے پاس کوڑے ہوں گے جیسے گائے بیل کی (موٹی اور لمبی) دُمیں ہوتی ہیں ان سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مردوں کیطرف مائل ہونے والی ہونگی ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کیطرح بلند ایک طرف کو جھکے ہوئے ہوں گے وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ جنت کی خوشبو بھی ان تک نہیں پہنچے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی یعنی بہت دور سے آتی ہے (مسلم جلد ثانی ص۲۰۵) یہ دونوں گروہ جہنمی ہیں۔

فائدہ: حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمیوں کے دو گروہ کا حال و حلیہ بیان فرمایا یہ دونوں گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود نہ تھے آپ نے ان کو نہیں دیکھا بعد میں ظاہر ہوئے اب اکثر دیکھنے میں آتے ہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ آئندہ ہونے والوں کا حال و حلیہ بیان فرمایا اور ایسا طریقہ اختیار کرنے پر سخت تنبیہ فرمائی کہ ایسے دونوں گروہ جہنمی ہیں یہ جنت میں داخل نہ ہوں گے داخلہ تو کیا ہوتا جنت کی ایسی مہک و خوشبو جو بہت ہی زیادہ دور سے آتی ہے وہ بھی ان تک نہ پہنچ سکے گی یہ جنت سے بہت دور ہوں گے۔

اول گروہ یہ ایسے مردوں کی قوم و جماعت ہے جو اپنے تسلط و غلبہ کی بنا پر آخرت سے بے خبر ہو کر بیجا ظلم و ستم لوگوں پر ڈھاتے ہیں اور موٹے اور لمبے کوڑوں سے مجبور کمزور لوگوں کو ناحق مارتے ہیں۔

کپڑے پہنے ہوئے اور ننگی

دوسرا گروہ یہ ایسی عورتوں کا ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں ایسا باریک چست و تنگ لباس پہنتی ہیں جس سے بدن صاف نظر آتا ہے اور ہر ہر عضو کی ساخت بعینہٖ نظر آتی ہے یا پھر اتنا چھوٹا کہ پورا گلا اور ہاتھ بازو تک کمر اور پیٹ خاص طور پر کھلے رہتے ہیں اس طرح کا لباس پہن کر انتہائی بے حیائی کا مظاہرہ کرتی ہیں بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی

اور خود مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں سر پر بالوں کے جوڑے بنا کر پٹی سے اسطرح باندھتی ہیں کہ اس سے سر اونچا اور بڑا ہو جاتا ہے جیسا کہ بختی اونٹ (یہ اونٹ کی ایک خاص قسم ہے جو عام طور پر موٹا اور فربہ ہوتا ہے خصوصاً کوہان بھاری لٹکتا ہوا ہوتا ہے) کا کوہان چربی کی زیادتی کی وجہ سے موٹا اور بھاری ہو کر ایک جانب کو لٹکتا ہے اسی طرح ان عورتوں کا سر بالوں کے جوڑوں کے وزن کی وجہ سے ایکطرف کو کچھ جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے کیسا خطرناک ہے یہ حال وطریقہ اور کیسی ہولناک ہے اس کی سزا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

تعلیمات اسلام کے مطابق عورتوں کو عمدہ سے عمدہ دیدہ زیب کپڑے زیور ولباس کے استعمال کرنے کی عام اجازت ہے بس بیحیائی والے بے پردہ لباس اور نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہونے اور اپنی زیب وزینت ان پر ظاہر کرنے اور غیروں کے طور وطریق وفیشن سے ان کو خاص طور پر روکا گیا ہے کہ ان سب صورتوں میں ان کے اپنے نقصانات ہیں اور ان کے فواحشات میں مبتلا ہونیکا زبردست خطرہ ہے۔ اسلام میں عورت کا ایک خاص مقام ہے اور اس کی بڑی قدر وقیمت ہے ہر قیمتی چیز کی بہت دیکھ بھال اور حفاظت انتہائی ضروری سمجھی جاتی ہے اور اس کو مستور و پوشیدہ رکھا جاتا ہے کھلا رکھنے سے وہ بے آب ہو جاتی ہے اور اس کی قدر قیمت جاتی رہتی ہے۔

ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ سو احزاب ع ۱۸ ۔ (ترجمہ) قرار پکڑو اپنے گھروں میں (اور بے پردہ اپنی زیب وزینت) دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں یعنی اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بداخلاقی اور بے حیائی کے طریقہ سے روکا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر اپنے حسن وجمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔

چہرہ کے پردہ کے لئے ارشاد خداوندی

چہرہ کے پردہ کے سلسلہ میں ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ٥ (ترجمہ) اے نبی کہدیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں، اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر لٹکا لیں اس سے انکا شریف وباعصمت ہونا معلوم ہوگا تو ان کو کوئی نہ ستائے گا۔

روایات میں ہے کہ آیت شریفہ کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اسطرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی آج تک اصل عرب عورتیں خصوصاً دیہات کی عورتوں کا اس پر بے حد سختی کیساتھ عمل ہے اور بکثرت ایسی باپردہ عورتیں دیکھی جاتی ہیں غیروں کے طور وطریق سے بھی جہاں تک ہو سکے اپنے کو بچائیں کہ وہ خود بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ فرمایا گیا ہے (ترجمہ) جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہے ساتھ ہی اس میں اس کا بڑا خطرہ موجود ہے کہ آہستہ آہستہ یہ غیروں کی مشابہت اختیار کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ پیشن گوئی کے عین مطابق حال وحلیہ نہ بنا دے۔ ایسی عورتیں جو حدیث بالا میں بیان کردہ حال وحلیہ اور طریقے کے عین مطابق اپنے کو پائیں ان کے لئے بچاؤ کا صرف ایک طریقہ ہے کہ وہ اپنے کو اس یقینی جہنمی گروہ سے علیحدہ کرلیں اسطرح کہ ایسے حال وحلیہ اور ایسی حرکات سے انتہائی ندامت کے ساتھ سچے دل سے توبہ کرلیں اور آئندہ کبھی بھی اس کے قریب بھی نہ جائیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ عمدہ اور قیمتی لباس کا استعمال اور زیب وزینت اللہ کی عطا فرمودہ نعمتوں کا اظہار اور شکر کے بجا لانے کے طور پر ہو اور شوہر کی خوشنودی کے لئے ہو تو بہت بڑا ثواب ہے اور باعث خیر وبرکت ہے اور اگر دکھاوے اور تکبر اور دوسروں پر اپنی بڑائی جتانے کے لئے ہو تو بڑا گناہ اور باعث وبال ہے اس سے بہت بچنا چاہیئے۔

شراب قطعی حرام اور نہایت نقصان دہ ہے

(حدیث - ۱۷) عن وائل الحضرمي أن طارق ابن سويد الجعفي رضي الله تعالى عنه سأل النبي

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید جعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شراب

صلی اللہ علیہ وسلم عن الخمر فنھاہٗ اَوْ کَرِہَ اَنْ یَصْنَعَھَا فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُھَا لِلدَّوَآءِ فَقَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰکِنَّہٗ دَآءٌ ۔ رواہ مسلم
مسلم جلد ثانی ص۱۶۳ باب تحریم التداوی بالخمر

کے بارہ میں دریافت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شراب پینے سے منع فرمادیا یا بُرا سمجھا کہ اس کو بنایا جائے پھر طارق بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں تو اس کو دوا کے لئے بناتا ہوں اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شراب دوا نہیں ہے بلکہ وہ تو بیماری ہے۔ صحیح مسلم ص۱۶۳ جلد ثانی

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ شراب پینا دواءً بھی جائز نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوا ہونے کی نفی فرماکر اس کو بیماری فرمادیں وہ علاج اور دوا ہو ہی نہیں سکتی تفصیل مسئلہ مفتی صاحبان سے دریافت فرمائیں۔

شراب کا استعمال زمانہ جاہلیت میں بکثرت ہوتا تھا اور عام طور پر لوگ اس کے بے حد عادی تھے اور مدینہ منورہ میں کھجور کی بکثرت پیداوار ہے دوسری جگہوں کے مقابلہ میں یہاں شراب بھی بکثرت بنائی جاتی اور اسی کثرت سے استعمال بھی کیجاتی تھی لیکن چونکہ شراب کا استعمال اسلامی روح کے بالکل خلاف ہے کہ اس سے نشہ و بے خودی ہو کر انسان انسانیت سے محروم ہوجاتا ہے شیطانیت آجاتی ہے اس کے نشہ سے انسان جوہر عقل و دانش کو کھو بیٹھتا ہے اچھے برے کی تمیز باقی نہیں رہتی بیجا بغض و عداوت آپس میں پیدا ہو کر بڑے بڑے فتنے و فساد برپا ہوجاتے ہیں پشت در پشت تک چلنے والی عداوتیں مدتوں باہمی جنگ و جدال کا سبب بنی رہتی ہیں بے حیائی آجاتی ہے اور ذکر اللہ اور نماز جو اسلام کی روح ہیں ان سے غفلت ہوجاتی ہے اور وہ چھوٹ جاتی ہیں اس لئے اس کا چھڑانا نہایت ضروری تھا اور چونکہ زمانہ طویل سے بکثرت استعمال کے عوام الناس انتہائی عادی تھے ایکدم چھوٹنا آسان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے براہ شفقت و حکمت اس کے چھڑانے کے لئے اولاً تدریجی احکام نازل فرمائے بعد میں قطعی حرمت کا اعلان فرمایا ارشاد جل جلالہٗ ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ۝ س مائدہ

پ ۷ ع ۱۲ (ترجمہ) اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر بذریعہ شراب کے اور جوے کے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی تم باز آؤ گے۔ ترجمہ شیخ الہندؒ۔

جب تک شراب کے حرام ہونے کا صراحۃً حکم نہیں آیا تھا اور صرف اس کی برائیوں کا بیان اور بحالت نشہ نماز پڑھنے کی ممانعت کا حکم ہوا تو اس پر عمل ہوتا رہا اور کچھ نہ کچھ استعمال ہوتی رہی لیکن جب حرمت کی یہ آیت شریفہ نازل ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے قطعی حرام ہونے کا اعلان فرمایا اور منادی کرادی۔ منادی کا سننا تھا کہ شراب نوشی بالکل بند اور اِنْتَھَیْنَا رَبَّنَا کا شور بلند ہوگیا (اے ہمارے پروردگار ہم باز آگئے رک گئے) اور جس کے پاس جتنی شراب تھی سب گرادی گئی مدینہ کے سب گلی کوچوں میں شراب پانی کیطرح بہنے لگی اور شراب کے برتن مٹکے وغیرہ سب توڑ دیے گئے اسوقت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کی تعمیل کا عملی نمونہ جابجا نظر آرہا تھا جو بعد میں آنے والوں کے لئے نافراموش کرنے والا درس ہے یہ تھے ہمارے اسلاف کہ کیسی ہی اپنی محبوب و پسندیدہ چیز ہو اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرمادیں تو کسی کی مجال نہیں کہ ادنیٰ پس و پیش یا تعمیل حکم میں ذرہ برابر تاخیر کسی سے ظاہر ہوجائے ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہر چیز پر مقدم تھی اس کے لئے جو بھی قربانی دینی پڑے اس کے لئے وہ ہر وقت تیار رہتے تھے مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَّکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَّمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا فَمَاتَ وَھُوَ یُدْمِنُھَا لَمْ یَتُبْ لَمْ یَشْرِبْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب کا مصداق ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس نے دنیا میں شراب پی اور ایسے حال میں مرا کہ ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نہ کی تو آخرت میں جنت کی شراب طہور نہ پی سکے گا محروم رہے گا۔

جس شراب کے تھوڑی مقدار میں پینے سے نشہ نہ ہو زیادہ مقدار پینے سے نشہ ہوتا ہو اس کی تھوڑی مقدار کا پینا بھی حرام ہے جیسا کہ ابوداؤد و ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ

کرتی ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

کسی بھی نشہ آور مشروب کا نام بدل دینے سے اس کا حکم ہرگز نہیں بدلتا اگر اس کے پینے سے نشہ ہوتا ہے تو وہ شراب ہی ہے جو کہ حرام ہے اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بھی اس کے بارہ میں ہے جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ لَيَشْرِبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا۔ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اس کے اپنے نام کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے مطلب یہ ہے کہ پئیں گے تو شراب لیکن شراب کہہ کر نہ پئیں گے بجائے شراب کے کوئی دوسرا نام تجویز ہوگا اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ایسے تمام مشکوک و مشتبہ مشروبات کے استعمال کرنے سے پہلے پوری تحقیق کرلی جائے اگر اس کے پینے سے نشہ ہوتا ہے چاہے زیادہ پینے سے ہو تو وہ شراب ہے اور حرام ہے نام چاہے جو رکھ لیں اور اس پر خالی عن السکر بھی لکھ دیں اس کو ہرگز استعمال نہ کریں اور اس طرح کی چیزوں کی پوری دیکھ بھال اور اس سے مکمل احتیاط انتہائی ضروری سمجھیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارہ میں اس سے تعلق رکھنے والے دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے حدیث پاک ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ لَعَنَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ لَهٗ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِیْ لَهَا وَالْمُشْتَرٰی لَهٗ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلہ میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ۱ شراب نچوڑنے والے پر ۲ اور نچڑنے والے پر (خواہ اپنے لئے یا دوسرے کے لئے یا تجارت کے لئے) ۳ اور اس کے پینے والے پر ۴ اور اس کو اٹھا کر لے جانے والے پر ۵ اور اس پر جس کے لئے اٹھا کر لائی جائے ۶ اور اس کے ساقی یعنی پلانے والے پر ۷ اور اس کے بیچنے والے پر ۸ اور اس کی قیمت کھانے والے پر ۹ اور اس کے خریدنے والے پر ۱۰ اور اس پر جس کے لئے خریدی جائے۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں مروی ہیں ان میں شراب کے سلسلہ کے ملعونین کی فہرست میں کچھ تھوڑا تھوڑا فرق ہے کمی و زیادتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب بننے اور بنانے سے لے کر پینے پلانے تک کے کسی بھی مرحلہ میں جس کسی کی ادنیٰ بھی شرکت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقعہ بموقعہ ان سب پر ہی لعنت فرمائی ہے اگر اس

میں کوئی شریک ہے اور اس کی وضاحت نہ ہو سکی وہ بھی ضمناً لعنت میں شریک ہے لعنت یعنی اللہ کے رحم و کرم اور رحمت سے دور ہونے کی بددعا اور وہ بھی اپنے آڑے وقت میں شفاعت و سفارش فرمانے والے کی ایسی بددعا کوئی معمولی بات نہیں اللہ ہی بچائے ایسے لعنت کے کاموں سے بہت ہی ڈرنے کی بات ہے مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُدْمِنُ الْخَمْرِ اِنْ مَاتَ لَقِیَ اللّٰہَ تعالیٰ کَعَابِدِ وَثَنٍ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمیشہ شراب پینے والا اگر اسی حال میں مرے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی پیشی بت پرست کی طرح ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

اگر کوئی قوم و جماعت باوجود سمجھانے اور منع کرنے کے شراب نوشی سے باز نہ آئے تو اس قوم سے جنگ کی جائے جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں عرض کیا کہ ہم ٹھنڈے علاقہ میں رہتے ہیں اور سخت کام کرتے ہیں گیہوں سے شراب بنا کر پیتے ہیں تاکہ اس سے سردی دور ہو اور کام کرنے کی طاقت رہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ هَلْ يُسْكِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاجْتَنِبُوْهُ قُلْتُ اِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيْهِ قَالَ اِنْ لَّمْ يَتْرُكُوْهُ قَاتِلُوْهُمْ۔ کیا اس سے نشہ ہوتا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں وہ نشہ کرتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا پھر اس سے بچو۔ ہرگز استعمال نہ کرو میں نے عرض کیا وہ لوگ اس کو چھوڑنے والے معلوم نہیں ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر وہ شراب نہ چھوڑیں تو ان سے جنگ کرو۔ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شراب پینے پر اصرار کرنا معمولی بات نہیں بہت بڑا جرم ہے اور اگر کوئی قوم و جماعت اجتماعی طور سے پینے پر اصرار کرے اور باز نہ آئے تو ان سے جنگ کی جائے کسی مقامی اور وقتی ضرورت کے لئے بھی شراب کے استعمال کی اجازت نہیں۔

شراب پینے والوں کو جہنمیوں کا خون اور پیپ پلایا جائے گا اور شراب سے رکنے والوں اور اللہ کے خوف سے شراب چھوڑ دینے والوں کو جنت کے قدسی حوضوں سے شراب طہور پلا کر سیراب کیا جائے گا جیسا کہ مسند احمد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَهُدًی لِّلْعٰلَمِيْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِيْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَحَلَفَ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عَبِيْدِیْ جُرْعَةً مِنْ خَمْرٍ اِلَّا سَقَيْتُهٗ مِنَ الصَّدِيْدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا

مِنْ مَخَافَتِی اِلَّا سَقَیْتُہٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عالم کے لئے رحمت اور تمام عالم کے لئے ذریعہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب عزوجل نے حکم فرمایا باجوں گاجوں مزامیر بتوں اور صلیب کو مٹا دینے کا اور جاہلیت کی رسموں کو ختم کر دینے کا۔ اور میرے رب عزوجل نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا تو میں اسی قدر اس کو پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف اور ڈر کی وجہ سے اسکو چھوڑ دیگا تو میں اسکو قدس کے حوضوں سے سیراب کر دوں گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام دنیا کے لئے رحمت اور ذریعہ ہدایت بنا کر بھیجا ہے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود سے تمام دنیا میں ہدایت پھیلی اور تمام دنیا کے لئے رحمت الٰہی عام ہوئی آپ کی پوری امت پر رحمت الٰہی بارش کیطرح برستی معلوم ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسمہ رحمت وہدایت بنا کر اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے کسی مخصوص قوم وملک کے لئے آپ کو نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ پوری دنیا کی ہر قوم انس وجن اور ہر ملک کے آپ نبی ہیں اور ایسے ہدایت ورحمت والے بابرکت محبوب رب العالمین نبی ہیں کہ آپ کے ذریعہ ہدایت یافتہ کوئی بھی شخص اگر صرف ایک مرتبہ آپ پر درود شریف پڑھے تو علاوہ دوسری خیر وبرکتوں کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دس رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں اس کے علاوہ جو بے شمار رحمتیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تمام دنیا پر آپ کی وجہ سے ہیں وہ تو احاطہ اعداد وشمار سے باہر ہیں۔ دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی کہ میرے رب عزوجل نے مجھے حکم فرمایا کہ میں باجوں گاجوں بانسری وشہنائی وغیرہ اور بت پرستی اور صلیب پرستی اور تمام جاہلیت کی رسموں کو مٹاؤں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے ان مقاصد اور مشن کو پورا فرمایا اور اس سلسلہ میں انتھک کوششیں فرما کر کامیابی حاصل کی اب آپ کے نام لیواؤں کا ان چیزوں میں مبتلا ہونا اللہ کے حکم کی نافرمانی اور آپ کے مشن کو ناکامیاب بنانا ہے ان سب ہی چیزوں سے بہت ہی بچنے کی ضرورت ہے کہ ان میں مبتلا ہونے سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی ناراضگی وناپسندیدگی لازم ہے اور بت پرستی اور صلیب پرستی تو بہرحال شرک وکفر ہے کوئی بھی ایسا کام جسمیں شرک و کفر کا ادنیٰ بھی شبہ ہو سب سے زیادہ خطرناک وباعث ہلاکت ہے۔

حدیث پاک میں تیسرا ارشاد عالی جو اس باب کے متعلق ہے اسمیں یہ بیان ہے کہ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ جو بندہ ایک گھونٹ بھی شراب پئے گا اس کو اتنا ہی جہنمیوں کا خون وپیپ پلاؤں گا اور جو میرے خوف سے اس کو چھوڑ دے گا تو اس کو جنت کی پاکیزہ

حوضوں سے شراب طہور پلا کر سیراب کروں گا۔ اللہ جل جلالہ کا اپنی عزت کی قسم کھا کر بیان فرمانا اس بیان کی زیادتی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے جہاں شراب پینے والوں کے لئے یہ خطرناک وعید ہے وہاں اللہ کے خوف سے شراب چھوڑنے والوں کے لئے اعلیٰ درجہ کی بشارت ہے جب کسی چیز کے نفع ونقصان کے دونوں پہلو سامنے رکھ کر غور کیا یا کرایا جاتا ہے تو عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کا تقاضہ اور فیصلہ نقصان سے بچنا اور نفع کو حاصل کرنا ہی ہوتا ہے شراب کے دنیا وآخرت کے کچھ نقصانات اس حدیث پاک کے ذیل میں آچکے ہیں ان کے علاوہ اور بھی نقصانات ہیں مزید تفصیل کا موقعہ نہیں۔ اللہ جلالہ کی حکم عدولی کر کے گندہ شیطانی کام اختیار کرنا اور اللہ کو ناراض کرنا اور راہ نجات وفلاح سے دور ہو جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مستحق ہونا اور دنیا کی گندی شراب پینے کی سزا میں آخرت میں جہنمیوں کے زخموں سے نکلا ہوا خون وپیپ پلایا جانا بھی کوئی معمولی نقصان وخسارہ اور معمولی عذاب نہیں الاماں والحفیظ اور اس کے بالمقابل اللہ کے خوف سے شراب چھوڑنے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور تمام دنیوی واخروی نقصانات سے بچاؤ اور دنیا کی گندی شراب چھوڑنے کے بدلے آخرت کی پاکیزہ شراب طہور سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سیرابی کیسے ہمیشہ ہمیشہ کام آنے والے منافع ہیں ایسے منافع کو چھوڑ کر معمولی سمجھ بوجھ والا کوئی بھی مسلمان شراب کا ایک بھی گھونٹ پینے کے لئے کبھی بھی تیار نہ ہوگا اور جس کی عقل ماری گئی ہو اس کا کیا کہنا۔

شراب کے طبی نقصانات

شراب کے شرعاً قطعی حرام ہونے اور اس پر دنیا وآخرت کی سخت ترین سزاؤں کے علاوہ اس میں طبی نقصانات بھی بکثرت ہیں خاص طور پر دل ودماغ معدہ وجگر پھیپھڑے واعصاب کو اندرونی طور پر فوری نقصان پہنچانے کے علاوہ آہستہ آہستہ ان کو ایسا خراب کر دیتی ہے کہ وہ اپنے متعلقہ کام کے قابل نہیں رہتے اور ایسے ایسے امراض مزمنہ پیدا ہوتے ہیں کہ اکثر پوری طرح ٹھیک نہیں ہوتے کم وبیش عمر بھر ہی چلتے رہتے ہیں جیسے دمہ جوڑوں کا درد اعصابی درد اور کھنچاؤ یا مالیخولیا وپاگل پن خون کی انتہائی کمی سوزاک اور امراض فساد خون، آتشک، برص، جذام وغیرہ یہانتک کہ مرض سرطان کینسر تک نوبت پہنچتی ہے کینسر پیدا ہونے کے لئے اس کا استعمال منجملہ دیگر اسباب کے ایک بہت بڑا سبب ہے۔ اور شراب پینے والوں کی کینسر میں مبتلا بہت بڑی تعداد ہے۔ اور جو

چند منافع بظاہر ابتداءً معلوم ہوتے ہیں انجام کار وہ مضار اور نقصان میں تبدیل ہوجاتے ہیں مثلاً اس کا بڑا فائدہ بدن کو بہت جلد وقتی گرمی پہنچا کر وقتی طاقت و قوت پہنچاتا ہے جو اکثر و بیشتر اوّلی طور پر تو بیخودی مدہوشی تکبر اور بڑائی پیدا کرنے فتنہ و فساد لڑائی جھگڑے مار پیٹ کراتی ہے اور دوسرے درجہ میں مکمل بے ہوشی مارو، کاٹو، پیٹو برا بھلا کہو کتنا بھی ذلت آمیز معاملہ کرو کچھ پتہ نہیں چلتا اور جب کچھ ہوش آتا ہے اور پیتے ہوئے جیسے جیسے وقت گذرتا جاتا ہے گرمی ٹھنڈک میں اور طاقت و قوت اضمحلال سستی اور انتہائی کمزوری اعصابی درد اور چڑچڑے پن میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ پہلی طاقت و قوت جتنی تھی وہ بھی کم ہوجاتی ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ اس کو جلد سے جلد چھوڑ دیا جائے اور اس گناہ عظیم سے سچے دل سے توبہ کیجائے۔ چونکہ اس کی عادت پڑی ہوئی ذرا مشکل سے جاتی ہے اور تمام بدن پر اس کے خاص اثرات ہوتے ہیں کہ اس کے پئے بغیر تکلیف معلوم ہوتی ہے اس لئے آسانی سے شراب چھڑانے پر مدد دینے والی ایک خاص مجرب ترکیب بھی لکھی جاتی ہے اصل تو باہمتوں کے لئے سچے دل سے توبہ و استغفار اور چھوڑنے کا پختہ عہد کرنا ہے کہ اب پینی نہیں ہے بس انشاء اللہ یہی کافی ہے منجانب اللہ ایسی مدد ہوجاتی ہے کہ بجائے رغبت کے نفرت ہوجاتی ہے اور بغیر کسی خاص تکلیف کے چھوٹ جاتی ہے چھوڑنے پر مددگار آسان ترکیب یہ ہے کہ جس کو ظاہری اسباب کے درجہ میں اختیار کرنا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے بغیر تکلیف کے چھوٹ جانے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیئے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اس ترکیب کو کامیاب بنانا بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔

مجرّب ترکیب

جب جب شراب نہ پینے کی وجہ سے تکلیف معلوم ہو اور پینے کو بہت دل چاہے تو شراب کے شرعی اور طبی نقصانات اور اس کا انجام جو مختصر طور پر پہلے لکھے جاچکے ہیں ان کو خوب غور سے سوچئے اور آخرت میں شراب طہور سے محرومی پر خاص فکر کیجئے اور اگر موقعہ ہو تو اس مضمون کو خود پڑھئے یا پڑھوا کر سنیئے کہ اس کا خاص اثر ہوتا ہے اور ساتھ ہی تیز پتی کی ایک پیالی چائے دم کرا کر بلا دودھ پی لیجئے انشاء اللہ کافی حد تک تکلیف وہ کیفیت دور ہوجائیگی جب اس طرح کام چلنے لگے پھر اس چائے تو آہستہ آہستہ ہلکی کرتے رہیئے جب اس سے بھی کام چلنے لگے تو پھر ہر طلب پر نہ

پیجئے کبھی پی اور کبھی نہ پی اس کے بعد تھوڑا تھوڑا دودھ ملا کر پیجئے پھر دودھ بڑھاتے رہیئے اور چائے کا پانی کم کرتے رہیے یہانتک کہ آہستہ آہستہ دودھ بڑھاتے بڑھاتے چائے کا پانی بالکل ختم ہوجائے اور صرف دودھ باقی رہ جائے اس طرح شراب پینے والوں کے لئے دنیا کا ہر دل عزیز اور بہترین مشروب بجائے شراب کے دودھ ہوجائیگا اور آخرت میں جہنمیوں کے زخموں سے خون اور پیپ پلائے جانے کے بجائے شراب طہور کا پینے والا بن جائے گا ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار اور آئندہ نہ پینے کا عہد اور ایفاء عہد پر اللہ کی مدد مانگتے رہنا بہر صورت ضروری ہے اس سے ہرگز غافل نہ رہنا چاہیئے ساتھ ہی خاتمہ بخیر کی دعا بھی ضرور کرتے رہنا چاہیے جس کا ایمان پر خاتمہ ہوگیا بس وہی کامیاب ہے اور ہر قسم کی فوز و فلاح و کامیابی صرف اسی کے لئے ہے۔

سود کا لینا دینا اور اس کو لکھنا اور اس پر گواہ بننا حرام اور موجب لعنت ہے

(حدیث۔ ۱۸) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ۔ رواہ مسلم مسلم جلد ثانی باب الربوا صہ ۲۷

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے (لینے والے) پر اور کھلانے والے (دینے والے) پر اور اس کا معاملہ لکھنے والے پر اور سودی معاملہ کی گواہی دینے والوں پر اور ارشاد فرمایا کہ لعنت میں یہ سب برابر ہیں یعنی اصل گناہ میں برابر ہیں (اگرچہ مقدار میں مختلف ہوں)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ سود کا لینا دینا اور اس لین دین پر کسی طرح کی اعانت و شرکت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے چنانچہ معاملہ لکھنے اور گواہ بننے سے اعانت ہوتی ہے اس کو خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے اور اعانت علی المعصیۃ سے صراحۃً بھی منع فرمایا گیا ہے ارشاد باری سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ س مائدہ پ۲ اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ۔ زمانہ جاہلیت میں سود کا لین دین عام تھا شریعت محمدیہ میں بھی ابتداءً اس سے منع نہ کیا گیا لیکن چونکہ سود تعلیمات اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ مفلسوں، حاجتمندوں اور پریشان حال لوگوں کے ساتھ ظالمانہ

اور خون چوسنے والا معاملہ ہے اس لئے اس کے عادی اور خوگر انسانوں سے اس بہیمانہ حرکت کو چھڑانا ضروری تھا اس کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بہت ہی مشفقانہ طریقہ اختیار فرمایا اولاً انسانیت اور اسلامی اخوت بھائی چارہ غریبوں اور مسکینوں حاجتمندوں کی مدد اور ان کی ہمدردی اور فی سبیل اللہ خیر خیرات کرنے کے اجر وثواب اور دینی و دنیوی منافع بیان فرمائے اور سمجھایا کہ اس دنیا، فانی میں مال و دولت و مالداری سب فانی ہے بس کام آنے والی دولت وہی ہے جس کو حسبۃً للہ خرچ کر کے ذخیرہ آخرت بنالیا جائے تاکہ نہ ختم ہونے والی زندگانی میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کام آئے جیسا کہ حرمت سود سے پہلے کی آیات شریفہ میں اس کا بیان ہے اس کے بعد سود کی حرمت کا قطعی حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نافذ فرمادیا اور حکم نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب کی سزا اور سخت وعیدیں اور عبرتناک انجام بیان فرمایا قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں واضح طور پر اس کو بیان فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد اللہ جل جلالہ ہے ۔ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَی اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ ۝ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ (ترجمہ) جو لوگ کھاتے ہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جسطرح اٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں جن نے لپٹ کر یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اس کے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گنہگار سے۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند

قبر سے اٹھنے کے وقت سود خوروں کا حال

سود لینے والوں کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ قیامت کے دن قبروں سے ایسے حال میں اٹھیں گے کہ ان کے حواس باختہ ہوں گے جیسا کہ آسیب زدہ اور جن چڑھے کا حال ہوتا ہے کہ اس کے حواس جاتے رہتے ہیں یہ بدحالی اور بدحواسی ان کی اس وجہ سے ہوگی کہ انہوں نے حلال و حرام کو یکساں کر دیا تجارت و سوداگری سے حاصل شدہ منافع اور سود سے حاصل شدہ منافع

میں فرق نہ کیا اور یہ کہنے لگے کہ سود بھی تجارت و بیع و شراء کی طرح ہے حالانکہ دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے خرید و فروخت کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔ بیع کا نفع مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے جیسا کہ ایک روپیہ کی کوئی چیز دو روپیہ میں فروخت کی جائے تو اس صورت میں ایک روپیہ جو نفع ہوا وہ اس چیز کے مقابلہ میں ہوا، ایک روپیہ کے مقابلہ میں دو روپئے نہ ہوئے اس کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے۔ اور قرض دیے ہوئے ایک روپیہ کے بدلے میں سوایا ڈیڑھ یا جوڑے ہوا اگر لیا جائے گا تو اس صورت میں ایک روپیہ کے بدلے ایک روپیہ ہو جائیگا پاؤ اور آدھا مزید جو لیا جا رہا ہے اس کے مقابلہ میں کوئی چیز عین اور مال نہیں ہے یہ نفع بغیر کسی چیز و مال کے بدلہ ہوا اسی کو سود کہا جاتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے اپنے رب کی نصیحت پہنچنے کے بعد جو شخص سود کے معاملہ سے رک گیا تو وہ سود جو وہ پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا ہے دینے والے کو اس کے مطالبہ کا حق نہیں اور آخرت میں اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے لیکن حرمت کے واضح اعلان اور نصیحت پہنچنے کے بعد بھی اگر کوئی باز نہ آیا اور پھر اس نے سود لیا تو وہ دوزخی ہے۔ آیۃ شریفہ سے صاف طور پر واضح ہے کہ حکم خداوندی کے بعد پھر اس میں عقلی دلائل نکالکر حکم کی بجا آوری میں پس و پیش کرنا نہایت خطرناک ہے سب سے بڑے حکمت والے کے سامنے اسی کی عطا کردہ برائے نام اپنی چھوٹی سی عقل کے گھوڑے دوڑانا اور حکم کی تعمیل نہ کرتے ہوئے نئی نئی باتیں نکالکر حکم سے بچنے کی کوشش کرنے والوں کی سزا جہنم ہے یَمْحَقُ اللّٰهُ سے سودی معاملہ کے انجام کا بیان ہے اللہ سود کے معاملہ کو مٹاتا ہے یعنی اسمیں خیر و برکت نہیں ہوتی بلکہ نیست و نابود ہو جاتا ہے اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے آج نہیں کل جو روز بروز بڑھوتری معلوم ہوتی ہے اس کا انجام یقیناً افلاس ہے بس اتنا فرق ہے کہ انجام کا اظہار کبھی جلدی ہو جاتا ہے کبھی دیر میں۔ بہت کثرت سے ایسے واقعات دیکھنے میں آتے رہتے ہیں اگر کسی کے پاس ظاہری مال و دولت کچھ دن ٹھہرے بھی مالداری کے حقیقی لطف راحت آرام عزت وجاہت سے تو محروم ہی رہتا ہے دل میں تو بہرحال افلاس و تنگی ہوتی ہی ہے اور حقیقی افلاس یہی ہے۔ برخلاف خیرات والے مال کے کہ اس کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے جس کو اللہ بڑھائے اس کو کون مٹا سکتا ہے خیرات والے مال کی ظاہری و باطنی برکتوں کا بھی روزمرہ مشاہدہ ہوتا ہے دنیا میں بھی خوب بڑھتا اور بابرکت ہوتا ہے اور آخرت میں تو اجر و ثواب انشاء اللہ اضعافاً مضاعفاً ملے ہی گا۔ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ سے اللہ تعالیٰ ہر ناشکرے گنہگار سے اظہار بیزاری فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش نہیں چونکہ سود کا لینے والا انتہائی

تجارت و سود کا فرق

[illegible]

[illegible]

ناشکرہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مال عطا فرمایا اس عطا کا شکریہ تو یہ تھا کہ غریبوں بیکسوں محتاجوں کی مدد کرتا اور اللہ کے لئے ان پر خرچ کرتا کم از کم قرض ہی بلا سود دیدیتا لیکن اس نے قرض بھی دیا تو اسمیں بھی بجائے ہمدردی اور نفع رسانی کے الٹا خون چوسنے کا معاملہ کیا جسمیں انتہائی ناشکری کیساتھ اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اور ایسا کرنے والے اللہ کے نزدیک بیحد ناپسندیدہ ہیں ناپسندیدگی اور اظہار بیزاری تک حد نہیں بلکہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سود نہ چھوڑنے اور حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے اعلان جنگ ہے الامان والحفیظ دیکھئے آیۃ شریفہ کے ذیل میں ان کو جنگ کے لئے تیار ہو جانیکا حکم دیا جارہا ہے۔ قَالَ اللہ تعالیٰ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ الآیۃ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلب یہ ہے کہ سود حرام ہو جانے کے بعد اب سود لینا کسی طرح بھی جائز نہیں اور آئندہ سودی معاملہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ حرمت سے پہلے کا سود جو لے چکے، لے چکے حرمت کے بعد کا جو سود قرض دار کے ذمہ باقی ہے اس کو ہرگز نہ لو، چھوڑ دو اگر نہیں چھوڑتے تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ کسقدر سخت خطرناک وعید ہے جو انتہائی غیض وغضب کو ظاہر کرتی ہے ایسی سخت وعید کسی بڑے سے بڑے گناہ پر بھی وارد نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ ہی بچائے ایسی حکم عدولی اور خلاف ورزی سے۔

سود سے عام طور پر یہی سود جو قرض پر لیا جاتا ہے مراد ہوتا ہے یہاں پر یہ تو مراد ہے ہی لیکن اس کے علاوہ بھی سود کی اور بہت سی قسمیں ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اصول کلی کے طور پر اور اس کی بعض جزئیات کو بھی بیان فرمایا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی الْاٰخِذُ وَالْمُعْطِیْ فِیْهِ سَوَاءٌ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے اور گیہوں گیہوں کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور کھجوریں، کھجوروں کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے ہاتھوں ہاتھ برابر سرابر بیچا اور خریدا جائے جس نے

زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا اس نے سود کا معاملہ کیا اسمیں لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان ایک ہی جنس کی دو چیزوں کا جب بھی ایکدوسرے کے ساتھ تبادلہ ولین دین کا معاملہ کیا جائے وہ برابر سرابر اور دست بدست ہونا چاہیئے اگر کمی زیادتی ہوگی یا اب دے کر بعد میں لیا جائے گا تو یہ سود ہوگا اور گناہ میں لینے اور دینے والا برابر کے گنہگار ہیں اسی طرح خرید وفروخت کی بعض قسموں کو آپ نے سود میں داخل فرمایا۔ سود کے انواع واقسام کے مزید بیان کا یہاں موقعہ نہیں کتب حدیث وفقہ میں مفصل بیان ہے ملاحظہ فرمائیں اور چونکہ سود کی جزئیات بکثرت ہیں اور آئے دن نئی نئی صورتیں سامنے آتی رہتی ہیں جس کی بنا پر معمولی عالموں کے لئے بھی اکثر مسائل کا سمجھنا اور سمجھانا آسان نہ ہوگا اس لئے بہت ضروری ہے کہ ایسے علماء حقہ جنکو علم فقہ میں پوری مہارت ہو ان سے مسائل کو سمجھتے رہیں اور مشتبہ مسائل میں مفتیان کرام سے فتوٰی حاصل کر کے اس پر عمل کریں اسمیں ہرگز لاپرواہی نہ کیجائے کہ سود کا معاملہ انتہائی خطرناک ہے اور اس سے بچنے کے لئے علماء کرام ومفتیان عظام سے آسان طریقے بھی معلوم ہو سکتے ہیں جس سے بہت سی صورتوں میں مقصود بھی پورا ہو جاتا ہے اور آدمی سود سے بھی بچ جاتا ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا ایک طریقہ بتایا جبکہ انہوں نے برنی کھجوریں خدمت اقدس میں پیش کیں آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے پاس ردی کھجوریں تھیں میں نے انمیں سے دو صاع کھجوریں ایک صاع برنی کے بدلے فروخت کردیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اوہو یہ تو عین سود ہے ایسا ہرگز نہ کرو اور یہ طریقہ ارشاد فرمایا۔ وَلٰکِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِیَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَیْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِہٖ یعنی تم جب کھجوروں کے بدلے کھجوریں خریدنی چاہو تو پہلے اپنی کھجوریں قیمت سے فروخت کر دو اور اسی قیمت سے دوسری کھجوریں خرید لو اس صورت میں ہوا تو وہی کہ ردی کھجوریں زیادہ دے کر برنی کم خریدی گئیں لیکن ادنیٰ تبدیلی کے ساتھ معاملہ ہونے سے سود نہ رہا بیع وشراء کا معاملہ ہو گیا اسی طرح دوسری ہمجنسوں کے تبادلہ میں اس کو ملحوظ رکھا جائے یہ روایت بخاری ومسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو سات بڑے اور مہلک تباہ کرنے والے گناہوں میں سے شمار فرمایا ہے حدیث پاک بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا هُنَّ قَالَ

اَلشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰوا۔ الحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک اور تباہ کرنے والے گناہوں سے بچتے رہو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ وہ سات کون سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا یعنی اسکی ذات وصفات وعبادت میں اس کا کسی طرح بھی شریک سمجھنا اور ناحق کسی انسان کو قتل کرنا اور سود کھانا۔ الخ

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلرِّبٰوا سبعون جزأً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سود خوری کے ستر حصے ہیں ان میں سب سے معمولی درجہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا۔ نعوذ باللہ من ذلک

نیز مسند احمد و دار قطنی میں عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دِرْھَمُ رِبٰوا یَاْکُلُہُ الرَّجُلُ وَھُوَ یَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّۃٍ وَّثَلَاثِیْنَ زَنْیَۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سود کا ایک درہم جس کو کوئی آدمی کھاتا ہے اور وہ جانتا ہے چھتیس ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ یعنی ایک درہم سود کا جان بوجھ کر کھانا چھتیس بار زنا کرنے سے بھی زیادہ گناہ میں بڑھا ہوا ہے۔ سود خوروں کے عذاب کا ایک ہولناک منظر جس کو شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معائنہ فرمایا۔ ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَتَیْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُھُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْھَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِھِمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرَئِیْلُ قَالَ ھٰٓؤُلَآءِ اَکَلَۃُ الرِّبٰوا۔ شب معراج میں میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے پیٹ گھروں جیسے ہیں اور انمیں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ سود خور ہیں چھوٹے سے چھوٹا گھر بھی انسانی پیٹ کے مقابلہ میں بہت بڑا ہوتا ہے سود خوروں کے پیٹ کو ایسا بڑھا کر انمیں سانپ بھر دیئے جائیں کے جو باہر سے نظر آئیں گے کیسا رسوا کن اور دردناک ہے یہ عذاب اللہ محفوظ فرمائیں۔ اور بھی بہت سی احادیث میں سود خور کے لئے انواع واقسام کے عذاب کا بیان ہے۔ سود نہ چھوڑنے پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف سے اعلان جنگ ہی ایک ایسی سخت وعید ہے کہ کسی بھی مؤمن ومسلمان کے لئے اس سے زیادہ خطرناک والمناک اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب اپنے پناہ دینے والے اور سفارش کرنیوالے ہی ایسے ناراض وغضبناک ہو جائیں کہ جنگ کی تیاری کا حکم دیدیں تو پھر کیا ٹھکانہ اس کے ایسے خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں کہ ان کی کوئی روک تھام نہیں ولاعلاج ہے یہ دوسری بات ہے کہ ڈھیل دیجاتی ہے اور جلدی اظہار نہ ہو جو کہ سب سے زیادہ خطرناک ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ سود کے معاملہ میں انتہائی احتیاط کیجائے۔

سود کی جزئیات بھی بکثرت ہیں اور اس زمانہ میں اس کی ملمع شدہ شکلیں مختلف ناموں سے روز افزوں ہیں خصوصًا بینک کا سودی کاروبار کہ آج کل زیادہ تر تجارت اور کاروبار کا مالی مرکز بھی بینک ہیں اور واسطہ یا بلا واسطہ سلسلہ بسلسلہ اسکا اثر خورد ونوش ولباس جیسی حوائج اصلیہ کے خریداروں تک پہنچتا ہے جس سے بچنا بہت کوشش کے باوجود مشکل ہو رہا ہے بظاہر اب تقریبًا وہی زمانہ شروع ہو گیا ہے جس کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہے جیسا کہ ابو داؤد ونسائی وابن ماجہ میں روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی اِلَّا اَحَدٌ اِلَّا اٰکِلُ الرِّبٰوا فَاِنْ لَّمْ یَاْکُلْہُ اَصَابَہٗ مِنْ بُخَارِہٖ وَیُرْوٰی مِنْ غُبَارِہٖ۔ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کوئی انمیں باقی نہ رہے گا مگر سود کھانے والا ہو گا یعنی ہر شخص سود کھانے میں مبتلا ہو گا اگر خود سود نہ کھائے گا تو اس کی بھاپ بخارات یا اس کا غبار ضرور اس کے اندر پہنچے گا یعنی غیر اختیاری طور پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور پہنچے گا۔ ایسا اثر جسمیں قصد واختیار کو کچھ بھی دخل نہیں جسکو حدیث پاک میں بخار یا غبار سے تعبیر کیا ہے وہ تو انشاءاللہ معاف ہے لیکن اس بخار وغبار سے جہاں تک بچنا ممکن ہو بچنے کی ضرورت ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جسقدر اس کی گنجائش ہے اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) یہ بات بھی خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ سود مع اپنی جملہ اقسام کے بہر حال قطعی حرام ہے اور ہمیشہ حرام ہی رہے گا عام ابتلا کیوجہ سے اس کی اشدیت میں کچھ تخفیف نہیں اسی لئے خاص طور پر اس زمانہ میں بہت ہی احتیاط اور بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرورت ہے ادنیٰ بھی سود کے شبہ کی صورت میں علماء محققہ ومفتیان حضرات سے تحقیق کرتے رہنا ضروری ہے بیشک اس عمومیت سود کے زمانہ میں سود سے بچنے والوں کے اجر

وثواب میں بھی اضعافاً مضاعفاً زیادتی ہوگی اور عند اللہ انشاء اللہ ان کو محبوبیت ومقبولیت بھی بہت زیادہ حاصل ہوگی اور اگر سود لینے والے بھی راجع الی اللہ ہوجائیں اور صدق دل سے توبہ کرلیں اور لیا ہوا سود حقداروں کو واپس کردیں اور آئندہ نہ لینے کا عہد کرلیں تو وہ بھی عند اللہ بے حد محبوب ومقبول ہوجائیں گے اور یہ کچھ بھی مشکل نہیں جبکہ کسی مسلمان کو اللہ کی سخت ناراضگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت اور طرح طرح کے سخت عذاب کا استحضار ہوجائے آخر موت آنی ہے اللہ کے روبرو کھڑا ہونا ہے بس ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے انشاء اللہ توبہ نصوح کی توفیق ہوجائے گی اور ان کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی پسندیدگی وخوشنودی حاصل ہوگی ایسی خوشنودی سب کچھ لٹا کر بھی حاصل ہو تو ارزاں ہے دنیا ومافیہا سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے موقعہ غنیمت ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہے موت کا وقت معلوم نہیں اور زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں جتنا بھی جلد ممکن ہو راجع الی اللہ ہوجائیں اور توبہ کرلیں انشاء اللہ غنیٔ حقیقی دنیا وآخرت میں ایسا حاصل ہوگا جس کی نظیر نہیں۔

قیامت کے دن دورُخے شخص کا بہت برا حال ہوگا

(حدیث۔ ۱۹) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ ذَا الْوَجْھَیْنِ الَّذِیْ یَاْتِیْ ھٰؤُلَآءِ بِوَجْہٍ وَھٰؤُلَآءِ بِوَجْہٍ۔

رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی صہ ۵۹ جز رابع باب ما قیل فی ذی الوجہین۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدترین لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک قیامت کے دن دو رویہ (منافق صفت) کو پاؤ گے جو ایک جماعت کے پاس ایک رخ کے ساتھ آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے رخ سے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن دو رخا شخص دوسرے لوگوں کے اعتبار سے بہت ہی برے حال میں ہوگا ایسا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں دو رخی پالیسی رکھتا ہے یعنی جس جماعت سے ملتا ہے ان سے ان کی منشا کے مطابق خوشامدانہ ایسی باتیں کرتا ہے گویا یہ ان کا ہمدرد ہے اور ان کے ساتھ ہے اور حق سے گریز کرتا ہے اور ہر ایک کے سامنے دوسرے کی برائی کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی مذمت فرمائی اور قیامت کے دن اس کے بہت برے حال میں ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

اور جو شخص حق کو موافق ومخالف دونوں جماعتوں کے سامنے حال اور موقعہ کے مطابق ظاہر کرتا ہے حق کو چھپاتا نہیں بلکہ حق کے اثبات کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے اگر ایسا شخص مخالفین کے ساتھ دینی مصالح کی بنا پر خوش اخلاقی وخندہ پیشانی سے ملتا ہے وہ آئیں تو مہمانوں جیسا ان کا اکرام کرتا ہے وہ بلائیں یا خود جائے تو اسلامی آداب معاشرت اور اخوت اسلامی کا پورا پورا خیال کرتا ہے جس کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث میں تاکیدی حکم ثابت ہے اور اس پر ہمارے بزرگوں اور مشائخ کا عمل ہے یہ قابل تحسین ہے جب تک اس کا موقف حق سے ہٹ جانا ثابت نہ ہو ذو وجہین دو رویہ میں وہ داخل نہیں ہے

دو رخے شخص کے منہ میں روز قیامت آگ کی دو زبانیں ہوں گی

ایک دوسری حدیث پاک جو ابو داؤد میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اسمیں ایسے شخص کے عذاب قیامت کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ مَنْ کَانَ ذَا وَجْھَیْنِ فِی الدُّنْیَا کَانَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ۔ جو شخص دنیا میں دورُخا ہوگا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ زبان کی معمولی بیماری سوزش وجلن بیحد تکلیف دہ اور المناک ہوتی ہے دو رخی پالیسی کی سزا میں ایک کے بجائے دو زبانیں آگ کی اس کے منہ میں لگادی جائیں گی۔ دنیا کی ذرا تیز گرم چیز زبان کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے اور یہ تو آخرت کی آگ ہوگی جو ہمہ وقت منہ میں رہے گی کس قدر دردناک تکلیف دہ اور رسوا کن عذاب ہے اللہ ہی اپنے رحم وکرم سے اس سے محفوظ فرمائیں دو رخی پالیسی والے اپنے اس طریق کار کو اپنی انتہائی عقلمندی اور نہایت کامیابی سمجھتے ہیں اور اس کے سخت گناہ ہونے کا ان کو ذرا بھی خیال نہیں ہوتا اس کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور رات دن اسمیں مبتلا رہتے ہیں غور فرمائیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے اور کیسی سخت اس کی سزا ہے ایسی حرکت سے بہت ڈرنے کی ضرورت ہے ایسا شخص دنیا میں بھی رسوا اور ذلیل ہوتا ہے اور اس کی دو رخی پالیسی کا برا انجام آخر کار منظر عام پر آجاتا ہے ایسی بد عادت سے ہمیشہ بچنا چاہئے اگر حق کو ظاہر کرنے کی ہمت طاقت نہیں تو خاموشی اختیار کرے جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں کو دھوکہ میں نہ ڈالے اور اسمیں اپنی حفاظت سمجھ کر آخرت میں رسوا نہ ہو حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور ایسی مذموم وبد عادت سے توبہ کرے اور ہمیشہ اس سے بچنے کی پوری پوری احتیاط رکھے اسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی ہے۔

شرعیہ ضروریہ سے باز رکھے یا سبب معصیت بنے وہ معصیت وحرام ہے۔ ۲؎ جو لہو کسی امر واجب کا فوت کرنے والا نہ ہو اور کوئی شرعی غرض ومصلحت بھی اسمیں نہ ہو وہ مباح ہے لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے۔ گھوڑ دوڑ (جبکہ اس میں ہار جیت پر بازی اور جوا نہ ہو) تیر اندازی۔ نشانہ بازی زوجین کی ملاعبت معتد بہ اغراض ومصالح شرعیہ کی بنا پر لہو سے مستثنٰی ہیں۔ مزامیر وملاہی کی حرمت پر تو صحیح بخاری کی یہی حدیث مذکورہ بالا موجود ہے۔ البتہ نفس غنا کو ایک درجہ تک مباح لکھتے ہیں اس کی قیود وشروط بھی کتب میں دیکھ لی جائیں روح المعانی میں غنا وسماع کے متعلق بالتفصیل لکھا ہے۔ حاشیہ ترجمہ شیخ الہندؒ۔ آیۃ شریفہ کا شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا۔ شان نزول نضر بن حارث مشرکین مکہ کا ایک بڑا تاجر تھا وہ شاہان عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لاتا اور مشرکین سے کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو قوم عاد وثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اسفندیار اور شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں مشرکین پہلے قرآن کریم کو اس کے اعجاز کی وجہ سے شوق ورغبت سے سنتے جس سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ آئندہ چل کر مسلمان ہو جائیں لیکن نضر بن حارث نے ان کو ضلال وگمراہی کیطرف دعوت دی اور بیہودہ قصے اور کہانیوں کیطرف انکو متوجہ کر دیا۔ درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت ہے کہ نضر بن حارث ایک گانے والی عورت بھی خرید کر لایا تھا جو قرآن کریم کو شوق سے سننا چاہتے ان کے لئے اس باندی کو پیش کرتا اور باندی سے کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن سنا کر نماز روزہ کرنے اور جہاد میں جان دینے کے لئے کہتے ہیں تو ان کو گانے سنا کر مست رکھ خوب کھلا پلا یہ خوش رہیں اور قرآن کریم کے سننے سے ہٹ جائیں۔ نضر بن حارث کا یہ کام دین حق سے ہٹانے اور گمراہ کرنے کا تھا اس طرح کا کوئی بھی کام کرنا کفر ہو گا اس کی سزا بھی عذاب مھین فرمایا گیا ہے جو کافروں کا عذاب ہے۔ (ملخصاً از حاشیہ ترجمہ شیخ الہند ومعارف القرآن) اس کے علاوہ اور بھی چند آیات کریمہ ہیں جن سے حرمت غنا ثابت ہوتی ہے (اختصاراً انمیں سے ایک کو ذکر کیا جاتا ہے۔ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ پ۱۵ س بنی اسرائیل ع ۶ - ترجمہ۔ انمیں سے جس پر تو قابو پائے اسے اپنی آواز کے ذریعہ (راہ راست سے) ہٹا دے آیت میں صوت (آواز) سے مراد حضرت مجاہدؒ کی تفسیر کے مطابق گانا بجانا لہو ولعب فضول اور بیکار قسم کے کام ہیں آیۃ شریفہ کو ماسبق کی آیات کے مفہوم کے ساتھ ملا کر سمجھئے جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو تعمیل حکم میں سب فرشتے آدم علیہ السلام کے لئے سربسجود ہو گئے

گانا بجانا شیطانی آواز اور شیطانی کام ہیں

سوا ابلیس کے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا اور کہنے لگا کہ جس شخص کو مجھ پر فوقیت دیکر اور بڑھا کر اس کے لئے مجھ سے سجدہ کراتے ہو اگر مجھے قیامت تک مہلت دے دی جائے تو میں اس کی زیادہ تر اولاد کو اپنا تابع اور پوری طرح اپنے قابو میں کر لوں میرے قبضہ سے تھوڑے ہی آدمی بچ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا (مہلت ہے) لیکن تیری اور تیری پیروی کرنے والوں کی سب کی سزا دوزخ ہے اور ان میں سے جو تیرے قابو میں آئے اس کو اپنی آواز کے ذریعہ سیدھے راستے سے ہٹا دے۔ سیدھے راستے سے ہٹا دینے والی آواز شیطانی آواز ہوئی اس لئے غنا (گانا بجانا) اور ہر وہ کام جو معصیت کیطرف دعوت دے اور سیدھے راستے سے ہٹائے وہ شیطانی آواز اور شیطانی کام کہلائیں گے جیسا کہ حضرت مجاہدؒ کی تفسیر سے معلوم ہو چکا۔ بکثرت احادیث شریفہ سے گانے بجانے کی حرمت ثابت ہے اور خاص طور پر شراب اور گانے بجانے میں مست لوگوں پر خسف ومسخ کے عذاب کی پیشین گوئی مروی ہے ان میں سے چند احادیث مختصراً ذکر کی جاتی ہیں۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن ماجہ میں ایک روایت ہے جو مختصر ہونے کے ساتھ خاص طور پر شراب اور عورتوں کے گانے بجانے میں مست لوگوں پر خسف ومسخ کے عذاب کے بارہ میں زیادہ واضح ہے۔ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ الْخَمْرَ یُسَمُّوْنَہَا بِغَیْرِ اِسْمِہَا یُعْزَفُ عَلٰی رُءُوْسِہِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّیَاتِ یَخْسِفُ اللّٰہُ بِہِمُ الْاَرْضَ وَیَجْعَلُ مِنْہُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بجائے شراب کے دوسرا بدل دیں گے ان کے سروں پر باجے ہوں گے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیں گے اور انمیں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور اس امت کو عمومی عذاب سے محفوظ فرمایا ہے لیکن قیامت کے قریب خاص طور پر خسف (زمین میں دھنسنا) ومسخ (صورت بگڑ جانا بدل جانا) کا عذاب شراب اور گانے بجانے وغیرہ میں مست لوگوں پر ہونیکی روایات تقریباً دس بارہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں اب قرب قیامت ہے اور آناً فاناً قرب بڑھتا جاتا ہے اور زنا، سود اور مردوں کا ریشمی لباس اور شراب وغیرہ محرمات میں ابتلا بھی روز افزوں ہے خصوصاً گانا بجانا بہت ہی عام ہو گیا اور اس عمومیت کے ساتھ ساتھ وہ نقصانات جو گانے بجانے کا لازمی نتیجہ ہیں جیسا کہ ہمہ قسم کی فحاشی بے حیائی عریانی زنا وشراب وغیرہ بھی عام طور پر بڑھتے جاتے ہیں اور

گانے بجانے اور شراب میں مست لوگوں پر خسف ومسخ کا عذاب

مقصدِ حیات سے ایسی غفلت کہ اکثر امورِ دین و دنیا دونوں ہی سے غافل ہوئے جا رہے ہیں علم و عمل کی صلاحیتیں اور قوتیں روز بروز کم ہوتی جاتی ہیں۔ صنعتی، زراعتی، اقتصادی، عسکری کمزوری بڑھتی جاتی ہے قوت و شوکت ختم ہوتی جارہی ہے اور ضعف و بزدلی و وہن (موت کا خوف) بڑھتا جاتا ہے اور اصل مقصدِ حیات طاعت و ذکر عبادت الٰہی اس سے غفلت کی تو کوئی انتہا ہی نہ رہی اللہ ہی رحم فرمائے۔ ہمہ قسم کی بدحالی روز افزوں ہے اور گانے بجانے کا عموم اپنے شباب پر ہے کہ شاید ہی کوئی مقام اور کوئی وقت اس سے خالی رہتا ہو گھڑی گھنٹوں تک ہیں آلات موسیقی ساز وغیرہ فٹ ہوتے آتے ہیں اور بلا تکلف استعمال کئے جاتے ہیں اور گانے بجانے کے پروگراموں کی تو کوئی حد نہ رہی جیسا کہ یہ حرام ہی نہیں ان کو حلال سمجھ لیا گیا ہے بچنے والوں کے لئے بھی بچنا مشکل ہو گیا کہ کسی نہ کسی طرح کان میں گانے بجانے کی شیطانی آواز بغیر پڑے نہیں رہتی بلا قصد و اختیار اگرچہ معاف ہے لیکن بلا قصد کان میں پڑتے پڑتے کچھ نہ کچھ توجہ کا ہو جانا مستبعد نہیں اور ادنیٰ دلچسپی بھی نہایت خطرناک ہے اس لئے بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے اور انتہائی احتیاط توبہ و استغفار کرتے رہنا نہایت ضروری ہے ہر وقت پناہ مانگنے کی ضرورت ہے نہ معلوم کب اور کس پر یہ خسف و مسخ کا عذاب نازل ہو جائے۔ اللّٰھم احفظنا منہ

معازف و مزامیر یعنی باجے بانسری شہنائی طبل چنگ و رباب انواع و اقسام کے سب باجوں کی حرمت کے بارہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی حدیث نمبر ۱۷ میں جو ابھی گذر چکی جسمیں شراب کی حرمت کا بیان ہے اس کے فائدہ کے تحت آنے والی احادیث میں سے آخری حدیث جو مسند احمد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اسطرح ہے۔ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَاَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ۔ الحدیث۔ میرے رب عزوجل نے مجھے حکم فرمایا باجوں گاجوں مزامیر بتوں اور صلیب کے مٹا دینے کا اور جاہلیت کی رسموں کو ختم کر دینے کا یہ حدیث پاک انواع و اقسام کے باجوں کی حرمت کے بارہ میں بالکل صریح ہے۔

معازف ان باجوں کو کہا جاتا ہے جو ہاتھ سے بجائے جائیں اور مزامیر خاص طور پر ان باجوں کو کہا جاتا ہے جو منہ سے بجائے جائیں ویسے معازف کا اطلاق انواع و اقسام کے سب باجوں پر کیا جاتا ہے اور کبھی معازف ان باجوں کو بھی کہا جاتا ہے جو منہ سے بجائے جائیں اور ملاہی اس کے مقابل میں ان باجوں کو کہا جاتا ہے جو ہاتھ سے بجائے جائیں۔

بیہقی نے حضرت انس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِزْمَارٌ

عِنْدَ نِعْمَۃٍ وَرَنَّۃٌ عِنْدَ مُصِیْبَۃٍ۔ دو قسم کی آوازوں پر دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہے ایک تو خوشی کے موقعہ پر باجوں گاجوں کی آواز اور دوسری مصیبت کے وقت آہ و بکا و نوحہ کی آواز۔

ابو داؤد، مسند احمد و بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَیْسِرَ وَالْکُوْبَۃَ وَکُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ۔ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے اور طبل کو حرام کیا ہے اور نشہ پیدا کرنے والی چیز حرام ہے۔

گھنٹی شیطانی باجے ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معازف و مزامیر ہی کو منع نہیں فرمایا بلکہ جرس (گھنٹی) جو اونٹ، گھوڑے وغیرہ جانوروں کے گلے میں باندھی جاتی ہے اس تک سے بھی منع فرمایا کہ اسمیں بھی معازف و مزامیر جیسی آواز میں کشش اور جاذبیت ہے اور آلات موسیقی و رقص و سرور کے ساتھ اس کی مشابہت و مناسبت ہے اور اس میں بھی غفلت پیدا کرنیکی صلاحیت ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گھنٹی شیطان کے باجے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک دوسری روایت مسلم اور ابو داؤد میں ان الفاظ کے ساتھ ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْھَا کَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے اس جماعت میں شریک نہیں ہوتے جسمیں کتا یا گھنٹی ہو۔ مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جسمیں بدر کی لڑائی کے موقعہ پر اونٹ کی گردنوں سے گھنٹیوں کے کاٹ دینے کا حکم فرمایا۔ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْاَجْرَاسِ اَنْ تُقْطَعَ مِنْ اَعْنَاقِ الْاِبِلِ یَوْمَ بَدْرٍ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن حکم فرمایا کہ اونٹوں کے گلوں سے گھنٹیوں کو کاٹ دیا جائے۔ ان احادیث جرس سے حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہٗ حرمت غنا و مزامیر پر استدلال کرتے تھے چنانچہ انوار المحمود میں مولانا محمد صدیق صاحب جو حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کے درس کو ضبط کرتے تھے لکھتے ہیں حضرت شیخ الہند نے اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ کی تشریح میں فرمایا۔ وقال فی حدیث الباب فی حق الجرس اِنَّہٗ مِزْمَارُ الشَّیْطَانِ لِاَنَّھَا

یوم بدر میں اونٹوں کے گلے سے گھنٹیاں کٹوا دی گئیں

دف کو مخصوص موقعوں پر اجازت

تُلْهِی القلبَ مِن ذکر اللہ تعالیٰ ۔ واعلم اَن المعازف مَا یُضْرِب بِالْفَمِ وَالْمَلَاهی مَا یُضْرِبُ بِالْاَیْدِیْ قَالَ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَة بتحریمه واستثنی الطَّبَل وَالدُّهَل لِلتَّسحِیْرِ اَوِ الْوَلِیْمَةِ اَوْ لِغَرَضٍ صحیحٍ اٰخر ۔ وثَبَتَ عَن بعض الصُّوفِیَةِ سَمَاعُ السرور وَهُو لفظٌ فارسیٌ یطلق علی سماع الْاَشعار فقط بغیر المعازف والملاهی وَلَمْ یَثْبُتْ عَنِ المتقدمِیْنَ سماع المعازف والملاهی العیاذ باللہ ۔ انوار المحمود شرح سنن ابوداؤد ۔ ج ۲ ص ۱۱۳ (ترجمہ) حدیث باب میں جرس کے متعلق مزمار الشیطان کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس لئے کہ یہ قلب کو یاد الٰہی سے غافل کرتی ہے ۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ معازف ان باجوں کو کہا جاتا ہے جو منہ سے بجائے جائیں اور ملاہی ان آلات کو کہا جاتا ہے جو ہاتھوں سے بجائے جاتے ہیں ۔ آئمہ اربعہ بالاتفاق ان کی حرمت کے قائل ہیں البتہ سحری یا ولیمہ یا اور کسی غرض صحیح کے لئے ڈھول (دف) کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں ۔ بعض صوفیا سے سرود سننا ثابت ہے سرود ایک لفظ فارسی ہے جس کے معنٰی آلات موسیقی کے بغیر صرف اشعار سننا ہیں ۔ متقدمین میں سے کسی سے بھی العیاذ باللہ معازف و ملاہی سننا ثابت نہیں انتہی کلام الشیخ الہندؒ ۔ انوار المحمود شرح سنن ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۱۳ سماع و سرود یعنی حمدیہ و نعتیہ اشعار وغیرہ کا سننا بزرگان دین نے جب بھی اختیار فرمایا کچھ حدود و قیود و شرائط و آداب کا لحاظ رکھا ۔ معازف و مزامیر اسمیں بالکل نہ ہوتے اس کے ذریعہ وہ آخرت کی فکر جنت کی رغبت اور دوزخ کا خوف بڑھاتے دین و شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ و شوق و طلب بڑھاتے اور ان سب چیزوں کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی حالات و ضرورتوں کے پیش نظر گاہ بگاہ اس کی نوبت آئی اس کو اپنا مشغلہ و عادت نہ بناتے حضرات اکابر صوفیا رحمہم اللہ تعالیٰ نے غیر مشروع سماع کو کبھی اختیار نہ فرمایا چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ نے جب یہ دیکھا کہ اب شرائط نہیں پائے جارہے ہیں اور حدود سے تجاوز ہونے لگا تو سماع کو ترک فرمادیا اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ۔ مزامیر آلات غنا اور باجے وغیرہ سے خود نفرت فرماتے اور اپنے مریدین و متبعین کو سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے ان کا مقولہ ہے جو خلاف شرع ہے وہ ناپسندیدہ ہے ۔ سیر الاولیاء ص ۴۹۱، ۴۹۲ میں حضرت خواجہؒ کا ارشاد اس طرح نقل کیا گیا ہے ۔ ” سماع کی چار قسمیں ہیں ۔ حلال ، حرام ، مکروہ ، مباح ان چاروں کو قدرے تفصیل سے بیان کرنے کے بعد پھر سماع مباح کے متعلق ارشاد ہے ۔ سماع مباح کے لئے چند چیزیں چاہیئے ۔ مسمع (سنانے والا) مستمع (سننے والا) مسموع (جو کچھ پڑھا جارہا ہے)

مخصوص موقعوں پر مخصوص اشعار مخصوص طریقوں سے جائز ہیں

آلہ سماع (ذریعہ) مسمع کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ پوری عمر کا آدمی ہو کم سن نہ ہو عورت نہ ہو مستمع کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو کچھ سن رہا ہے وہ یاد حق سے غافل نہ ہو ۔ مسموع کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ بے حیائی اور ہنسی مذاق کا کلام نہ ہو ۔ آلہ سماع سے مراد مزامیر ہے جیسے چنگ و رباب کہ یہ درمیان میں نہ ہو ۔“ اچھے اور پر نفع اشعار کا بغیر معازف و مزامیر آلات موسیقی کے سادہ طریقہ پر معمولی ترنم سے پڑھنا اور سننا ممنوع نہیں ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ دوسرے محرمات کا ارتکاب نہ ہو رہا ہو اور معاصی میں مبتلا ہونیکا ذریعہ نہ بن رہا ہو جیسا کہ پڑھنے اور سننے والوں میں امرد لڑکے یا نامحرم عورتیں نہ ہوں اور لہو کی حد تک نہ پہنچے کہ ذکر اللہ سے غفلت کا سبب بنے اور واہیات بے ہودہ عشقیہ فحش مضامین پر مشتمل اشعار گانا پڑھنا اور سننا دونوں ہی بغیر آلات موسیقی کے بھی جائز نہیں آلات موسیقی کے ساتھ ان کے جواز کی کیا گنجائش ہو سکتی ہے بالکل حرام اور باعث حسرت و خسران ہیں اور مروجہ سماع یعنی قوالی میں چونکہ اکثر یہ سب غیر مشروع امور پائے جاتے ہیں اس لئے وہ بھی بالکل ناجائز ہے اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے ۔

قرآن کریم اور احادیث شریفہ صحیحہ کی روشنی میں معازف و مزامیر آلات موسیقی اور مروجہ گانے بجانے کی حرمت سابقہ بیان سے ثابت ہو چکی کہ یہ سب ناجائز و حرام ہیں حرمت کے بارہ میں احادیث بہت ہی کثرت سے وارد ہیں یہاں پر تو چند ذکر کی گئیں حرمت کے ثبوت کے لئے ایک صحیح حدیث بھی کافی ہے انمیں سے بہت سی صحیح و حسن ہیں اور بہت سی احادیث کی اسناد میں محدثین نے کلام فرمایا ہے اور ان کو ضعیف کہا ہے لیکن دونوں قسم کی احادیث سے مضمون واحد یعنی حرمت ثابت ہوتی ہے اصول حدیث و اصول فقہ کے قاعدہ کے مطابق ایسی صورت میں وہ ضعیف حدیثیں صحیح و حسن احادیث کے لئے باعث تقویت بنجاتی ہیں ایسی حدیثیں صحیح و حسن احادیث کی صحت میں ہرگز کوئی ضعف اور کمی پیدا نہیں کرتیں بلکہ ان کو مزید قوی اور مضمون کو موکد کر دیتی ہیں اور وہ محدثین کے یہاں مقبول ہوتی ہیں بلکہ کبھی تو ان کو متواتر کا درجہ دیدیا جاتا ہے جبکہ عام محدثین نے ان کو معمول بہا بنایا ہو اور تلقی بالقبول ان کو حاصل ہو اور یہاں پر یہ صورت موجود ہے کہ عام محدثین نے ان کو قبول کیا ہے ۔ جب قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے حرمت ثابت ہو گئی تو اب جن احادیث سے مخصوص مواقع پر ایک خاص حد تک مخصوص اشعار گانا پڑھنا اور سننا ثابت ہے ان کو ان ہی قیودات کے ساتھ حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا جائیگا جیسا کہ یوم عید اور ولیمہ و شادی کے موقع پر اور رجزیہ کلام جنگ اور جنگ کی تیاری کی تکلیف و مشقتوں کے وقت اور بوقت جہاد

اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبات کو ابھارنے اور جوش دلانے کے لئے۔ اور جنگ وجہاد سے کامیاب واپسی پر اور شہداء کے تذکرہ کے طور پر جو اشعار پڑھے اور ترانہ گایا جاتا ہے اور ایسا کلام واشعار جو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بطور مدافعت پڑھا جاتا ہے اور تنہائی اور وحشت دور کرنے کے لئے اور محنت ومشقت کے کاموں کے وقت اور سفر کے موقع پر حدی خوانی جیسا کہ اونٹ کے سفر کے وقت اہل عرب کا عام دستور تھا۔ اور ذکر وفکر آخرت والے اشعار اور اسلام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھانے والے اشعار وغیرہ۔

مذکورہ سب صورتوں میں مخصوص اشعار کا پڑھنا اپنے اپنے محل وموقعہ کے مطابق اس خاص حد تک اور انہی سب قیودات کے ساتھ محدود رہ کر جائز قرار دیا جائے گا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اس پر کسی طرح بھی زیادتی جائز نہ ہوگی۔ عام حرمت کے خلاف ان کو جواز کی دلیل بنانے کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں۔ احادیث اباحت سے مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ جنمیں نہ کوئی معصیت ہے نہ کوئی منکر اور نہ کوئی لہو وبیہودگی ہے بلکہ ہر ایک میں صحیح غرض ہونے کا ثبوت ملتا ہے انمیں مروجہ گانے بجانے کا ادنیٰ شائبہ پیدا کرنے والا کوئی مضمون کسی حدیث سے ثابت نہیں تفصیل کے لئے دیکھیں اردو میں اسلام وموسیقی عربی میں کشف العناء عن وصف الغناء مصنفہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب مفتی اعظم ہند وپاکستان عربی میں کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع۔ مؤلفہ علامہ ابن حجر مکی ہر سہ کتب میں نفس مسئلہ اور اس کی جزئیات کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے موقعہ بموقعہ بندہ نے بھی ان سے استفادہ کیا ہے۔ اردو داں حضرات کے لئے اسلام وموسیقی کا مطالعہ کرنا نہایت مفید ہے کہ تقریباً تمام جزئیات کو حاوی ہے وہ تنہا ہی کافی ہے۔

حبۃ السوداء میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے

(حدیث۔ ۲۱) عَنْ أَبِي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رسول اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فِی الْحَبَّۃِ السَّوداءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّام

رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی باب حبۃ السوداء صـ۱۰، جزرابع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سُنا کہ فرماتے تھے حبۃ السوداء میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔

روایت کیا اس کو بخاری نے

بخاری ہی کی ایک دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان الفاظ کی زیادتی مروی ہے۔ قُلْتُ وَمَا السَّام قال الْمَوْتُ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ سام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا موت۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی کہ حبۃ السوداء میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے یقیناً اسی طرح بالکل صحیح ہے جیسا کہ آپ کے جملہ ارشادات عالی اسمیں ذرہ برابر بھی کوئی شبہ اور ادنیٰ مبالغہ نہیں آپ نبی امی ہیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو علم الاولین والآخرین عطا فرمایا ہے چنانچہ علم طب کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافی ارشادات احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں یہ ارشادات عالی بطور اصول کلی طب کے تمام شعبوں کے لئے ایسی جامع ہدایات ہیں اور انمیں ایسے رموز ونکات ہیں کہ بڑے سے بڑے طبیب کی ذہنی رسائی اس تک ممکن نہیں مختصر مختصر جملوں میں وہ سب کچھ بیان فرمادیا جو دفتروں میں نہ سمائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے دوائی علاج فرمایا اور اپنے گھر والوں کے لئے اور اپنے اصحاب کے لئے دوا وعلاج تجویز فرمایا اور طبی ہدایات تجویز فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حبۃ السوداء کے بارہ میں یہ ارشاد فرمانا کہ حبۃ السوداء میں ہر بیماری سے شفا ہے اسمیں کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

اطبا اپنے علم وتجربہ کی بنا پر کسی ایک دوا کے بے شمار فائدے بیان کریں اور کہیں کہ فلاں فلاں مرض کے لئے اس کے فوائد مسلم ہیں اور ان امراض کے لئے یہ شافی علاج ہے اگر یہ قابل اعتماد ہوتا ہے اور یقین کے ساتھ وہ دوا استعمال کیجا سکتی ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں ہوتا حالانکہ اطباء کو جو معلومات پہنچانے والا علم ہے وہ علم ظنی ہے یقینی نہیں اور اسمیں ماہر فن معالج کے بتائے ہوئے

تمام باجے اور مروّجہ گانا بجانا اور اس کی محفلیں جمانا شیطانی کام ہیں اور بالاجماع حرام ہیں

(حدیث - ۲۰) وعن ابی عامر او ابی مالك الأشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما کذبنی سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونَنَّ مِنْ اُمَّتِی اَقوامٌ یستحلون الحِرَ والحریرَ والخمر والمعازف ولینزلَنَّ اَقوامٌ اِلیٰ جنب عَلَم یَرُوحُ علیھم بسارحۃٍ لَھُم یَاتیھِمْ یعنی الفقیر لحاجۃ فیقولون ارجع اِلینا غداً فیُبَیِّتُھُمُ اللہ ویضع العلم ویَمسخ اٰخَرِینَ قِرَدَۃً والخنازیر اِلیٰ یوم القِیٰمۃ۔

رواہ البخاری باب ما جاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ جز ثالث صہ ۳۲۲

حضرت ابو عامر یا ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اور اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو زنا اور ریشم کو اور شراب اور باجے کو حلال سمجھیں گے اور کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں اتریں گے (چرواہا) ان کے پاس ان کے جانور شام کو لائے گا ایک حاجتمند شخص (سوال کے لئے) آئیگا وہ کہیں گے کل آنا اللہ تعالیٰ رات میں ان کو ہلاک کر دیں گے اور اس پہاڑ کو گرا دیں گے اور دوسرے کچھ (لوگوں) کو بندر اور سور کی شکل میں قیامت تک کے لئے مسخ کر دیں گے۔

روایت کیا اس کو بخاری نے۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشین گوئی اپنی امت کے کچھ ایسے لوگوں کا حال بیان فرمایا جو بعد میں آنے والے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے یا تو ان محرمات کو حقیقتاً اعتقادی طور پر حلال سمجھ لیں گے یا ان محرمات میں اسطرح مبتلا و مشغول ہو جائیں گے جیسا کہ ان کے حرام ہونے کا خیال بھی ان کے دل میں نہیں ہے ایسا معلوم ہو گا کہ ان لوگوں نے اس کو حلال سمجھ لیا ہے۔ بخاری شریف کی اس روایت سے معازف یعنی گانے بجانے میں کام آنے والے تمام باجوں کی حرمت صراحتاً ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ حدیث پاک میں امت کے کچھ لوگوں کے بارہ میں چار چیزوں کے حلال سمجھنے کی پیشین گوئی ہے حلال سمجھ لینا کسی چیز کے لئے اسی وقت کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ پہلے سے حرام ہو

زنا اور مردوں کے لئے ریشمی کپڑے کا استعمال اور شراب کی حرمت آیات قرآنی اور دوسری احادیث شریفہ سے صراحتاً ثابت ہے اور یہ تینوں چیزیں بالاتفاق حرام ہیں اس حدیث پاک میں ان تینوں کے ساتھ چوتھی چیز معازف کو بھی شامل فرمایا جس سے معازف کی حرمت بھی صراحتاً ثابت ہو گئی اس لئے کہ جب چند چیزوں کو جمع کر کے کوئی حکم لگایا جاتا ہے تو پورے مجموعہ کے ہر ہر فرد کا ایک ہی حکم ہوتا ہے انمیں سے کسی ایک کو علیحدہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور کچھ لوگ پہاڑ کے دامن میں آکر ٹھہریں گے چرواہا شام کے وقت جب ان کے جانور ان کے پاس لائے گا اس وقت کوئی مانگنے والا آکر سوال کرے گا یہ لوگ اس کو کچھ نہ دیں گے اور کہیں گے کل آنا کل آنے بھی نہ پائے گی رات ہی میں اللہ تعالیٰ ان کو پہاڑ گرا کر ہلاک کر دیں گے اور کچھ کو قیامت تک کے لئے بندر اور سور کی شکل میں مسخ کر دیں گے نعوذ باللہ من غضب اللہ قیامت کے قریب مسخ وخسف کے واقعات پیش آنے والے ہیں جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے اب قرب قیامت ہے اللہ ہی اپنے رحم وکرم سے ہم سب کو اپنے حفظ وامان میں محفوظ رکھے آمین۔ **مُروّجہ** گانے بجانے بالاجماع حرام ہیں قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے ان کی حرمت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے اور ان میں علاوہ دوسرے منکرات ومحرمات کے بالضرور ایسا لہو ولعب ہونا پایا جاتا ہے جو ذکر اللہ اور عبادت الٰہی سے غافل کر دے اور ان میں دینی و دنیوی کوئی بھی نفع نہیں اور معاصی میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہیں اور ایسا کوئی بھی لہو ولعب شراب اور جوئے کی طرح بالاتفاق حرام ہے اور جو لہو ولعب دین سے گمراہ ہونے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے وہ تو کفر ہے جیسا کہ ارشاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (ترجمہ) اور ایک وہ لوگ ہیں جو خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اس کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لَهْوَ الْحَدِيْثِ کی تفسیر غِنَا (گانا) سے کی ہے فرمایا هُوَ وَاللّٰهِ الْغِنَا خدا کی قسم اس سے مراد گانا ہی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ کی تفسیر شِرَاءُ الْمُغَنِّيَةِ (گانے والی عورت کا خریدنا) سے کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے لَهْوَ الْحَدِيْثِ ہر وہ چیز ہے جو کہ اللہ کی یاد اور عبادت سے ہٹانے والی ہو مثلاً قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔

جو لہو دین اسلام سے پھر جانے یا پھیر دینے کا موجب ہو وہ حرام بلکہ کفر ہے اور جو احکام

افعال وخواص بیان کیئے ہیں اہل عرب تو اس کے بہت ہی مداح ہیں اور عام طور پر اس کو حبۃ البرکہ کہتے ہیں۔ کمون اسود اور کمون ہندی بھی اس کو کہا جاتا ہے فارسی میں شونیز اور اردو میں کلونجی کیساتھ مشہور ہے گہرے سیاہ رنگ چھوٹے چھوٹے بیج ہیں تخم پیاز کے مشابہ ذائقہ پھیکا مگر کچھ تلخی لئے ہوئے تیز ہوتا ہے چکنے پن کے ساتھ۔ مزاج کے بارہ میں دو قول ہیں۔ دوسرے درجہ میں گرم وخشک تیسرے درجہ میں گرم وخشک دو قول ہونے کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہے بھی تو اس کے اعتبار سے معمولی گرم وخشک ہے اسی لئے دوسرے درجہ میں کہنے والے تیسرے درجہ میں گرم وخشک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکے بہر حال گرم وخشک ہے اور اچھی خاصی متوسط درجہ کی گرم وخشک ہے سرد بیماریوں میں تو اس کی افادیت ظاہر ہے اور گرم بیماریوں میں اس کا پر نفع ہونا اس کی اس خصوصیت خاصہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اسمیں پوشیدہ رکھی ہے اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ادویہ کے خصوصی فوائد حار وبارد رطب ویابس کی سطح سے بالاتر ہونا اطباء کے نزدیک مسلم ہے۔ گرم وخشک بیماریوں میں اور گرم مزاجوں میں خصوصاً مناسب حال ٹھنڈی اور تر چیزوں سے اصلاح وتعدیل کر کے استعمال کرنا چاہئے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ قال کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ الْقِثَّآءَ بِالرُّطَبِ (شمائل ترمذی) حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو رطب کھجور کے ساتھ استعمال فرماتے تھے رطب اس کھجور کو کہا جاتا ہے کہ کچھ کچی اور کچھ پکی ہو (گدری) پوری طرح پختہ نہ ہو رطب گرم وخشک ہے رطوبت فضلیہ کے ساتھ اور ککڑی سرد وتر ہے۔

دوسری حدیث پاک عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَانَ یَاْکُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ۔ (شمائل ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو رطب کھجور کیساتھ استعمال فرماتے تھے شمائل ترمذی۔

اور شیخ شمس الدین دمشقی فرماتے ہیں۔ روی أبو داؤد والترمذی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّہٗ کَانَ یَاْکُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ وَیَقُوْلُ یَدْفَعُ حَرُّ ھٰذَا بَرْدُ ھٰذَا وَبَرْدُ ھٰذَا حَرُّ ھٰذَا۔ (حاشیہ شمائل ترمذی) ابو داؤد وترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز رطب کیساتھ استعمال فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ اس کی گرمی اُس کی ٹھنڈک سے دور ہو جائیگی اور اُس کی ٹھنڈک اس کی گرمی سے دور ہو جائے گی رطب گرم ہے اور تربوز ٹھنڈا رطب کی گرمی تربوز کی ٹھنڈک سے اور تربوز کی ٹھنڈک رطب کی گرمی سے دور ہو جائے گی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت میں اپنے اس معمول کی وجہ بیان فرمائی جس سے پوری طرح واضح ہو گیا کہ نقصان دہ گرمی اور ٹھنڈک کی ایک دوسرے سے اصلاح اور تعدیل کر کے استعمال کرنا چاہیئے مبادا نقصان دہ گرمی یا ٹھنڈک بڑھ کر امراض کا سبب نہ بن جائے اطباء نے بھی اسی تعدیل واصلاح کے طریقہ کو اختیار کیا ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول سے اطباء کے لئے امراض وعلاج وادویہ کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل ہونے کے ساتھ ان کے طریق علاج کی بھی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ اطباء کا یہ طریق علاج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے بابرکت ہے اسمیں خیر کثیر ہے۔ اطباء علاج بالضد کے قائل ہیں۔ غیر مادی امراض کا علاج صرف تعدیل واصلاح ہی سے ہو جاتا ہے یعنی اگر گرمی پہنچنے کی وجہ سے کوئی بیماری پیدا ہوئی تو اسی گرمی کے اندازہ کے مطابق ٹھنڈک پہنچا دینے سے بیماری کا علاج ہو جائے گا۔ اسی طرح ٹھنڈک کی وجہ سے اگر کوئی مرض پیدا ہوا تو حال کے مطابق گرمی پہنچانے سے اس کا علاج ہو جائے گا اور امراض مادیہ میں اولاً مادہ کا تنقیہ یعنی فاسد مادہ کا نکالنا ضروری ہے پھر تعدیل مزاج اور تقویت کی ضرورت پیش آتی ہے مادہ کے تنقیہ کے سلسلہ کی ہدایات بھی احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں جیسا کہ ترمذی وابن ماجہ میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سَاَلَھَا بِمَ تَسْتَمْشِیْنَ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قال حَارٌّ جَارٌّ قالت ثُمَّ اسْتَمْشَیْتُ بِالسَّنَاءِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم لَوْ اَنَّ شَیْئًا کَانَ فِیْہِ الشِّفَآءُ مِنَ الْمَوْتِ لَکَانَ فِی السَّنَا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کس چیز کا جلاب لیتی ہو انہوں نے عرض کیا شبرم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخت گرم ہے وہ کہتی ہیں کہ بعد میں میں نے جلاب سنا کے ساتھ لیا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی ایسی چیز ہوتی جسمیں موت سے شفاء ہوتی تو وہ سنا میں ہوتی شبرم ایک قسم کی دودھ دار گھانس ہے جو بہت تیز گرم اور زہریلی ہے سم قاتل ہے اور تیز جلاب ہے مقدار قلیل بوقت ضرورت شدید مستعمل ہے۔ حدیث پاک سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فاسد مادہ کو نکالنے اور اعضاء بدن اور خون کو صاف کرنے اور رکھنے کے لئے جلاب مسہل کا دستور تھا اسی کے مطابق حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم جلاب کے لئے کیا دوا استعمال کرتی ہو اس کے جواب میں

طبی علاج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ اصول کے عین مطابق ہے

انہوں نے شُبرُم دوا کو بتایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سخت گرم ہے اس لئے انہوں نے اس مقصد کے لئے اس کے بجائے سنا کا استعمال کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کی صرف تصویب ہی نہیں بلکہ اس کا بہت ہی پُر نفع ہونا بیان فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی چیز کے استعمال سے موت سے شفا ہو سکتی تو سنا ایک ایسی دوا ہے جس سے موت سے شفا ہو جاتی معلوم ہوا کہ علاج معالجہ کے سلسلہ میں سنا کا بہت اونچا مقام ہے۔ آج بھی اہل عرب میں جلاب لینے کا دستور ہے اور اس مقصد کے لئے سنا مع بعض دوسری ادویہ پکا کر پی جانے والی پڑیہ کی صورت میں شربہ کے نام سے عطاروں کی دکانوں سے ملتی ہے اور اہل عرب موسم کی تبدیلیوں میں خصوصاً بدن کے تنقیہ اور صفائی کے لئے اور شدید قبض کو دور کرنے کے لئے عموماً اس کو استعمال کرتے ہیں اور اطباء کے یہاں بھی مسہل اور جلاب کی دواؤں میں اس کا اولین درجہ ہے کوئی شاذ و نادر ہی مسہل کا نسخہ اس سے خالی ہوگا اور امراض مزمنہ پرانے اور بہت دیر میں جانے والے امراض چونکہ عموماً مادہ سے خالی نہیں ہوتے۔ اطباء کے یہاں منضجات و مسہلات کے ذریعہ ان کا علاج کیا جاتا ہے جو کہ اکثر کامیاب ہے اور عموماً مریض ٹھیک ہو جاتے ہیں لیکن اس مشینی دور میں عام لوگوں کو اس لمبے اور دیر طلب علاج صبح و شام دوا پکا پکا کر کڑوے کسیلے بھرے بھرے پیالے پینے اور جلاب لے کر گھر پڑے رہنے کی فرصت کہاں اس لئے اکثر اس کے فوائد سے محروم رہتے ہیں مع ہذا ایسے لوگوں کی بھی کچھ کمی نہیں جو کہ اس طریقہ علاج کو اپنے امراض کے دفعیہ کا شافی علاج سمجھتے ہیں اور سب کچھ برداشت کرتے ہیں اور وہ اس کے فوائد سے بہرور ہوتے ہیں اور باذن اللہ شفایاب ہوتے ہیں۔

حبۃ السودا کی دوائی قوت اگر بحفاظت رکھا جائے سات برس تک باقی رہتی ہے اس کے بعد جتنا پرانا ہوگا اسی قدر قوت کم ہوتی جائے گی ستارہ مریخ سے اس کو نسبت حاصل ہے۔ خناق دوران سر اور گردہ کے لئے مضر ہے سرکہ میں بھگونا اور کتیرا، دھنیا، مغز کدو، تربوز اور اشیاء سرد و تر اس کی اصلاح ہو جاتی ہے بعض اطباء کا یہ گمان کہ کثرت استعمال اس کی مہلک ہے یہ قول جمہور اطباء کے خلاف ہے کوئی بھی اس کی سمیت کا قائل نہیں تریاقیت کے قائل ہیں اور انتہائی زیادتی اور بے قاعدگی کسی بھی چیز کی مہلک ہو سکتی ہے حقیقت یہ ہے کہ بے قاعدہ تریاق کا استعمال بھی زہر ہو جاتا ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے اپنے فوائد خاصہ میں بے بدل ہے عمومی فوائد کے لئے انیسون ہموزن اور تخم شبت (سونے کے بیج) نصف وزن کو اس کے بجائے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

افعال وخواص

افعال وخواص کے لکھنے میں علاوہ عربی، فارسی، اردو خواص ادویہ مفردہ کی کتابوں اور اپنی ادنیٰ معلومات و تجارب کے علامہ ابن بیطار ماہر نباتات کی کتاب "الجامع لمفردات الادویہ والاغذیہ" پیش نظر رہی علامہ ابن بیطار کی یہ کتاب اہل ہند و اہل مصر قدما اور تحقیقات اطباء اسلام مثل علامہ فخرالدین رازی اور شیخ بو علی سینا اور معلومات اطباء اندلس مثل ابن جلجل و ابن وافد پر مشتمل ہے اطباء قدیم خصوصاً اطباء ہند و عرب حبۃ السودا کے مندرجہ ذیل افعال وخواص بیان کرتے ہیں۔

مدر بول وحیض مخرج جنین وشیمہ محلل اورام کاسر ریاح بواسیر و یرقان کو مفید دافع اوجاع ہے۔ پیشاب وحیض کو جاری کرتی ہے زندہ و مردہ بچے اور اس کے متعلقات کو پیٹ سے نکال دیتی ہے۔ دودھ کو بڑھاتی اور صاف کرتی ہے اور اس کے قوام کو معتدل بنا دیتی ہے۔ ہر قسم کے ورموں کو تحلیل کرتی ہے۔ ورم رحم اور اکثر امراض رحم میں بہت فائدہ پہنچاتی ہے یہاں تک کہ مرض اسقاط میں باوجود مخرج جنین ہونے کے حابسات خون اور محافظ جنین ادویہ کیساتھ اگر حبۃ السودا کے گرم مزاج میں تین دانہ اور سرد مزاج میں پانچ دانہ ملا کر استعمال کئے جائیں تو اس کی قوت نفوذ اور تریاقیت اور جاذب رطوبات دافع اوجاع و مقوی اعصاب اور مخصوص شفائی تاثیر کیوجہ سے حابس ادویہ کا جلد نفع ظاہر ہوگا جریان خون اور عوارض اسقاط درد وغیرہ جلد دور ہو کر اگر اپنی جگہ صحیح طریقہ پر رکنے کی کچھ بھی گنجائش ہے تو انشاء اللہ حمل ضائع ہونے سے محفوظ رہے گا بصورت دیگر چونکہ صحت و شفا ہی صفائی ہونے میں ہوتی ہے اور طبیعت مدبرہ بھی ٹھہرنے نہیں دیتی بسا اوقات حمل ضائع ہی ہو جایا کرتا ہے اس صورت میں طبیعت کی اعانت اور صفائی کی تدبیر کی ضرورت ہے اس کے لئے حبۃ السودا تین ماشہ سے پانچ ماشہ تک تنہا یا دوسری صفائی کرنے والی ادویہ کیساتھ ملا کر پانی میں پکا کر چھانکر شہد سے میٹھا کر کے پلانا چاہئیے لیکن یہ سب کچھ طبیب کی رائے سے ہونا ضروری ہے۔

کلونجی ریاح خارج کرتی اور نفخ و قراقر کو جلد دور کر دیتی ہے۔ قبض کشا ہے اور بواسیر کی شدت تکلیف اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے اور یرقان کی دونوں قسموں اصفر و اسود کے لئے مفید ہے مناسب بدرقات کیساتھ جملہ اقسام کے دردوں کو دور کرتی ہے۔ اخلاط کی منضج ہے کھانسی دمہ سانس کی تنگی اور سینہ کے درد کو دور کرتی ہے متلی اور قے اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ اسمیں قوت تریاقیہ ہے جس کی وجہ سے ہر قسم کے زہریلے اثرات اور ہر قسم کی تعفنی کیفیات اس سے دور

ہو جاتی ہیں اور بہت سے امراض اس کے استعمال سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ استسقا اور قولنج میں اس کا پلانا اور لیپ لگانا مفید ہے۔ پیٹ کے درد کو دور کرتی ہے اور کھٹی ڈکاروں کو بند کر دیتی ہے اور سرکہ کے ساتھ کھانے سے پیٹ کے کیڑوں کو نکال دیتی ہے اس کا سفوف نو ماشہ ہلکے گرم پانی کے ساتھ کھلانا دیوانہ کتے کے کاٹنے کے زہر کو دور کرتا ہے پانی سے ڈرنے سے پہلے پہلے اگر چند دن استعمال ہو جائے تو ہلکاؤ سے محفوظ رہتا ہے۔ سکنجبین کے ساتھ خاص طور پر چوتھیا اور بلغمی بخار کے لئے نافع ہے اور ہر قسم کے بخاروں میں ان کی مخصوص ادویہ کے ساتھ ملا کر دینے سے اس کی اپنی قوت نفوذ اور تریاقیت کی بنا پر اس کی دافع بخار اور شفائی تاثیر جلد ظاہر ہوتی ہے۔ شیخ بو علی سینا نے قرص کافور میں زعفران شامل کیا ہے جو بظاہر قرص کافور کے منافع اور فوائد کے منافی ہے اس لئے کہ قرص کافور شدت حرارت دور کرنے کے لئے مستعمل ہے اور زعفران خوب گرم ہے اس ترکیب میں زعفران کا سریع النفوذ ہونا اس کی شمولیت کی خاص وجہ ہے۔ سنگ گردہ و مثانہ کو ریزہ ریزہ کر کے نکال دیتی ہے اور پیشاب کی تنگی اور رکاوٹ کو دور کر دیتی ہے موافق ضرورت کچھ دن مسلسل تنہا یا دوسری ادویہ کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جائے۔ حبۃ السودا کو تازہ حنظل کے پانی میں پیس کر پیٹ پر لیپ لگایا جائے تو پیٹ کے کیڑے جلد نکل جاتے ہیں۔ اور اگر انزروت کو پانی میں گھول کر مقعد میں اندر کی طرف لگائیں اور اس پر حبۃ السودا باریک پسا ہوا چھڑکیں تو بواسیر کی شدت تکلیف جلد ہی دور ہو جاتی ہے۔ اور اس کو جلا کر آب مورد کے ساتھ پلانا بواسیر کے دفعیہ کے لئے بے مثل ہے۔ سرکہ میں تر کر کے سونگھنا درد سر بارد فالج اور لقوے کے لئے مفید ہے۔ اس کا تیل خاص طور سے لقوے کے لئے تین قطرے ناک میں ڈالنا مفید ہے۔ اس کے تیل کی مالش دردوں کو دور کرتی ورموں کو تحلیل کرتی اور مقوی اعصاب ہے تقویت عضو مخصوص اور تحریک کے لئے بھی مفید ہے۔ حبۃ السودا کے سات دانے آدھی چمچی گائے کے دودھ میں پیس کر ناک میں ڈالنا یرقان میں آنکھ کی بڑھی ہوئی زردی کو جلد دور کرتا ہے اس کو باریک پیس کر بطور ناس سونگھنی ناک میں پہنچانا اور آنکھ میں سرمہ کے طور پر لگانا ابتدا نزول الماء (موتیا بند) میں فائدہ پہنچاتا ہے ہم وزن دھنیے کے ساتھ پانی میں پیس کر پیشانی پر ضماد کرنا گرم درد سر کو دور کرتا ہے اور وجع المفاصل (جوڑوں کے درد) میں اس کو پیس کر شہد کے ساتھ ملا کر کھانا اور پانی میں پیس کر لیپ لگانا بہت مفید ہے اور سرکہ میں پیس کر اس کا ضماد بہق برص، داد اور خارش کو دور کرتا ہے۔ کلونجی کہنہ اور سخت ورموں کو بھی تحلیل کر دیتی ہے اس مقصد کے لئے اس کا کھلانا اور لیپ لگانا دونوں ہی مفید ہیں یہاں تک کہ سرطان (کینسر) میں بھی مفید ہے۔ کلونجی ہم وزن سرپھوکہ کے ساتھ خشک پیس کر رکھیں یہ سفوف دو ماشہ لے کر صبح

و شام گائے کا دودھ ایک پاؤ شہد خالص ڈیڑھ چمچی چائے والی اسمیں ملا کر دوا کھا کر دودھ پی لیا کریں انشاءاللہ فائدہ عظیم ہوگا سرطان ورم کینسر اگر باہر سے نظر آتا ہے تو کلونجی ایک حصہ برگ حنا یعنی مہندی کے خشک پتے دو حصہ مکوہ سبز کے پانی بقدر ضرورت میں پیس کر روزانہ ایک مرتبہ لیپ لگایا کریں مکوہ سبز نہ ملنے کی صورت میں سادہ پانی میں پیس کر لگائیں۔

اور کلونجی ۵ گرام بھون کر باریک پیس کر زیتون کے تیل بیس گرام میں بھگوئیں اس تیل کے مصفی تین قطرے ناک میں ڈالنا اس زکام کے لئے بیحد مفید ہے جسمیں چھینکیں بکثرت آتی ہیں۔ کلونجی لگی گرما گرم روٹی کی خوشبو بھوک بڑھاتی اور کھانے سے جلد ہضم ہو جاتی ہے عرب ہند و پاک میں اس کا دستور بھی ہے۔ اچار چٹنیوں اور بعض سالنوں میں ہند و پاک میں خاص طور پر طبی فوائد کے پیش نظر اس کو شامل کرنے کا دستور چلا آتا ہے۔ یہ کچھ مختصراً وہ فوائد عامہ ہیں جو اکثر اطباء بیان کرتے ہیں اور خواص مفردات کی کتابوں میں ملتے ہیں خاص خاص اطباء کے مخصوص تجربات اس کے علاوہ ہیں اور اگر اطباء و ڈاکٹر صاحبان اسپر مزید تجربات و ریسرچ کریں تو انشاءاللہ اس کی شفائی تاثیر کے وہ انکشافات سامنے آئیں گے جن کا ابھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مقدار خوراک : سرد مزاجوں کو جوشاندہ یعنی پانی میں پکا کر پلانے کی صورت میں تین ماشہ سے پانچ ماشہ تک اور گرم مزاجوں کو ایک ماشہ سے دو ماشہ تک۔ سفوفاً یعنی پیس کر تنہا یا شہد میں ملا کر دینے کی صورت میں سرد مزاجوں میں ایک ماشہ سے دو ماشہ تک اور گرم مزاجوں میں آدھے ماشہ سے ایک ماشہ تک بچوں کو ان کی عمر کے لحاظ سے ایک رتی سے پانچ رتی تک استعمال کرائیں کمزوروں کے لئے ان کے ضعف کے اعتبار سے مقدار کم کریں۔ اگرچہ بہت سے شہروں اور دیہاتوں میں بطور گھریلو دوا کے بادی اور سردی کے دردوں کو دور کرنے کے لئے عام طور پر استعمال کی جاتی ہے اور نفع بخش ثابت ہوتی ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ خاص معالجات میں کسی اچھے طبیب کے مشورہ سے استعمال کریں کہ اس صورت میں نفع عاجل کی امید ہے اور غلط طریقہ پر استعمال ہو کر نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہے اور اگر مشورہ طبیب میسر نہ ہو تو ہر قسم کی ٹھنڈی بیماریوں میں آدھے ماشہ سے ایک ماشہ تک تنہا یا شہد کے ساتھ ملا کر تازے پانی سے استعمال کریں اس سے زیادہ بغیر مشورہ طبیب مناسب نہیں اور ہر قسم کی گرم بیماریوں میں حبۃ السودا سات دانہ، دھنیا گیارہ دانہ کیساتھ یا مغز تربوز سات دانہ کے ساتھ یا مغز کدو پانچ دانہ کیساتھ ٹھنڈے پانی یا گائے یا بکری کے دودھ کے ساتھ دن میں صرف ایکبار استعمال کریں وقتی طور پر اس طرح کرنے سے انشاءاللہ ضرر کا اندیشہ نہیں موقع ملنے پر مناسب ہے کہ طبیب سے مشورہ کر لیں

مرض اور حال مریض وغیرہ کے مطابق دوا تجویز ہو کر استعمال کرنے سے انشاء اللہ زیادہ نفع ہونے کی امید کہ طبیب امراض و معالجات کے ہر پہلو سے واقف اور ان کے نشیب و فراز کو خوب جانتے ہیں اور عام طور پر دوسروں کو وہ معلومات نہیں ہوتیں اس لئے بہت ضروری ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ پر عمل کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم وعلم اللہ اکمل واتم۔

دین میں نئی بات نکالنا مردود ہے اور بدعت گمراہی ہے

(حدیث-۲۲) عن عائشة رَضِيَ اللّٰه تعالی عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ وفي روايةٍ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔ رواہ مسلم

باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمارے دین میں اپنی طرف سے کوئی ایسی بات نکالی جو دین میں نہیں ہے تو اس کی بات مردود ہے اور ایک روایت میں ہے جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں ہے تو اس کا وہ عمل مردود ہے۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

فائدہ: شریعت اسلام میں کوئی شخص ایسی عبادت یا رسم نکالے جو دین میں نہ ہو یعنی جسکی قرآن کریم و حدیث شریف و سنت خلفاء راشدین اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں کوئی اصل و سند نہیں ملتی اس کی وہ بات ہرگز مقبول نہ ہوگی مردود ہے اور منہ پر مارے جانے کے قابل ہے۔ دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کرنا جو حقیقتاً دین میں نہیں ہے اس کو دین مان کر ضروری اور باعث ثواب سمجھ کر کرنا بدعت کہلاتا ہے جیسے ہند و پاکستان میں میت کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ، دسواں چہلم اور ایصال ثواب کے کھانے پر فاتحہ اور پیروں کے مزار پر روشنی اور عرس اور مزارات کا غسل، شبرات کا ملوا اور محرم کا علیم وغیرہ بہت سی بدعات وغیرہ رائج ہیں کہ ان کو مذہبی امور سمجھا جاتا ہے حالانکہ شریعت میں ان کا کہیں ثبوت نہیں ملتا اور ان کو باعث ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے اور تاریخ و وقت کی ایسی سخت پابندی کیساتھ کیا جاتا ہے کہ کتنے ہی فرائض و واجبات چھوٹ جائیں چاہے قرض پر قرض لینے کی نوبت ہو تیجے دسویں میں مال میت سے خرچ کر کے ورثاء خصوصاً نابالغوں کے حقوق ضائع ہو جائیں کوئی پرواہ نہیں لیکن اپنے وقت پر ان کا کرنا ضروری ہے عرس کے موقعہ پر تو ایسے شرمناک گناہ بھی سننے میں آتے ہیں کہ الامان والحفیظ اور عمومی طور پر تقریباً سب ہی بدعات میں بدعت کے

بہت بڑے گناہ کے علاوہ بہت سے مزید معاصی اور گناہ لازمی طور پر ہو جاتے ہیں۔ یہ بدعات اور دین میں نئی نئی باتیں نکالنا مختلف شہروں اور مختلف ملکوں میں جداگانہ ہیں اور ان کے نام بھی مختلف ہیں ان کا نام بنام شمار کرنا بھی آسان نہیں اس لئے اصولی طور پر اس کا خیال رکھیں کہ جہاں کہیں بھی کوئی نئی بات ہوتی دیکھیں اس کو مندرجہ بالا شرعی کسوٹی پر پرکھیں اگر قرآن و حدیث سے اس کے صحیح ہونے کا ثبوت ملتا ہے جسکی عامۃ الناس کے لئے علامت یہ ہے کہ جماعت علماء حقہ و مشائخ متبعین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر اس کو خود کرتے ہوں یا اس سے منع نہ کرتے ہوں تو سمجھ لیں کہ یہ بدعت میں داخل نہیں اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کا ثبوت نہیں ملتا اور علماء حقہ اس سے منع فرماتے ہیں تو پھر اس سے خود بچئے اپنے بھائیوں کو بچائیے اور اس کو پوری طرح سمجھانے کی حسن تدبیر سے کوشش کیجئے کہ بدعت کا گناہ دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور اس کے نتائج بھی زیادہ خطرناک کہ ضلال و گمراہی تک نوبت پہنچی ہے دیکھ لیجئے کہ مزارات پر ہونے والی بعض بدعات شرک کے قریب تر پہنچی ہوئی ہیں ان سے بہت بچنے کی ضرورت ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اما بعد فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ بعد حمد و ثنا کے بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت کا راستہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہدایت ہے اور بدترین چیز وہ ہے جو نئی نکالی گئی ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ بدعت لغت میں ہر نئی چیز کے ظاہر ہونے کو کہتے ہیں لیکن شریعت میں دین میں نئی نئی چیزیں نکالنا بدعت کہلاتا ہے یعنی دین میں نئی نئی باتیں نکال دینا اور ان کو دین سمجھنا بہت ہی بدترین چیز ہے یہی حقیقت میں بدعت کہلاتا ہے اور ہر ایسی بدعت گمراہی ہے جیسا کہ حدیث بالا مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ سے اس کی تائید ہوتی ہے مَنْ اَحْدَثَ یعنی جس نے نئی بات نکالی فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا یعنی ہمارے اس دین میں مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی جو دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہر نئی بات نکالنا ضلالت و گمراہی نہیں بلکہ دین میں نئی بات نکالنے کا یہ حکم ہے اور ایسی نئی چیزیں نکالنا اور ایجاد کرنا جن سے دین کا کوئی تعلق نہ ہو ان کو بدعت نہیں کہا جاتا اور ان کا اچھا اور برا ہونا ان کے احوال کے مطابق ہے ان نئی چیزوں کی جو کیفیت اور ان کے جو منافع و مضار ہوں گے اس اعتبار سے ان کا حکم ہوگا لیکن دین میں ہر قسم کی نئی چیزوں کے نکالنے کا وہی مذکورہ بالا حکم یعنی ضلالات و گمراہی ہے۔ اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ دین کے سمجھنے سمجھانے اور

اس کے تحفظ وبقا اور دین کے مفاد کے لئے جو نئے طریقے اور نئی تدبیریں اختیار کی جائیں وہ دین میں نئی چیزوں کے نکالنے کے حکم میں ہرگز داخل نہیں لِلدِّیْنِ اور فِی الدِّیْنِ کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے لِلدِّیْنِ کا مطلب کسی دینی ضرورت کی وجہ سے دین کے فائدے کے لئے کوئی نیا طریقہ اور نئی مباح تدبیر اختیار کرنا جیسا کہ قرآن کریم متفرق اجزا المخطوطہ ومحفوظہ کو مصحف کی صورت میں یکجا کر کے مرتب کیا گیا اور قرآن کریم اور حدیث شریف کو صحیح طریقہ پر سمجھنے اور سمجھانے کے لئے صرف ونحو ادب ولغت وتجوید کا پڑھنا پڑھانا مکاتب ومدارس وجامعات کا قیام اور دینی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لئے کلیات کا قیام جیسے کلیۃ القرآن کلیۃ الحدیث کلیۃ الشرعیہ وغیرہ اور قرآن کریم ترتیل وتجوید وخوش الحانی کے ساتھ تلاوت کا ذوق وشوق بڑھانے کے لئے مسابقہ ومقابلہ وغیرہ۔ اور مشائخ حقہ متبعین سنت صوفیاء کرام کا احسان کے حصول کے لئے (جو درحقیقت عبادت کی روح ہے) اپنے مریدین کو بطور علاج مختلف اذکار واشغال سری وجہری اثبات ونفی پاس انفاس وذکر قلبی وغیرہ مخصوص طریقہ سے خاص تعداد میں تلقین کرنا اور ورد کرانا بدعت میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ یہ دین میں نئی بات نکالنا اور دین میں اضافہ کرنا نہیں بلکہ دینداری کے لئے ایک بہت اہم چیز جس کی اہمیت حدیث جبریل سے خاص طور پر معلوم ہوتی ہے یعنی کیفیت احسانی کو حاصل کرانا ہے اور اس کے حاصل ہونے کے لئے یہ مشائخ وصوفیا حضرات بحیثیت معالج ومصلح کے اپنے زیر تربیت مریدین کے لئے ان کے احوال کے مطابق مختلف طرق سے ذکر الٰہی کراتے ہیں جو خود بھی مقصود ہے خلاف شریعت سے اسمیں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور جو مشائخ کوئی ادنیٰ طریقہ بھی خلاف شریعت عمل میں لاتے ہیں وہ یقیناً مذموم ہے اور ایسے مشائخ مشائخ حقہ میں داخل نہیں۔ اور فی الدین کا مطلب دین میں ایسی چیز داخل کرنا جو دین میں تو ہے نہیں مگر اس کو دین مان کر بطور اضافہ دین میں شامل کرنا جیسا کہ ایصال ثواب کے لئے ایک خاص طریقہ پر فاتحہ خوانی تیجہ، دسواں وغیرہ جیسا کہ گذر چکا۔ حدیث پاک میں فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا لفظ فی کے ساتھ فرمایا گیا ہے یعنی دین میں اور دین کے اندر نئی چیزیں داخل کرنا مراد ہیں۔ مذموم ومردود ضلالت وگمراہی والی وہ چیزیں ہیں جن کو دین میں اپنی طرف سے پیدا کر کے بطور اضافہ دین کے اندر داخل کر دیا جاتا ہے اور ان کو باعث ثواب سمجھا جاتا ہے حالانکہ ایسا کرنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے بڑے بڑے گناہوں کے مقابلہ میں اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں اور صرف اپنے ہی کرنے کا گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی اس جاری کردہ بدعت میں جتنے لوگ مبتلا ہوں گے وہ گنہگار ہوں گے اور ان سب کے کرنے کا مجموعی گناہ بھی اس تنہا کو ہوتا رہے گا۔ کاش یہ کسی متروک ومردہ سنت کو زندہ کرتا تو بہت بڑے اجر کا مستحق ہوتا اور اس سنت

پر عمل کرنے والوں کا مجموعی اجر وثواب بھی اس کو ہمیشہ ملتا رہتا جیسا کہ ترمذی نے بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِّنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ ضَلَالَۃً لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ مِنَ الْاِثْمِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کسی نے میری ایک ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد (چھوڑ دی گئی تھی) مردہ ہو چکی تھی تو اس کو اس سنت پر عمل کرنے والے ہر شخص کے برابر اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا اور جس کسی نے ایسی گمراہی کی بدعت نکالی کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہیں تو اس پر گناہ ہے ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر جنہوں نے اس پر عمل کیا اور اس سے ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ کم نہ ہوگا۔ **بدعت** کا ناقابل تلافی نقصان اور وبال یہ ہے کہ بدعتی کو توبہ کی توفیق بہت کم ہوتی ہے اس لئے کہ وہ اپنے اس عمل کو دینی کام اور باعث ثواب سمجھے ہوئے ہوتا ہے اور کسی کے سمجھانے سے عام طور پر اس کی سمجھ میں بھی نہیں آتا جب وہ گناہ ہی نہیں سمجھتا تو پھر توبہ کیسی اور واقعہ یہ ہے کہ اس کے دین میں اپنی طرف سے نئی بات نکالنے کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ دین میں یہ نئی بات نکالنے والا دین میں کچھ کمی سمجھتا ہے اگرچہ زبان سے نہیں کہتا اس کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں یہ بات ہونی چاہیئے اسی لئے تو وہ دین میں یہ اضافہ کر رہا ہے حالانکہ دین مکمل ہے اور اسمیں کسی اضافہ کی کوئی گنجائش نہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا میں نے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین (ترجمہ شیخ الہندؒ) یعنی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بالکل مکمل فرما دیا اور اپنی نعمت خاصہ کا اتمام اور تکمیل فرما دی اور تمہارے لئے صرف دین اسلام کو پسند فرمایا اللہ کا منتخب وپسندیدہ دین جس کے کامل ومکمل ہونے کا اعلان بھی ہو چکا یہ بدعتی شخص اپنے قصور فہم سے اس کو ناقص سمجھتا ہے اور اسمیں اضافہ کر کے گویا اس کے نقصان وکمی کو پورا کرتا ہے یہ کتنی بڑی ضلالت وگمراہی کی بات ہے اور کس قدر بڑا گناہ اور کسقدر خطرناک ہے۔ نیز یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروریات دین کو بہت واضح طور پر قولاً وفعلاً اپنے ارشادات سے بیان اور اعمال سے کر کے دکھا دیا جسمیں کسی طرح کا بھی خفا نہیں ہے اب کسی کا اسمیں اپنی طرف سے زیادتی کرنا اور نئی نئی چیزیں نکال کر دین میں بڑھانا

یہ گویا سنت کے مقابلہ میں اپنی نئی ایجاد کردہ چیز کو دین میں بڑھا کر پیش کرنا ہے اسطرح بدعت سنت کے مد مقابل اور مخالف ہو جاتی ہے۔ کسی سنت پر کسی مجبوری کی وجہ سے عمل نہ ہو سکنا اور بات ہے لیکن سنت مبارکہ کو چھوڑتے ہوئے نئے ایجاد شدہ طریقہ کو دین سمجھ کر اختیار کرنا نہایت خطرناک ہے بدعت سے بچنے کی ضرورت ہے یہ بہت بڑی شیطان کی چال ہے کہ اس نے جب دیکھا کہ بنی آدم گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں تو اس دشمنِ انسان نے ایک نہایت خطرناک گناہ پر دین کا لیبل لگا کر اور اجر و ثواب کا سبز باغ دکھا کر مسلمان کو بہکایا اور اس طرح دل میں جمایا کہ آسانی سے نکلتا بھی نہیں اور اس کو دینی کام باعث اجر و ثواب سمجھ کر دن رات کئے جاتا ہے اور اس کے گناہ ہونے کا اس کو شبہ بھی نہیں ہوتا کہ اس سے توبہ ہی کر سکے اس شیطانی چال کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے اور بہت ہی غور کرنے کا مقام ہے جس چیز کو دین سمجھ کر کیا جا رہا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا اور مرضی کے بالکل مخالف ہے اور بہت بڑا گناہ اور بے حد خسارہ کی بات ہے خدارا اس کو خوب سمجھ لیجئے اور سنت رسول اور سنت خلفاء راشدین اور عمل صحابہؓ میں دین کے متعلق جو چیزیں ملتی ہیں صرف انہی کو اپنائیے اور ان کے علاوہ دین میں جو نئی چیزیں داخل کر دی گئیں ہیں یا داخل کی جائیں ان سے پوری طرح بچئے اور دوسروں کو بچائیے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی اور خوشی کو اپنے ہر عمل میں اوّلِ درجہ دیجئے اور شیطانی مکر و فریب سے بچئے اور نفس و شیطان کے شرور سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیے اور توبہ و استغفار کو اپنا معمول بنا لیجئے اس کو ہرگز نہ بھولئے۔

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزءِ ایمان ہے

(حدیث ۔ ۲۳) وعن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ رواہ البخاری ۔ بخاری بحاشیہ سندی ص ۱۲ باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص بھی اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ کی محبت باپ بیٹے اور تمام لوگوں کی محبت پر غالب رہے۔

فائدہ: حدیث پاک میں لَا یُؤْمِنُ سے مراد نفس ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمال ایمانی کی نفی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (شہادتین) یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحدانیت کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں کے صدق دل سے اقرار لینے کے بعد ایمان کا تحقق ہو جاتا ہے اور مومن بن جاتا ہے بشرطیکہ موجبات ایمان و اسلام سے کسی واجب کا انکار نہ پایا جائے یہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے اہم ترین اصل اصول اور وسطی ستون اور رکن اولیٰ ہے اس کے بغیر تو دین اسلام کا قیام ہی ممکن نہیں اور باقی اسلام کے ارکان اربعہ (چار ستون) نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اس ثابت شدہ ایمان کو صحیح طریقہ پر قائم رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں اور حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ایمان ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے امور و احکامات ایمان و اسلام ہیں جو تکمیل ایمانی و کمال ایمانی حسن و خوبی اور زینت اسلام کے لئے ضروری ہیں۔ کمال ایمانی حاصل ہونے کے لئے سب سے اہم جزء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایسی محبت رکھنا ہے کہ دوسرے کسی بھی انسان کی محبت اس کے سامنے ہیچ ہو یہاں تک کہ والدین اور اولاد کے درمیان طبعی اور فطری طور پر سب سے زیادہ محبت ہوا کرتی ہے وہ بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور دوسرے رشتہ داروں کی محبت کا تو ذکر ہی کیا۔

اقسام محبت

محبت کی انواع واقسام متعدد اور اس کے درجات مختلف ہیں۔ محبت طبعی و فطری جس کو اضطراری و غیر اختیاری بھی اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ محبت ہر شخص کی طبیعت میں فطری طور پر منجانب اللہ ودیعت ہوتی ہے اسمیں اختیار کو کوئی دخل نہیں ہوا کرتا بلکہ غیر اختیاری طور پر انسان اس کے لئے مجبور ہے محبت کرنا بھی نہ چاہے تب بھی ہوتی ہے مختلف طبیعتوں میں کم و بیش تو ہوتی ہے لیکن ہوتی ضرور ہے اور دوسری محبتوں کے مقابلہ میں عام طور پر قوی ہوتی ہے اور اس کا منشا قرب ہوتا ہے جتنا کوئی اپنے سے زیادہ قریب ہے اتنی ہی زیادہ محبت ہوتی ہے الاقرب فالاقرب جیسا کہ رشتہ داروں کی محبت رشتہ داری کے قریب و بعید ہونے کی وجہ سے کم و بیش ہوا کرتی ہے اور چونکہ اولاد والدین کا ایک جزء ہوتی ہے اس لئے محبت بھی دوسروں کے مقابلہ میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور خود اپنی جان تو وہ بالکل ایسی ملی ہوئی ہے کہ کسی وقت علیحدہ ہی نہیں سب سے زیادہ قریب ہے اس لئے اپنی محبت اور زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ محبت عام طور پر تین وجہ سے ہوتی ہے۔ کبھی کسی کے جمال وخوبصورتی کی وجہ سے اور کبھی کسی کے کمال کی وجہ سے۔ اور کبھی کسی کے احسان کی وجہ سے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسا جمال و کمال عطا فرمایا کہ دونوں ہی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں حبیب رب العلمین ہونا مزید برآں ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بعد سید الکونین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے احسانات کی تو کوئی انتہا ہی نہیں سب سے بڑی نعمت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوئی وہ دولت عظمیٰ ایمانی ہے اور اسمیں دین و دنیا کی مکمل فلاح و کامیابی ہے اور ہمیشہ رہنے والی زندگی میں جنت کے عیش و آرام کا مدار اخروی نجات پر ہے اور وہ بغیر ایمان کے ممکن نہیں یہی ایک اتنا بڑا احسان ہے کہ دنیا و مافیہا کی سب نعمتیں مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور دین و دنیا کے ہر ہر شعبہ میں ایمان کے تقاضے اور اس کے متعلق کامیاب ہدایتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے ہم تک پہنچیں اور پوری امت کے ایسے ہمدرد و بہی خواہ و غمگسار کہ اپنی حیات مبارکہ میں اکثر اوقات اپنی امت کی فلاح و بہبودی کی کوشش اور سوچ و فکر فرماتے رہے اور قیامت کے ہولناک دن میں جبکہ کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا ہر شخص کو اپنی اپنی پڑی ہوگی بھائی، ماں، باپ، بیوی اور بیٹا ایک دوسرے سے بچتے اور بھاگتے ہوں گے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ س عبس پ عمّ۔ جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے ہر مرد کو انمیں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کے لئے کافی ہے۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) اس دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی نجات کی فکر لگی ہوگی اور ہم گنہگاروں کے سفارشی اور شفاعت فرمانے والے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے اور اپنی امت کے گنہگاروں کی خاص طور پر شفاعت فرمائیں گے انتہا ہے احسان کی بھی کہ جس وقت کوئی بھی کسی کے کام نہ آسکتا ہو آپ کیسا احسان عظیم فرمائیں گے۔ جَزَى اللّٰهُ عَنَّا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

غور فرمائیے اسباب محبت کے تینوں سبب ایک ہی ذات میں بدرجہ اتم جمع ہیں علاوہ ازیں حبیب اللہ ہونا تو سب سے اونچے درجہ کی بات ہے تقاضہ نقل کے ساتھ تقاضہ عقل بھی یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت بھی اس درجہ اتم و اکمل ہونی چاہیئے کہ دوسرے ہر شخص کی محبت پر غالب رہے یہاں تک کہ خود اپنی ذات کی محبت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہو جائے حدیث بالا کے ضمن میں امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ روایت کیا جاتا ہے بخاری شریف کتاب الایمان والنذر میں الفاظ روایت اس طرح ہیں۔ لَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ فَاِنَّكَ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ الْاٰنَ يَا عُمَرُ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جان کے سوا سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ رکھو گے مومن نہ ہو گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ قسم بخدا اس وقت آپ میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر اب مومن کامل ہو گئے۔

ایک شبہ اور اس کا حل: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا خیار امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دوسرا درجہ ہے جن کی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہت اونچے درجہ پر ہونا ان کی جانبازی و جاں نثاری کے اعلیٰ کارناموں کی وجہ سے اظہر من الشمس ہے یقیناً... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے نفس سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت تھی تو پھر ان کا یہ عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی جان کے سوا سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتا ہوں کچھ دل میں کھٹکتا ہے۔ اس کی یہ توجیہ کیجا سکتی ہے جو اقرب الی الصواب اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ ایسے حضرات کے نزدیک اپنے بڑے سے بڑے عمل کی بھی کوئی حقیقت اور قدر و قیمت نہیں ہوا کرتی اور ان حضرات پر رجا (امید) کیساتھ خوف کا بھی بیحد غلبہ ہوتا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا یہ مقولہ ہے کہ اگر یہ اعلان ہو کہ جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا سوا ایک شخص کے تو مجھے اپنے اللہ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ وہ شخص میں ہوں اور اگر یہ اعلان ہو کہ کوئی دوزخ میں داخل نہ ہوگا سوا ایک شخص کے تو مجھے اپنے اعمال سے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ میں ہی نہ ہوں بظاہر اس حدیث پاک کے سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کامل ایمان ہونے نہ ہونے کے خوف کا غلبہ ہوا ہوگا اور انہوں نے اپنے دل کو ٹٹولا ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری محبت کا کیا حال ہے غور کرنے سے ان کو اپنے نفس کے سوا اور سب سے زیادہ محبت ہونے کا تو پورا اطمینان ہو گیا لیکن غلبہ خوف سے اپنے نفس کے مقابلہ میں زیادہ محبت کے ہونے میں کوئی ادنیٰ شبہ اور وہم ہوا تو بے ساختہ اس کو اس طرح ظاہر فرمایا تاکہ آپ کچھ توجہ و ارشاد فرمائیں تو طمانیت قلبی حاصل ہو جائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے سنتے ہی مزید فکر ہوا محبت تو پہلے سے ہی ہے ادنیٰ غور و فکر پر اللہ تعالیٰ نے اس کو مستحضر فرما دیا اور شبہ دور ہو کر شرح صدر ہو گیا فوراً عرض کیا قسم بخدا اب آپ میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر اب مومن کامل ہو گئے۔ واللہ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

حدیث پاک میں اگرچہ کمال ایمانی کے لئے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبت کا ذکر

ہے مراد اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہی ہیں اس لئے کہ مقصود اصلی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی محبت ہے اور یہ تو ایمان باللہ کے لوازمات سے ہے اور اس کا درجہ تو اَوّلی ہے جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے اور ایسا معلوم تو مذکور کے حکم میں ہوا کرتا ہے یعنی بغیر ذکر کئے بھی سمجھا جاتا ہے۔ اوّلا محبت الٰہی ہر مومن پر ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور محبت ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اسوقت معتبر اور ذریعہ نجات ہوگی جبکہ اس محبت کا منشا ایمان باللہ ہو اگر بغیر ایمان باللہ اور کسی وجہ سے محبت ہوگی تو وہ بغیر ایمان باللہ معتبر نہیں اور اگر محبت ایمانی کے ساتھ دوسرے اسباب محبت بھی جمع ہو جائیں تو نُورٌ علی نور۔ اور ایمان باللہ اور محبت الٰہی بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع کے غیر معتبر ہے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ۔ یعنی آپ فرما دیجئے کہ جس کسی کو اپنے مالک حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت کا دعوٰی ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اتباع ...... شریعت محمدی کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی راہ اور طریقے پر چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت الٰہی کو پرکھنے کی کسوٹی ہے جتنا اتباع شریعت محمدی ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی محبت میں سچا ہوگا اور حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ایمان باللہ کے ساتھ محبت الٰہی لازم اور ایمان باللہ اور محبت الٰہی کی وجہ سے اللہ کے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اور محبت نہایت ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے بغیر ایمان باللہ کا دعوٰی ہی غیر معتبر ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر تو ایمان رکھتا ہے لیکن سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو تسلیم نہیں کرتا اور آپ کی بتائی ہوئی راہ اور طریقہ کو نہیں مانتا اور آپ کی پیروی نہیں کرتا تو اس کے اس ایمان باللہ کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ ذریعہ نجات نہیں ہو سکتا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو تسلیم کرتے ہوئے اور اتباع کو ضروری جانتے ہوئے اتباع میں کمی وکوتاہی اگرچہ بہت بڑی کمی ونقصان کی بات ہے لیکن جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ہو تو اس صورت میں اس کی زیادہ توقع ہے کہ آہستہ آہستہ محبت واتباع میں اضافہ ہوتا رہے گا اور نقصان کی تلافی ہو جائے گی ایسے اتباع کی کمی اور معاصی میں مبتلا لوگوں کو لعنت وملامت کرنا اور ان کو حقیر سمجھنا نہ چاہیئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

متبعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں

ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی کچھ دن بعد پھر وہی شخص لایا گیا اور دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سزا کا حکم دیا ایک شخص نے مجمع میں سے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کہ بار بار اس مقدمہ میں پیش کیا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو واللہ مجھے معلوم ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بہت ہی باعظمت چیز ہے محبت کیسی بھی ہو بہر صورت اس کے بے شمار فوائد ہیں دیکھئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کی وجہ سے لعنت کرنے کو منع فرمایا باوجودیکہ گناہ کبیرہ کا صدور ہوا اور اس پر اصرار پایا گیا اور گناہ کی سزا حد خمر اس پر دنیا میں جاری کی گئی بغیر توبہ مرے تو آخرت کی سزا بھی دی جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا علاوہ دیگر فوائد کے اعلیٰ درجہ کا یہ فائدہ ہوگا کہ جرائم کی سزا بھگتنے کے بعد دخول جنت ہو جائے گا۔

حدیث بالا میں اَحَبَّ اِلَيْهِ سے ایسی حب طبعی مراد معلوم ہوتی ہے جس کا منشا ایمان باللہ ہو اور اس کا درجہ عام حب طبعی سے بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے ایمان باللہ کے بعد طبعی وفطری تقاضہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنا ہے اور یہ حب سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے جبکہ اس میں کمال حاصل ہو جائے۔ محبت کا تقاضہ ہے اتباع اور اتباع کا نتیجہ زیادتی محبت جتنا زیادہ اتباع میں اضافہ ہوتا جائے گا اسی قدر محبت روز افزوں ہوگی اور جس قدر محبت زیادہ ہوگی اتباع بڑھتا چلا جائے گا یہانتک کہ کمال اتباع کیساتھ محبت بھی ایسی کامل ہو جائے گی کہ ہزاروں محبتیں اس پر قربان اور عام حب طبعی بھی اس کے سامنے ہیچ در ہیچ ہو جائیگی اور کمال ایمانی حاصل ہو جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہونے کا مطلب اور تقاضہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ انس و تعلق بڑھ جائے کہ آپ کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا مشورہ فرمائش اور حکم ہرگز نہ ملنے یہاں تک کہ اپنے دل کا اصرار اور انتہائی خواہش کسی ایسے کام کے لئے ہو رہی ہے جسمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اپنی خواہش کو پس پشت ڈالے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری خندہ پیشانی سے کرنا اپنی سعادت سمجھے مثلاً کسی کے لڑکے کی شادی ہے۔ ماں باپ بھائی بہن اولاد غرضیکہ سب رشتہ داروں کی خواہش ہے کہ پہلے پہل کی شادی ہے شادی میں ناچ رنگ گانا بجانا بینڈ باجا ضرور ہونا چاہیئے خود اس کا بھی دل چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مرضی کے خلاف سمجھ کر ڈر جاتا ہے اور شرعاً ناجائز سمجھ کر رک جاتا ہے دوستوں رشتہ داروں گھر والوں ماں باپ اولاد اور خود اپنی خواہش کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حکم کی اطاعت کے مقابلہ میں کسی کی بھی نہیں مانتا یہ ہے حقیقی محبت صرف محبت محبت کہے جانا اور دو چار غزلیں یاد کر کے مجلسوں میں پڑھ لینے سے ہرگز محبت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ آپ کے لائے ہوئے احکامات الٰہی کی پابندی نہ ہو۔

حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری علامت یہ ہے کہ آدمی سنت نبوی کا پابند ہو اور بدعات سے متنفر ہو اور گناہوں کو چھوڑ دے اور شریعت محمدیہ پر پوری طرح عمل کرے اور دوسروں کے لئے نمونہ بنے اور شرعی احکامات کو پھیلانے کی بدل و جان کوشش کرے اور حب اہل بیت طیبین و طاہرین اور حب خلفاء راشدین مہدیین اور حب انصار عظام اور حب مہاجرین کرام و جمیع اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حب اہل عرب و زبان عربی اور حب ملک عرب وغیرہ غرضیکہ ان تمام چیزوں کو محبوب و پسندیدہ سمجھے جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چاہے کسی عذر کی وجہ سے ان پر عمل نہ ہو سکے۔

ایمان کامل حقیقتاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا لیکن ہم سب کے لئے حتی الامکان کوشش کرتے رہنا بہر حال نہایت ضروری ہے کیا عجب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو کر کسی درجہ میں کمال ایمانی حاصل ہو جائے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھئے کہ کمال ایمانی کے حصول کی کوشش کی اصلی بنیاد محبت اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسطرح اور جسقدر ممکن ہو ہر صورت میں زیادہ سے زیادہ اتباع کی فکر ہر وقت رکھنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ یہ محبوبیت حق سبحانہ و تعالیٰ کا ذریعہ ہے اور بہت اونچے درجہ کی بات ہے جس کو عطا ہو جائے زہے نصیب۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ حَبِيْبِكَ وَاتِّبَاعَ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ آمين

جنت ملنے کی ضمانت

صرف زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے بچنے کے پختہ عہد پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے جنت کی ذمہ داری

(حدیث۔ ۲۴) عن سهل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ

رواه البخاری بخاری بحاشیہ سندی جز رابع باب حفظ اللسان ص ۱۲۵

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دیدے (کہ غلط طریقہ پر استعمال نہ ہونگی) میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ (روایت کیا اسکو بخاری نے)

فائدہ: زبان اور شرمگاہ سے ہونے والے چونکہ گناہ بہت زیادہ ہیں بلکہ اکثر گناہوں میں ان کا بڑا دخل ہے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص انداز سے ان دونوں کی پوری پوری حفاظت اور ان کو بے موقعہ و بے محل استعمال ہونے سے بچانے کے لئے ارشاد فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ سے ہونے والے گناہوں کی ضمانت دے دے یعنی ان دونوں کو قابو میں رکھنے کا پختہ عہد کرے کہ ان سے گناہ نہ ہونے دے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان دونوں کے گناہوں سے بچنے پر اس کے لئے اللہ کی طرف سے جنت کی ضمانت لیتے ہیں۔ زبان سے ہونے والے گناہ بکثرت ہیں اور نہایت خطرناک ہیں اخوت اسلامی کو پامال کرنیوالے اور بین المسلمین اختلاف و نفاق بغض و عداوت و نفرت پھیلانے والے ہیں اقرباء، واحباء اور عامۃ المسلمین کے لئے باعث ایذا رسانی اور معاشرہ کے لئے تباہ کن ہوتے ہیں جو سراسر تعلیمات اسلامی اور فرامین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بالکل خلاف ہیں دنیا و آخرت میں رسوا کن اور دوزخ میں لیجانے والے ہیں اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بچنے کی مختلف اسالیب اور متعدد طرق سے بہت ہی زیادہ تاکید فرمائی ہے جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد ترمذی و ابن ماجہ میں ایک طویل روایت ہے اس کا مختصراً خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس کے کرنے سے میرا جنت میں داخلہ ہو اور دوزخ سے حفاظت رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت بڑی بات کا تو نے سوال کیا لیکن اللہ تعالیٰ جس کے لئے آسانی مقدر فرما دیں اس کے لئے آسان ہے اور اس کے بعد اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرنے، شرک سے بچنے، نماز، روزہ۔ زکوٰۃ حج بیت اللہ کے ادا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اور خیر و بھلائی کے دروازوں کا ذکر فرماتے ہوئے نفلی عبادتوں میں روزہ اور صدقہ اور نماز تہجد کا خاص اہتمام کے ساتھ ذکر فرمایا۔ اور اسلام کو راس الامر یعنی دین کا سر کہ اس کے بغیر شرعی امور فرائض و واجبات و نوافل کی ادائیگی غیر معتبر اور بے حقیقت ہے جیسا کہ سر کٹا ہوا صحیح و سالم جسم سر کے بغیر بیکار ہے۔ نماز کو دین کا ستون اور جہاد کو دین کی سربلندی اور اونچی چوٹی کے ساتھ تعبیر فرمایا یعنی دین کی رفعت و بلندی کے لئے جہاد ضروری ہے۔ اسلام اور اس کے خاص ارکان اور مہتم بالشان عبادتوں کا اہتمام کے ساتھ ذکر فرمانے کے بعد آخر میں ارشاد فرمایا

اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ

دوزخ میں اوندھے منہ گرانے والی زیادہ تر زبان ہے

(ترجمہ) پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس چیز سے بھی باخبر کردوں جس پر ان سب کا دارومدار ہے یعنی اس چیز کے صحیح ہوئے بغیر یہ اعلیٰ درجہ کے اعمال بھی بے قدر و قیمت و بے وزن ہوجاتے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے یا نبی اللہ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑلی اور فرمایا اس کو روکو۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا جو ہم باتیں کرتے ہیں ان پر ہم سے مواخذہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معاذ تجھے تیری ماں روئے (یہ عربی میں لاڈ پیار محبت کے ساتھ عتاب کا محاورہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل یا ناک کے بل (یہ راوی کا شک ہے) زیادہ تر ان کی زبان کے بیجا باتوں کے نتیجہ ہی میں ڈالا جائے گا۔

غیبت کیا ہے

زبان سے سرزد ہونے والا ایسا گناہ کبیرہ کہ اسمیں عوام الناس کے علاوہ خواص بھی بکثرت مبتلا ہیں بلکہ ایسا ابتلا ہے کہ شاید ہی ہماری کوئی مجلس اس گناہ عظیم سے خالی رہتی ہو وہ غیبت ہے غیبت کس کو کہتے ہیں اس کو مسلم شریف کی حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اختصاراً اس کا ترجمہ و مطلب درج ذیل ہے اس سے سمجھئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا تمہارا اپنے بھائی کے بارہ میں (اس کے پس پشت) ایسا تذکرہ کرنا جو اس کو ناگوار ہو (غیبت کہلاتا ہے) کسی نے عرض کیا کہ اپنے بھائی کے بارہ میں جو ذکر کروں اگر وہ (صحیح ہے) اسمیں موجود ہے (تب بھی وہ غیبت ہوگی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کے بارہ میں جو تو کہتا ہے وہ اگر اسمیں ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ اس میں نہیں ہے تو پھر یہ بہتان ہے (اور بہتان غیبت سے بھی بڑھا ہوا ہے)۔

غیبت بہت سخت گناہ ہے

غیبت بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بہت سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ

(ترجمہ) اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور کسی کے عیب کا سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

آیۃ شریفہ میں تین بڑے بڑے گناہوں سے منع فرمایا گیا ہے اولاً بدگمانی کرنے سے منع فرمایا اس سے بچنا چاہیئے ثانیاً دوسرے کے عیبوں اور برائیوں کا تجسس جوہ ٹوہ لگانے سے منع فرمایا اور تیسرے گناہ غیبت کو تو بہت ہی بڑا گھناؤنا گناہ قرار دیا گیا ہے یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے کیا اس کو کوئی پسند کرے گا؟ ہرگز نہیں بس سمجھ لو غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔

مندرجہ بالا تینوں گناہ کبیرہ کبھی ایک ہی جگہ جمع ہوجاتے ہیں اور دو شخصوں یا دو جماعتوں کے آپس میں شدید اختلاف جھگڑے و تفریق کا سبب بنتے ہیں ایک شخص دوسرے شخص سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محل اپنے خلاف خود ہی نکال لیتا ہے چاہے مخالف کے دلمیں اس کا خیال و وہم تک بھی نہ ہوا ہو مخالف کی بات میں ہزار پہلو بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا طبیعت اس برائی والے کمزور پہلو کی طرف چلتی ہے اور اس کو قطعی و یقینی سمجھ کر مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دیتا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ دوسرا گناہ تجسس جوہ ٹوہ شروع کر دیتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح فریق مخالف کے اندرونی حالات معلوم کر کر کے معمولی معمولی باتوں پر خوب حاشیہ آرائی کرتا ہے اور اس طرح کی باتوں سے اپنی مجلس گرم کرتا ہے جس کی وجہ سے تیسرے گناہ غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپس کا معمولی اختلاف شدید دشمنی میں تبدیل ہو جاتا ہے ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو کم از کم آپس کے اختلافات آگے نہ بڑھیں اور شدید نقصانات سے مسلمان محفوظ رہیں اور آخرت کے شدید عذاب سے بھی حفاظت ہو جائے۔

غیبت کرنے والوں کا برا حال

شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنے والوں اور مسلمان بھائیوں کی آبروریزی کرنے والوں کو شدید عذاب اور برے حال میں مبتلا دیکھا جیسا کہ ابوداؤد شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَّهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ یَّخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ صُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِهِمْ۔ (ترجمہ) جب مجھے معراج ہوئی تو میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں سینوں کو نوچ نوچ کر زخمی کر رہے تھے میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے۔

غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے

غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے جیسا کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید و حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ الْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَا یُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَغْفِرَهَا لَهٗ صَاحِبُهٗ۔ (ترجمہ) غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیبت زنا سے زیادہ سخت کسطرح ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی زنا میں مبتلا ہو جائے اور پھر توبہ کر لے (یعنی اس گناہ عظیم پر انتہائی نادم ہو کر روئے گڑگڑائے اور آئندہ نہ کرنے کا دل سے پختہ عہد کر لے) تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی معافی ہو جاتی ہے اور غیبت کرنے والے کی اسوقت تک مغفرت نہیں کیجاتی جب تک کہ جس کی غیبت کی ہے وہ معاف کر دے۔ عام طور پر غیبت کرنے والا کبر میں مبتلا ہوتا ہے اس لئے غیبت سے توبہ اور معاف کرانے کی طرف توجہ کم ہوتی ہے اور معاف کرنے اور کرانے کا معاملہ رہجاتا ہے اور زنا سے اس کا معاملہ سخت ہو جاتا ہے کہ زنا پر ندامت اور توبہ کی طرف توجہ جلد ہو جاتی ہے

بعض وہ غیبتیں جو ممنوع نہیں

عباد اللہ کو نقصان سے بچانے کے لئے یا کسی ہونے والے شر و فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے اگر کسی شخص یا کسی جماعت کی بری عادات و حالات کو بیان کیا جائے تو وہ غیبت ممنوعہ میں داخل نہیں اسی طرح شرعی و اخلاقی مقصد کا حاصل ہونا جس پر موقوف ہو تو اس کی برائی کا بقدر ضرورت بیان کرنا اس غیبت میں داخل نہیں جو حرام اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ بہت سے حالات میں تو بیان کرنا ضروری اور باعث ثواب ہوتا ہے جیسے ظالم کے خلاف گواہی دینا کسی مکار دھوکہ باز کی بدعادتوں سے لوگوں کو باخبر کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حضرات محدثین رحمہم اللہ کا راویوں پر جرح و تعدیل کرنا اور علماء حق کا اہل باطل کی غلطیوں پر عوام کو مطلع کرنا نہایت ضروری ہے وہ غیبت میں داخل نہیں۔

چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا

چغلخوری یعنی کسی شخص کی ایسی بات یا ایسا حال دوسرے سے بیان کرنا جس کو سن کر اس شخص کی طرف سے دل میں بدگمانی ناراضگی و دشمنی پیدا ہو یہ زبان سے ہونے والا ایسا بڑا گناہ ہے جو جنت کے راستہ میں رکاوٹ بنجاتا ہے جب تک اس گناہ سے معافی نہ ہوگی داخلہ نہ ہوگا اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ چغلخور آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

مومن گالی گلوچ و طعنہ دینے والا نہیں ہوتا

مومن کی زبان لعن طعن کرنے والی بدگوئی اور گالی گلوچ کرنے والی نہیں ہوا کرتی جو لوگ ان شنیع حرکتوں میں مبتلا ہوں ان کو بہت غور کرنے کی ضرورت ہے کہ مومن ہوتے ہوئے ایسی حرکتیں ان کی شان کے مطابق نہیں جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ وَلَا لَعَّانٍ وَلَا فَاحِشٍ وَلَا بَذِیٍّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن طعنے دینے والا اور لعنت کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش و بدکلامی اور گالی گلوچ کرنے والا ہوتا ہے۔ دوزخ سے حفاظت اور اس سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ زبان کو پورے طور پر قابو میں رکھا جائے اور پوری احتیاط کیجائے کہ اس سے بیجا کوئی کلمہ نہ نکلنے پائے اور اگر کسی وجہ سے ایسی غلطی ہو گئی تو جس کے خلاف بیجا کلمہ نکل گیا اور باعث اذیت و تکلیف و حق تلفی ہوا توبہ و استغفار کیساتھ صاحب حق سے اس کو جلد ہی معاف کرا لینا چاہیئے

غیبت و حقوق العباد کی معافی کا اہتمام

اس لئے کہ موت کا مقررہ وقت کسی کو معلوم نہیں خدا جانے کب آجائے اور اگر صاحب حق کا انتقال ہو جائے تو پھر اس کے لئے ایصال ثواب اور دعاء مغفرت اس کثرت سے کیجائے کہ اس کا گمان غالب ہو جائے کہ آخرت میں چند روزہ دنیا کی اذیت و تکلیف دہی و حق تلفی کے مقابلہ میں یہ ہمیشہ کام آنے والا اجر و ثواب وہ دیکھے گا تو بے ساختہ معاف کر دے گا اور انتہائی خوش ہوگا۔ اور یہ سب کچھ توفیق الٰہی پر موقوف ہے اس لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ متوجہ الی اللہ ہو کر تعلق مع اللہ کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے اور کثرت سے یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ وَالنِّیَّةِ وَالْهُدٰی اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا منع ہے

(حدیث۔ ۲۵) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلْیَاْكُلْ بِیَمِیْنِهٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ یَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِهٖ۔ رواہ مسلم ص ۱۷۲ جلد ثانی۔ اصح المطابع باب آداب الشراب والطعام واحکامہما

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو چاہیئے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کچھ پیئے تو داہنے ہاتھ سے پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے

تکبر کی وجہ سے سنت مبارکہ کو چھوڑ دینا انتہائی خطرناک ہے

فائدہ: حدیث پاک میں بائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے سے منع فرمایا گیا ہے اور اس کی وجہ وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی کہ بائیں ہاتھ سے کھانا اور پینا شیطانی طریقہ ہے شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے اس لئے تمہیں کھانے اور پینے کے لیے صرف داہنا ہاتھ ہی استعمال کرنا چاہیئے کہ یہ اسلامی طریقہ ہے اگر وقتی طور پر کوئی عذر پیش آجائے تو معذوری ہے لیکن بغیر عذر کے معذوری کا ظاہر کرنا اور سنت مبارکہ کو چھوڑ دینا نہایت خطرناک ہے جیسا کہ مسلم شریف میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا مجھے اس کی طاقت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ ۔ تجھے طاقت نہ ہو تکبر نے اس کو حکم ماننے سے روک دیا پھر اس کے بعد ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا یعنی اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ یہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کا واقعہ ہے آج بھی اگر کوئی شخص بغیر کسی معقول عذر اور وجہ کے کسی بھی ارشاد عالی اور سنت مبارکہ کے سننے یا پڑھنے کے بعد جان بوجھ کر اس کو اہم نہ سمجھے اور تکبر کرے اور اس پر عمل نہ کرے اور حیلہ بہانہ کرنے لگے تو اس کا یہ عمل اس سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ کسی عذر یا غفلت کی وجہ سے عمل نہ ہو سکنا اور بات ہے اور یہ متکبرانہ دیدہ دلیری انتہائی خطرناک ہے اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

ایک دوسری حدیث پاک جو بخاری و مسلم میں حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اسمیں مزید کھانے کے آداب ہیں اسکو بھی پڑھ لیجئے کہ فی زمانہ تعلیمات اسلام سے دوری بڑھتی جاتی ہے اور دینی معلومات کم ہوتی جاتی ہیں اور جن کو کچھ معلومات بھی ہیں انمیں سے بہت سے اغیار کے طور و طریق اختیار کرنے میں سبقت کرتے نظر آتے ہیں بسا اوقات اپنا اسلامی اور مسنون طریقہ ان کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ عن عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ رسول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ ۔ (رواہ البخاری) (ترجمہ) حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آغوش شفقت میں پرورش پاتا تھا کھانے کے وقت میرا ہاتھ پلیٹ میں چاروں طرف گھومتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی (کھانے سے پہلے) بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ بخاری و مسلم

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور سابقین

عمر بن ابی سلمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین نصیحتیں

اولین میں سے تھے ۳ھ یا ۴ھ میں ان کا انتقال ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان کی دلداری کی وجہ سے نکاح فرمالیا تو عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو ابھی کمسن بچے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سرپرستی آغوش شفقت میں پرورش و تربیت کا موقعہ میسر ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ساتھ اپنے پلیٹ میں کھانا کھلاتے تو کھانے کے وقت ان کا ہاتھ چاروں طرف گھومتا رہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین نصیحتیں فرمائیں اول یہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ کھانا داہنے ہاتھ سے کھانا چاہیئے۔ تیسرے یہ کہ پلیٹ میں اپنے سامنے سے کھانا چاہیئے چاروں طرف ہاتھ گھمانا مناسب نہیں۔ صرف اپنے سامنے سے کھانا مخصوص ہے جبکہ کھانا ایک ہی قسم کا ہو اگر مختلف انواع کے کھانے پلیٹ و طشت میں ہوں تو پھر ہر ہر نوع کے لئے ادھر اُدھر ہاتھ گھمانے میں حرج نہیں جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ اس حدیث پاک سے بچوں کو اپنے ساتھ کھلانے کی اور ان کو آداب طعام وغیرہ سکھانے کی مسنونیت بھی معلوم ہوگی۔ بچوں کو اسلامی آداب و اخلاق کی تربیت دینے سے غفلت نہ کرنی چاہیئے بلکہ جہاں تک ممکن ہو اسلامی آداب اور تمام امور میں مسنون طریقے سکھانے چاہییں اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو ہاتھ عطا فرمائے یہ دونوں ہاتھ اس کے لئے بہت ہی کارآمد ہیں اور بہت سی ضرورتوں کو پورا کرنے کے کام آتے ہیں ضرورتیں بھی انسان کو انواع و اقسام کی لگی ہوتی ہیں کبھی کھانے پینے اور پہننے کی ضرورت پیش آتی ہے تو کبھی لینے دینے اور اٹھانے اور لیجانے کی۔ کبھی نظافت و صفائی حاصل کرنے اور وضو غسل کرنے کی تو کبھی نجاست و ناپاکی دور کرنے کی غرضیکہ نظافت و پاکیزگی والی۔ گندگی و ناپاکی والی۔ اشرف و اعلیٰ۔ ادنیٰ و اخس دونوں قسم کی ضروریات ہیں طہارت و نظافت اشرف و اعلیٰ امور میں اپنے داہنے ہاتھ کو مخصوص کر لیا جائے اور گندگی و ناپاکی اور ادنیٰ اور گھٹیا قسم کے کاموں کے لئے بائیں کو مخصوص کر لیا جائے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں۔ كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى ۔ (ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو کرنے کے اور کھانا کھانے کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ استنجا کرنے اور ایسے کام کرنے کے لئے تھا جو کراہت والے ہوں اور ابوداؤد ہی میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اسی مضمون کی ایک حدیث ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ يَمِيْنَهُ لِطَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ وَثِيَابِهٖ وَيَجْعَلُ يَسَارَهُ لِمَا سِوٰى ذٰلِكَ ۔ (ترجمہ) تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے

دائیں و بائیں ہاتھ کے استعمال میں مسنون طریقہ

ہاتھ کو کھانے پینے اور پہننے کے لئے استعمال فرماتے تھے اور بائیں ہاتھ کو اس کے علاوہ دوسرے کاموں کے لئے استعمال فرماتے۔ اس طریقہ کو اختیار کرنے سے سنت مبارکہ پر عمل ہونے کے ساتھ دائیں کے اعلیٰ واشرف ہونے کا امتیاز بھی باقی رہے گا جیسا کہ اس کا مقام ہے اور نظافت وطہارت بھی بآسانی رہے گی اور موقعہ ومحل کے مطابق ہر ہر کام مناسب طریقہ پر ہو سکے گا اس کے خلاف کرنا بہت سی خرابیوں کے ساتھ خلاف سنت بھی ہے اور خلاف فطرت بھی اور بالکل الٹا کام ہے اسی طرح کے کام شیطان پسند کرتا ہے خود کرتا ہے اور انسانوں کو اپنا سا بنانے کی کوشش کرتا ہے اس سے بہت بچنے کی ضرورت ہے اس کا بھی خاص خیال رکھا جائے کہ سب عمدہ اور اچھے کاموں کی ابتدا دائیں جانب سے کی جائے مثلاً وضو کرنا مسواک کرنا غسل کرنا سرمہ لگانا جوتا پہننا موزے پہننا مسجد میں داخل ہونا، گھر میں داخل ہونا مجمع میں مصافحہ کرنا کچھ تقسیم کرنا یا کرانا کپڑا پہننا یا پہنانا وغیرہ لیکن میت کو کفن پہنانے میں اول اس کے بائیں پلے کو ڈالیں اس کے بعد دائیں کو ڈالنا مسنون ہے اور اس کے متقابل ہلکے اور معمولی ادنیٰ کاموں کو بائیں جانب سے شروع کیا جائے جیسا کہ کپڑا اتارنا جوتا نکالنا مسجد سے باہر جانا پاخانہ میں داخل ہونا وغیرہ متعدد احادیث مبارکہ میں ان کی تفصیل موجود ہے یہاں پر اختصار کی وجہ سے انمیں سے بعض کو مجملاً ذکر کیا گیا۔

بہت ہی ضروری ہے کہ سنن مبارکہ کو تلاش کر کر کے اہتمام کے ساتھ ان پر عمل کیا جائے کہ فلاح دارین اسمیں مضمر ہے اور اس دور پُر فتن میں فتنوں سے حفاظت اور امان کا سبب ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے محبوب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقنا لِمَا تحب وترضیٰ مِن القول والفعل والعمل والنية والهدى

عمل کا دارومدار خاتمہ پر ہے

(حدیث۔۲۶) عن سهل بن سعد رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ (رواه البخاری)

بخاری بحاشیہ سندی جز رابع صہ ۱۳۵

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تحقیق بندہ دوزخیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے حالانکہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور سوا اس کے نہیں کہ اعمال کا اعتبار خاتمہ کے ساتھ ہے (صحیح بخاری)

صرف اچھے اور بُرے عمل پر جنت و دوزخ کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا

فائدہ : حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ دوزخیوں جیسے بُرے کام اور جنتیوں جیسے اچھے کام دیکھ کر کسی کے دوزخی اور جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا خاتمہ کا اعتبار ہے اگر خاتمہ کے وقت اچھے عمل ہو گئے موت ایمان پر آگئی چاہے ساری عمر بُرے اعمال میں مبتلا رہا تو کامیابی ہے اور اہل جنت میں سے ہے، اور اگر خاتمہ کے وقت اچھے اعمال نہ ہوتے اور ایمان پر خاتمہ نہ ہوا چاہے ساری عمر بظاہر اچھے اعمال رہے ہوں ایسا شخص دوزخی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اچھے اعمال کیساتھ بظاہر کی قید اس لئے بڑھائی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اور اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکی کرنے والوں کا۔ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایمان اور اچھے اعمال کی جزا جنت ہی ہونی چاہیئے قرآن کریم میں بکثرت آیات اس مضمون کی بہت ہی واضح طور پر موجود ہیں۔ سوء خاتمہ سے ان کی حفاظت ہونی چاہیئے بے شک ایسا ہی ہے اسمیں کوئی شبہ نہیں لیکن یہ جب ہے جب کہ حقیقی وواقعی ایمان بھی ہو اور واقعۃً اعمال اچھے ہوں۔ اور اگر محض ظاہری دیکھنے میں تو ایمان واعمال اچھے معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں اچھے نہیں کھوٹ بھرے اور اخلاص کا اسمیں نشان نہیں پھر اس کی جزا بھی ویسی ہی ہو گی جیسے اعمال۔

حقیقت یہ ہے کہ جزاو سزا ہمارے اعمال وکرتوتوں پر ہی مرتب ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت ہر شئی پر حاوی ہے اس کے علم وقدرت وتقدیرات سے کوئی چیز باہر نہیں اور اس کا ہر کام عین انصاف وحکمت سے بھرپور ہے اور وہ اپنے بندوں پر انتہائی رحمٰن اور رحیم ہے لیکن عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ جیسے اعمال ہوں گے ویسی ہی اس کی جزاو سزا ہو گی خاتمہ اعمال کفریہ پر ہونیکی صورت میں جب اس سے کفر کا صدور ہوا تو پھر اس کی سزا جہنم ہونی ہی چاہیئے۔ بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے اور ہر وقت اس کی فکر وکوشش کرتے رہنا ضروری ہے کہ خاتمہ بخیر اللہ اپنے فضل سے فرما دیں اور سوء خاتمہ سے محفوظ رکھیں اس کے لئے بہت زیادہ جدوجہد ومجاہدہ کی ضرورت ہے اور حتی الامکان اپنے اعمال صالحہ اتباع سنت کیساتھ کرتے رہنا اور گناہوں سے بچتے رہنا توبہ واستغفار کا کثرت سے اہتمام کرنا اور مسنونہ دعاؤں کا انتہائی عاجزی کے ساتھ خصوصاً آخر شب میں مانگتے رہنا بہت مفید ہے اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ خطرناک کبر وتکبر ہے اس سے بہت زیادہ بچتے رہنا ضروری ہے جتنا بھی ہو سکے خاتمہ بخیر کی خاص طور پر دعائیں مانگتے رہنا چاہیئے بس انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔

موت کی یاد توبہ واستغفار ذکر اللہ درود شریف کی کثرت خاص طور پر حسن خاتمہ کے لئے بہت ہی ممد ومعاون ہیں۔ لمبی لمبی امیدیں اور بڑے بڑے پلان بنانے سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیئے۔

مخدرات و منومات مثل افیون یا اس قسم کی دوسری ادویہ مروجہ کو استعمال میں رکھنا بہت ہی زیادہ خطرناک ہے صغیرہ گناہوں کو معمولی سمجھ کر ان پر اصرار کرنا اور مبتلا رہنا نہایت خطرناک ہے اس طرح کی چیزوں سے سوء خاتمہ کا خطرہ ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ جہاں تک ہو سکے بچتے رہنا چاہیئے۔

تنبیہ فساق و فجار کے اعمال کو دیکھ کر ان کی تحقیر دل میں نہ آنی چاہیئے اگرچہ اعمال بد کو بد ہی کہا جائے گا لیکن ان کے خاتمہ کا کچھ پتہ نہیں کیا عجب ہے کہ اللہ ہدایت فرمادیں اور خاتمہ بخیر ہو جائے۔

دعوت و تبلیغ اصلاح و تربیت کرنے والوں کو اس حدیث پاک کو مستحضر رکھنا چاہیئے اور اپنے اپنے کاموں میں ہمت کے ساتھ لگا رہنا چاہیئے کہ قلوب خلائق بید اللہ ہیں کب کس کو کس کے ذریعہ ہدایت ہو جائے اس کو اللہ ہی بہتر جاننے والے ہیں اور وہ اپنے بندوں پر بڑے مہربان اور غفور و رحیم ہیں۔

دنیوی زندگی کو مسافرانہ گذارو

(حدیث۔ ٢٧) عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم بِمَنْکِبِی فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ وَکَانَ ابْنُ عمر یَقُوْلُ اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَاتَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَاتَنْتَظِرِ المساءَ وَخُذْمِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ (رواہ البخاری) بخاری بحاشیہ سندی جز ثالث صہ ١١٦ باب کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مونڈھے کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ تو دنیا میں ایسا رہ جیسا کہ تو پردیسی ہے بلکہ راستہ چلنے والا مسافر اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرمایا کرتے تھے جس وقت تو شام کرے صبح کا انتظار نہ کر اور جس وقت صبح کرے شام کی امید نہ رکھ اور اپنی تندرستی کو بیماری کے لئے غنیمت جان اور اپنی زندگی کو اپنی موت کے لئے غنیمت سمجھ۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

صحیح بخاری بحاشیہ سندی جز ثالث صہ ٩١٦

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے مونڈھے پکڑ کر خاص شفقت و محبت کے ساتھ متوجہ فرمایا اور بہت ہی مختصر لیکن نہایت جامع اور بے حد مفید نصیحت فرمائی جو دار آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زندگی کو کامیاب بنانے کا بہت ہی آسان و بہترین نسخہ ہے۔ دنیوی زندگی میں اس پر عمل کرنے سے اخروی زندگی میں انشاء اللہ کامل فلاح و کامیابی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح رہ جیسا کہ تو پردیسی ہے بلکہ راستہ چلنے والا مسافر یعنی دنیوی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں تیرا طریقہ ایسا ہونا چاہیئے جیسا کہ ایک پردیسی کا ہوتا ہے کہ وہ چونکہ اپنا وطن اور گھر نہ سمجھتے ہوئے اپنے عارضی قیام میں اپنے ہر ہر کام کو وقتی ضرورت پورا کرنے کی حد تک کرتا ہے لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرتا اور اپنے قیام میں کسی چیز سے دل نہیں لگاتا بس اپنی اصلی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اور راہ گیر کا حال تو اس سے بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے وہ تو اپنی منزل مقصود کا راستہ طے کرنے میں لگا ہوتا ہے راستہ میں تو اس کے لئے کوئی معتد بہ قیام کی صورت نہیں وہ تو بہت سی ضروری چیزوں کو بھی نظر انداز کرتا جاتا ہے منزل مقصود پر پہنچنا اور وہاں کی قیام کی فلاح و بہبودی راحت و آرام خاص طور پر اس کے سامنے ہوتا ہے راستہ کی راحت و تکلیف کی بھی اس کو چنداں پرواہ نہیں ہوا کرتی اس کو کوئی فکر ہوتی ہے تو منزل مقصود کی کھانے پینے پہننے اور رہنے کے مکان وغیرہ حوائج اصلیہ میں بھی پردیسی خصوصاً راہ گیر کو کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوا کرتی۔ وقت پر جیسا کچھ مل گیا اپنی ضرورت کو پورا کر لیا اس کی جد و جہد و انتہائی کوشش اپنے اصلی وطن کے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ مال و دولت جمع کرنا ہوتی ہے تاکہ وطن پہنچ کر اچھا عمدہ راحت و آرام والا مکان مل سکے اور عیش و عشرت کیساتھ زندگی گذارے اور جب کوئی دنیوی زندگی کو مسافرانہ سمجھ لے اور آخرت کو اپنا وطن اصلی تو پھر اس کی پوری جد و جہد آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے میں صرف ہو سکے گی اور آخرت کے لئے سرمایہ اعمال صالحہ ہیں مال و دولت نہیں۔ دنیا کی بے ثباتی اور دنیوی زندگی کو عارضی اور چند روزہ جس نے سمجھ لیا اور دار آخرت کو وطن اصلی اور اخروی زندگی کو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی اور جنت و دوزخ کا جس کو استحضار ہو گیا وہ انتہائی کامیاب ہے اس کے لئے تمام امور میں اللہ سبحانہ و تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہایت آسان ہو جاتی ہے اور جمیع طاعات و عبادات میں ایسے ہی اشخاص سبقت کرنے والے معاصی سے بچنے والے نہایت متقی و پرہیز گار ہوتے ہیں اور ایسے حضرات کے لئے ان کے اعمال صالحہ کے اجر و ثواب کے جمع شدہ ذخیرے جنت میں اعلی باغات اور اونچے اونچے محلات طرح طرح کی راحت و آرام و آسائش کی ایسی چیزیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل پر اس کا خیال گذرا نزع کے وقت سے دکھائی جاتی اور مرنے کے بعد سے اللہ تعالی کی طرف سے ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا مقولہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موقعہ بموقعہ ارشادات ہی سے بظاہر ماخوذ ہے اس کا استحضار اور صبح و شام اسکا خیال و فکر کرنے سے انسان بہت سے گناہوں سے بچتے ہوئے اپنی آخرت کے لئے بہت کچھ کما کر اپنے پہنچنے سے پہلے ذخیرہ کر سکتا ہے جو اس کے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کام آنے والا ہے۔ جو شخص شام کو یہ خیال کر لے کہ نہ معلوم اس

کرلے کہ صبح آئے گی یا نہیں تو وہ سونے سے پہلے اپنی ہمت وطاقت کے مطابق جتنے کچھ بھی اس سے اچھے عمل ہو سکتے ہیں خوب دل لگا کر کرے گا اور برائیوں سے بچے گا اسی طرح صبح کو جو دل میں اچھی طرح غور وفکر کرلے کہ شام تک اس کا زندہ رہنا ضروری نہیں ممکن ہے شام سے پہلے ہی وقت موعود آپہنچے تو اس کا دن پھر خوب طاعت وعبادات میں گذر جائے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا اسی طرح جو عقلمند اپنی صحت وتندرستی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے وقت کو قیمتی جانتے ہوئے طاعات وعبادات میں لگا رہے گا تو بیماری سے پہلے بہت کچھ اجر وثواب جمع کرلے گا اور بیماری میں بھی محروم نہ رہیگا کہ معمولہ اعمال کا ثواب اللہ سبحانہ وتعالیٰ بیماری میں بھی عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح جو خوش نصیب اپنی زندگی کو نعمت وغنیمت سمجھتے ہیں اور موت کا خیال رکھتے ہیں اور اس کا ذکر وتذکرہ کرتے رہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی میں مروی ہے حدیث قدرے طویل ہے اس لئے متعلقہ جز ذکر کیا جاتا ہے۔ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتَ۔ لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو پر عمل کرتے ہوئے اکثر اوقات سوچا کرتے ہیں کہ موت ایک دن ضرور آنی ہے جس کا کوئی وقت معلوم نہیں اور مرنے کے بعد صرف اچھے اعمال ہی کام آئیں گے تو پھر دنیاوی زندگی میں وقتی بیجا لذتوں میں مشغول ہو کر غفلت کی زندگی گذارنے اور اکثر بد اعمالیوں اور گناہوں سے ان کی حفاظت ہو جائے گی وہ اپنی پوری زندگی کو طاعات وعبادات ومرضیات مولیٰ میں لگا سکیں گے اور مرنے سے پہلے پہلے بہت بڑے بڑے اجر وثواب کے ذخیرے ان کے لئے جمع ہو جائیں گے۔

جو دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں

(حدیث۔ ۲۸) عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ رواہ مسلم ص۷ جلد اول اصح المطابع باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گذرے اور آپ نے اپنا دست مبارک اسمیں داخل فرمایا تو انگلیوں کو گیلا پن محسوس ہوا آپ نے ارشاد فرمایا اے غلہ فروش یہ کیا ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی بوندیں غلہ کو لگ گئیں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے وہ بھیگا ہوا غلہ اوپر ہی کیوں رہنے نہ دیا کہ لوگ اس کو دیکھ سکتے جس نے دھوکہ بازی کی وہ مجھ سے نہیں۔ صحیح مسلم جلد اول ص۷

فائدہ: حدیث پاک کا مطلب تو واضح ہے اور اس کا مفہوم بہت عام ہے کسی بھی خرید وفروخت کے معاملہ میں فروختنی چیز کا ادنٰی عیب بھی چھپا دینا دھوکہ ہے جو عیب معلوم ہو اس کو ظاہر کر دینا چاہیئے۔ دھوکہ کی بہت سی انواع واقسام ہیں سب ہی سے بچنے کی ضرورت ہے، ایک ایسا دھوکہ جس کی طرف خیال بھی نہیں جاتا عام طور سے ہوتا رہتا ہے تاجر ودکاندار اپنے مال کو چلانے کے لئے بسا اوقات ایسے طریقے اور ایسے الفاظ استعمال کر جاتا ہے جو حقیقت کے مطابق نہیں ہوتے اور اس طرح کی لفاظی کو معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا بلکہ فن دکانداری کا ایک خاص گر سمجھا جاتا ہے ایسی باتیں بنا کر مال فروخت کرنا بھی دھوکہ ہے اس کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ دھوکہ کرنے والے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ سے نہیں ہے بعض احادیث میں فَلَیْسَ مِنَّا کے الفاظ ہیں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنا اور اپنوں میں سے شمار نہیں فرماتے بلکہ خارج فرما رہے ہیں کیسی سخت وعید ہے اللہ ہی رحم فرمائیں اور یہی حدیث طبرانی ومعجم کبیر وصغیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس کے آخر میں یہ زیادتی ہے۔ وَالْمَکْرُ وَالْخِدَاعُ فِی النَّارِ۔ یعنی مکر وفریب ودھوکہ بازی جہنم میں لیجانے والی ہے۔

جو چیز بھی بیچی جا رہی ہے اس کا جو بھی عیب معلوم ہو خریدار کو بتا دینا چاہیئے عیب دار چیز کو بغیر عیب بتائے فروخت کرنا اللہ تعالیٰ کی دائمی ناراضگی کا سبب ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا کہ فرماتے تھے۔ مَنْ بَاعَ عَیْبًا وَلَمْ یُنَبِّہْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰہِ اَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَۃُ تَلْعَنُہٗ جس نے کوئی عیب والی چیز فروخت کی اور اس کے عیب کو نہ بتایا اس پر ہمیشہ اللہ کا غضب رہیگا۔ یا آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا دائمی غضب یا فرشتوں کی دائمی لعنت کوئی معمولی بات نہیں جب اپنے مالک حقیقی ہی ناراض وغضبناک ہو جائیں تو پھر کیا ٹھکانہ ہے بہت زیادہ ڈرنے کی بات ہے اللہ ہی بچائے۔ دھوکہ جیسا کہ بکنے والی چیز میں عیب وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے اسی طرح بعض دوسرے اسباب کی بنا پر بھی ہوتا ہے بائع کیطرف سے ہوتا ہے اور کبھی مشتری کیطرف سے ہوتا ہے دھوکہ جس کی طرف سے بھی ہو بڑا گناہ ہے اور اس پر سخت وعیدیں ہیں اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ جس معاملہ میں ادنٰی بھی دھوکہ کا شائبہ ہو ضروری وضاحت کی کمی کی وجہ سے

شکوک وشبہات پیدا ہوکر آپس میں اختلاف وتنازع کا اندیشہ ہو یا فریقین میں سے کسی ایک کے لئے بظاہر نقصان وخسارہ معلوم ہوتا ہو یا کسی کی حق تلفی کا باعث ہو۔ یا عامۃ الناس کے لئے اشیاء ضروریہ خورد ونوش وغیرہ میں کمیابی اور گرانی کا سبب ہو شریعت اس طرح کے معاملات کی اجازت نہیں دیتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے چنانچہ تجارتی قافلوں اور دیہاتی کسانوں کا غلہ وغیرہ اور دوسرے ضروریات کے سامان شہر میں فروخت کرنے کے لئے لانے کا پہلے سے دستور چلا آتا ہے شہر میں پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں ان سے مل کر بیع وشراء کے معاملات سے منع کیا گیا ہے اور اگر کسی نے کوئی معاملہ کر بھی لیا تو شہر پہنچ کر صاحب مال کو اختیار ہے کہ معاملہ کو باقی رکھے اور اگر کچھ دھوکہ وخسارہ سمجھے تو بغیر پہلے سے شرط کئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاتَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰی مِنْهُ فَاِذَا اَتٰی سَیِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِیَارِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غلہ وغیرہ لانے والے قافلہ سے مال خریدنے کے لئے آگے جاکر نہ ملو جس نے آگے جاکر راستہ ہی میں سودا کر لیا اور خرید لیا تو مال کا مالک جب بازار پہنچے تو اس کو اختیار ہوگا (معاملہ باقی رکھے یا فسخ کردے)۔ بیع وشری کا ایک ایسا معاملہ جو عام طور پر ہوتا رہتا ہے حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ترمذی میں حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِیْعَ مَا لَیْسَ عِنْدِیْ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز کے بیچنے سے مجھے منع فرمایا ہے جو میرے پاس نہ ہو اسمیں عموماً بائع ومشتری کے درمیان تنازع کا خطرہ ہے اور یہ بیع اکثر وبیشتر دونوں میں سے کسی ایک کے نقصان پر منتہی ہوتی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ بائع کو وہ چیز ہی نہ مل سکے جس کے مل جانے کی امید پر یہ معاملہ طے کیا گیا تھا یہ باعث نزاع ہوگا۔ یا پھر وہ مشتری کو پسند نہ آئے اور وہ لینے سے انکار کردے تو بیچنے والے نے چونکہ اس امید پر خریدا تھا کہ اس کو دے گا اب اس کے نہ لینے کی صورت میں بائع کو نقصان ہوگا۔ اور اگر معاملہ طے ہونے کی وجہ سے مشتری اس کو خرید لے تو پھر اس کے لئے باعث خسارہ ہوگا۔ اگرچہ بعض صورتوں میں اسمیں نفع بھی خوب ہوتا ہے مگر غالب اسمیں باہمی نزاع اور جانبین میں سے کسی ایک کا خسارہ ہے اس طرح کے نقصانات تو بظاہر معلوم ہوتے ہیں اس کے علاوہ دیگر بہت سی حکمتیں اس بیع کے منع کرنے میں یقیناً ہوں گی لیکن بعض ظاہری منافع کی بنا پر اس طرح کے معاملات عام طور پر چلتے رہتے ہیں اس کے مضار ونقصانات کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی اور شرعاً ممنوع ہونے کا تو اکثر تاجروں کو پتہ بھی نہیں اس کے علاوہ اور سیکڑوں

انواع واقسام کی بیع وشریٰ ہیں جنمیں سے بہت سی شرعاً ممنوع ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ممانعت فرمائی ہے اور نئے نئے بیع وشریٰ کے بہت سے معاملات پیش آتے رہتے ہیں اس لئے بہت ضروری ہے جو حضرات اس خیر کثیر والے مسنون کاروبار تجارت میں لگے ہوئے ہیں وہ خود بھی جائز وناجائز کی معلومات رکھیں اور اپنی اولاد ومتعلقین کو بھی وقتاً فوقتاً دوسری ضروری تجارتی معلومات وتجارب کی طرح مذہبی احکام بھی اہمیت کے ساتھ بتاتے رہیں کہ اپنے دین ومذہب کے بتائے ہوئے طریق وہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے اور نہ معلوم ہونے کی صورت میں صحیح معلومات کر کے عمل کرنا ضروری ہے تاکہ دنیا وآخرت میں فلاح وکامیابی حاصل ہو اور حقیقی نقصان وخسارہ سے حفاظت رہے۔ چونکہ بیع وشریٰ کی انواع واقسام بہت ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ کی ہدایات بھی بکثرت ہیں اور فقہائے کرام نے ان ہدایات کی روشنی میں بیع کے انواع واقسام اور بکثرت پیش آنے والے مسائل اور ان کے احکام بہت تفصیل سے بیان کئے ہیں چنانچہ بیع سلم کو اس کی شرائط ثمانیہ کے ساتھ فقہاء نے مستثنیٰ کیا ہے اور جائز قرار دیا ہے حالانکہ جس چیز کی خریداری کا معاملہ ہوتا ہے وہ فی الحال موجود نہیں ہوتی ایک مدت متعینہ کے بعد دیجاتی ہے اور اس کی قیمت فی الحال لے لی جاتی ہے۔ اہل علم حضرات خود دیکھ سکتے ہیں اردو داں حضرات کو بہشتی زیور میں بھی اس کی کچھ تفصیل مل سکتی ہے اور مشکل مسائل کی علماء ومفتیان حضرات سے تحقیق کر کے اس پر عمل کر سکتے ہیں اور عوام کو خصوصاً حضرات مفتیان سے وقتاً فوقتاً روزمرہ پیش آنے والی صورتوں کے شرعی احکام معلوم کرتے رہنا چاہیئے بسا اوقات غلط وناجائز معاملات ادنیٰ سی تبدیلی سے صحیح وجائز ہوجاتے ہیں بہرحال بیع وشریٰ کی وہ صورتیں جو شرعاً جائز ہیں صرف انہی کو معمول بنانا چاہیئے اور ان پر استحکام کے ساتھ عمل کرنا چاہیئے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ بہت سی اقسام بیع وشریٰ میں شرعی فیصلوں پر عمل کرنا بظاہر نقصان دہ اور باعث خسارہ معلوم ہو اس کی بالکل کوئی پرواہ نہ کریں اس لئے کہ رات دن محنت وکوشش کے بعد اگر اکل حلال نہ ملے تو درحقیقت یہ خسارہ ہے وہ خسارہ نہیں بلکہ وہ عین نفع ہے اور ادائیگی فرض اور باعث خیر کثیر واجر وثواب ہے اس لئے کہ صرف روزی کے لئے جدوجہد وکوشش ضروری نہیں بلکہ حلال روزی کے حاصل کرنے کی فکر وکوشش فرائض میں سے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلال کمانے کی کوشش فرض کے بعد فریضہ ہے یعنی اسلام کے اولین وبنیادی فرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا نماز، روزہ، زکوۃ

حج وغیرہ کے بعد حلال روزی حاصل کرنیکی فکر و کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے حدیث پاک میں خاص طور پر کسب کے ساتھ حلال کی قید کا اضافہ ہے فرض کی ادائیگی اور اسمیں مشغولی یقیناً عین دین و عبادت ہے اور موجب اجر و ثواب ہے نیز حلال کی قید سے اکل حرام سے بچانا مقصود ہے اس پر تنبیہ ہے اس لئے کہ اکل حرام سے دنیوی و اخروی نقصانات بیحد ہیں جو یقیناً باعث خسارہ اور موجب عذاب ہیں اور شرعی احکام پر عمل کرنے سے وقتی طور پر بظاہر جو نقصان معلوم ہوتا ہے وہ انشاء اللہ دوسرے معاملات میں منافع کثیر حاصل ہو کر اس کی تلافی بھی ہو جائے گی اور خیر و برکت منجانب اللہ ایسی حاصل ہو گی جس کا وہم و گمان بھی نہ ہو اور سب سے بڑا تو اخروی فائدہ ہے اگر سب کچھ دیکر بھی حاصل ہو جائے تو نہایت ارزاں ہے صداقت اور امانت کے ساتھ صحیح طریقہ پر تجارت کرنے والوں کا درجہ عند اللہ بہت بڑھا ہوا ہے آخرت میں وہ نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوں گے جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ پوری پوری سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کام کرنے والا تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

جب تاجر اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق عمل کرتا ہے اور ظاہری نقصان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے مقبول ترین بندوں کا ساتھی بنا کر اس کی انتہائی عزت افزائی فرماتے ہیں اور نواز دیتے ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

سلام کو عام کرنے والے کامل ایمان والے اور جنتی ہیں

(حدیث - ۲۹) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلم لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ رواہ المسلم جلد اول اصح المطابع ص۵۴ باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون - الخ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم پورے مومن نہ بن جاؤ اور تم کامل مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے کیساتھ محبت کرنے لگو (وہ یہ ہے) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ صحیح مسلم جلد اول ص۵۴

فائدہ: حدیث پاک میں دخول جنت کے لئے ایمان کے ضروری ہونے کے ساتھ مومنین کی آپس میں محبت کو بہت ہی اہمیت کے ساتھ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کے بغیر تکمیل ایمانی نہیں اور باہمی محبت کے حاصل ہونے کا آسان اور کامیاب نسخہ سلام کو آپس میں خوب پھیلانا اور عام کرنا بتایا گیا ہے جس سے سلام کو خاص اہمیت اور اس کے اونچے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ دخول جنت میں وہ کس قدر قیمتی اور کامیاب عمل ہے اور بھی متعدد احادیث میں دخول جنت کے لئے سلام کو خاص طور پر ذکر فرمایا گیا ہے جیسا کہ ترمذی میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے۔ اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ۔ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ۔ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔ رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ۔ اور سلام کو خوب پھیلاؤ۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ حدیث پاک میں تین ایسے کام کہ جن کے کرنے کے لئے ارشاد فرمایا گیا ہے اور ان کے کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے ان میں کا ایک عمل سلام کا خوب پھیلانا ہے۔ سلام کے خوب پھیلانے والے مختصر عمل کو اللہ رحمٰن و رحیم کی عبادت کرنے والے اعلیٰ و ارفع عمل اور عام و خاص کو کھانا کھلانے والے محبوب عمل کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے خود ابتدا بالسلام اور نہ جاننے پہچانے مومنین کو جاننے والوں کی طرح سلام کرنا۔ اور معمولی وقفوں کے بعد دوبارہ ملاقات ہونے پر ہر بار سلام کرنے کی احادیث صحیحہ میں ترغیب دی گئی ہے۔ اور یہ سلام کے خوب پھیلانے اور عام کرنے میں انتہائی معین و مددگار ہیں۔ سلام کرنے میں پہل کرنے والے کے بارہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر سے برأت کی بشارت دی ہے۔ دوسرے کے سلام کا منتظر متکبرانہ عمل میں مبتلا ہے اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد و ترمذی و ابو داؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَاَ بِالسَّلَامِ۔ کہ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے وہ شخص جو ابتداءً سلام کرے۔ سلام میں پہل کرنے والے کا عند اللہ کیسا اونچا درجہ ہے کہ مقرب بارگاہ خداوندی ہونے کی اس کے لئے بشارت ہے۔

سلام کو عام کیجئے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجائیے

سلام میں پہل کرنے والا اللہ کا مقرب ہے

تحیہ سلام کی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ کے ذریعہ تعلیم دی جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ والی حدیث میں مذکور ہے۔ فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰٓى اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ

آدم علیہ السلام کو سلام کی تعلیم

مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَکَ فَاِنَّھَا تَحِیَّتُکَ وَتَحِیَّۃُ ذُرِّیَّتِکَ فَذَھَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالُوْا السَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ قَالَ فَزَادُوْہُ رَحْمَۃُ اللّٰہِ ۔ اللہ تعالیٰ نے جس وقت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا فرمایا اس جماعت کو سلام کہہ اور وہ جماعت فرشتوں کی بیٹھی ہوئی تھی اور سن وہ کیا جواب دیتے ہیں وہی تیرا اور تیری اولاد کا جواب ہوگا۔ آدم علیہ السلام گئے اور کہا السلام علیکم فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کے الفاظ جواب میں زیادہ کر دیئے۔

مومنین کو اللہ کا سلام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحیہ سلام

اس مبارک کلمہ کی سب سے بڑی فضیلت تو یہ ہے کہ اَلسَّلَامُ اسماء الٰہیہ میں سے ہے اور مومنین کو سلام علیکم کہنے کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد بھی فرمایا ہے یہ پاکیزہ کلمہ بعینہٖ الفاظ کے ساتھ مامور من اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اَنَّہٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًا بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتوں کے ماننے والے تو کہدے تو سلام ہے تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو جو کوئی کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیک ہو جائے تو بات یہ ہے کہ وہ ہے بخشنے والا مہربان۔ (ترجمہ شیخ الہند) اور اہل ایمان کو بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں اسی کلمہ مبارکہ کے ساتھ سلام عرض کرنے کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ تشہد میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ السلام علیک کی یہ اعلیٰ خصوصیت تو اپنی جگہ پر علاوہ ازیں یہ کلمہ اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے ایسا مختصر جامع دعائیہ کلمہ ہے کہ اس سے بہتر بوقت زیارت وملاقات ورخصت کوئی دوسرا کلمہ پیش نہیں کیا جاسکتا اس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تم کو ہر قسم کی سلامتی نصیب فرمائے۔ اس کلمہ کے استعمال میں صبح وشام رات ودن مقیم ومسافر کے لئے کسی ادنیٰ تغیر وتبدل کی ضرورت نہیں ہر وقت اور ہر موقعہ کے لئے اس کے جامع الفاظ انتہائی موزوں اور بے مثل ہیں۔ یہ کلمہ چھوٹوں کے لئے بہترین دعاؤں کا حامل ہے اور بڑوں کے لئے ان کی صحت وسلامتی وعافیت کے لئے ان کے اعزاز واکرام کے ساتھ اپنی نیک خواہشات کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کے لئے اس خاص کلمہ کو قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر استعمال فرمایا ہے جیسا کہ سلام علی المرسلین۔ سلام علی عبادہ الذین اصطفٰے۔ سلام علی نوح فی العلمین۔ سلام علی ابراہیم۔ سلام علی اِل یاسین۔ سلام علی موسیٰ وہارون وغیرہ۔ قرآن کریم

سلام ہی تحیہ اسلام ہے

غیروں کی مشابہت اختیار کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں

اور احادیث شریفہ میں اس مبارک پاکیزہ کلمہ کے استعمال اور خصوصیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاکیزہ کلمہ اسلام اور مسلمانوں کا خاص تحیہ ملاقات اور خاص اسلامی شعار ہے مسلمانوں کے لئے اس اپنے مبارک کلمہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا کلمہ استعمال کرنا یا کسی دوسرے کا طریقہ اختیار کرنا ہرگز مناسب نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی میں روایت ہے۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّہَ بِغَیْرِنَا لَا تَشَبَّھُوْا بِالْیَھُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰی فَاِنَّ تَسْلِیْمَ الْیَھُوْدِ الْاِشَارَۃُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِیْمَ النَّصَارٰی الْاِشَارَۃُ بِالْاَکُفِّ ۔ (ترجمہ) عمرو بن شعیب اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے ہمارے غیروں کے ساتھ مشابہت اختیار کی تم یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو یہودیوں کا سلام انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے ساتھ اشارہ کرنا ہے بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ ایسی سختی کے ساتھ منع فرمانے کے باوجود ہم پھر اسمیں مبتلا ہو جائیں اور غیروں کے طور وطریق کو اختیار کریں آج ہمارا ایک معتد بہ طبقہ اسمیں مبتلا ہے اور یہود ونصاریٰ کے طریقہ کو فخریہ طور پر اپنائے ہوئے ہے۔ مہمانوں کو رخصت کرنے کے وقت یہ نصاریٰ کا سلام عام طور پہ دیکھا جاتا ہے اس سے بہت ہی بچنے کی ضرورت ہے عوام کو تو اس کے ممنوع وحرام ہونے کا پتہ بھی نہیں دوسروں کو دیکھا دیکھی بلاوجہ گناہ میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں جن کو معلوم ہو ان کو خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کی سخت ضرورت ہے نیز ابوداؤد میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کُنَّا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ نَقُوْلُ اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ عَیْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا کَانَ الْاِسْلَامُ نُھِیْنَا عَنْ ذٰلِکَ ۔ ہم جاہلیت میں کہا کرتے تھے۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ عَیْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا ۔ یعنی تیری وجہ سے اللہ آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور صبح کے وقت تو نعمتوں میں رہے جب اسلام آیا ہم اس سے روک دیئے گئے اور بوقت ملاقات ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنے کا حکم ہوا جیسا کہ اوپر گذرا۔

پرانی جہالت کو نیا نہ کیجیے

غور فرمائیے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت میں جو کلمے سلام کے قائم مقام مستعمل تھے جن سے ہمیں روک دیا گیا تھا اور ان کے بجائے ہمارے لئے سلام کا مبارک کلمہ منتخب ہوا تھا جو کہ ظاہری وباطنی دنیوی واخروی صلاح وفلاح وخیر کے لئے بے مثل ہے آج ہم اس کو چھوڑ کر پھر زمانہ جاہلیت والے کلمات بصورت صباح الخیر وصباح النور ومساک اللہ بخیر اختیار کریں تو یہ ہماری کتنی بڑی جہالت کی بات

ہو گی۔ اور بجائے سلام کے مع العافیہ اور مع السلامہ اور فی امان اللہ بھی اسی قبیل سے ہیں یعنی سلام کو چھوڑ کر ان کلمات کا استعمال کرنا ہرگز مناسب نہیں للہ ایسی جہالت سے باز آجایئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمودہ کلمہ السلام علیکم۔ وعلیکم السلام ہی کو اپنایئے اور سلام ہی کے جواب میں بجائے وعلیکم السلام کے صرف اہلاً وسہلاً مرحبا کہنا یا صرف آیئے تشریف لایئے۔ کیا حال ہے وغیرہ کہنا اور اصل مسنون جواب کو چھوڑ دینا ہرگز مناسب نہیں اور جواب دینا چونکہ واجب ہے علاوہ مذکورہ نقصان کے واجب بھی ذمہ میں باقی رہتا ہے۔ اول مسنون جواب دیجئے اس کے بعد اہلاً وسہلاً وغیرہ کے ذریعہ مزید اکرام کیجئے البتہ ملاقات و رخصت کے وقت سلام مسنون کا اہتمام کے ساتھ التزام کرتے ہوئے اگر مذکورہ بالا مروجہ جملے استیناس خاطر کے لئے بڑھا دیے جائیں تو اشکال نہیں البتہ سلام مسنون کا اہتمام نہایت ضروری ہے کہ اس کا متبادل کچھ نہیں نیز اس مبارک کلمہ کے استعمال میں بیشمار فوائد کے علاوہ اجر و ثواب بھی خوب ہے دس نیکیوں کا ثواب تو ہے ہی اور معمولی اضافہ سے تیس تک پہنچتا ہے جیسا کہ ترمذی و ابوداؤد میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور السلام علیکم کہا آپ نے اس کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا اور ارشاد فرمایا عَشْرٌ یعنی دس نیکیاں پھر ایک دوسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عِشْرُوْنَ یعنی بیس نیکیاں پھر ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا وہ بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ثَلَاثُوْنَ یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں حاصل ہو گئیں۔ اسی طرح سلام کا جواب دینے والے کے لئے بھی دس دس نیکیوں کا ثواب انشاء اللہ بڑھتا جائے گا۔

سلام مسنون کرنے کا اجر و ثواب

عام مومنین کے ساتھ ہمدردانہ معاملہ

(حدیث۔ ۳۰) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی جز ثانی ص ۲۶ باب لَا یَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا یُسْلِمُہٗ ــــ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہیں کرتا اور اس کی مدد نہیں چھوڑتا اور جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان سے کوئی غم دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قیامت کے غموں میں سے کوئی غم دور فرما دیں گے اور جو شخص کسی مسلمان کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

فائدہ: ماں باپ اولاد اقرباء واحباب پڑوسیوں کے ایک دوسرے پر بکثرت حقوق ہیں جنکو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی اہتمام وتاکید کے ساتھ تفصیل سے بیان فرمایا ہے حقوق کی ادائیگی پر اجر و ثواب حقوق نہ ادا کرنے پر سزا و عتاب کا بھی تفصیل کے ساتھ بیان موجود ہے لیکن خصوصی رعایت مروت واحسان کے مستحق شریعت اسلامی میں صرف یہ خواص ہی نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کے اسلامی اخوت کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے پر بہت سے حقوق ہیں اور مذہب سے قطع نظر نفس انسان ہونے کی حیثیت و ناطہ سے بھی مسلمانوں پر کچھ حقوق و ذمہ داریاں اسلام کی جانب سے عائد ہوتی ہیں اور صرف انسانوں ہی تک محدود نہیں حیوانات کے ساتھ بھی نرمی اور ان کے حقوق کی نگہداشت اور ان کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنیکی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ حدیث بالا میں ایک مسلمان کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے دکھ درد کے دور کرنے اور اس کے عیوب پر پردہ پوشی کرنے اور اس کے مددگار بننے کے اجر و ثواب کا مختصر بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی کو غم پریشانی ومصیبت میں مبتلا دیکھ کر اگر کوئی اس کے بروقت کام آجائے اور اس کو پریشانی ومصیبت سے نجات دلا دے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس وقتی دنیوی پریشانی کے دور کرنے کے بدلہ میں قیامت کے نہایت ہولناک دن کی اس کی کسی پریشانی ومصیبت کو دور فرما دیں گے دنیوی پریشانی ومصیبت کا قیامت کی ہولناک پریشانی سے کیا مقابلہ قیامت کی پریشانی اس سے لاکھوں درجہ بڑھی ہوئی ہے لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دن کی کسی انتہائی پریشانی کو دور فرما کر اس کو اعلیٰ بدلہ عطا فرمائیں گے۔ مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے اس کی شان سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ کوئی ظلم کا معاملہ کرے یا اس کی کسی پریشانی میں اس کی مدد نہ کرے تعلیمات اسلام اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے وہ کسی بھی وقت میں کسی کے ساتھ بھی ظلم نہ کرے اور کسی بھی پریشان حال کی مدد کرنے سے نہ رکے۔ عدل وانصاف رحمدلی اور بے یار و مددگار کی امداد واعانت اسلام سکھاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب پر پردہ پوشی کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ذلت و رسوائی سے حفاظت

مسلمان بھائی کی حاجت میں مدد کرنے والے کے اللہ تعالیٰ حاجت روا اور مددگار ہیں

فرمائیں گے۔ ضروریات زندگی میں تقریباً ہر شخص ایک دوسرے کی اعانت وامداد کا بظاہر محتاج ہے اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں مدد کرنے والے کے اللہ تعالیٰ حاجت روا اور مددگار رہیں جس کی اعانت وامداد اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمائیں اس کے کام بننے اور ضروریات کے پورا ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے لیکن وہ خود جس کی حاجت میں مدد کر رہا ہے اس کا کام ہو جانا ضروری نہیں نفس مدد کرنے پر اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں معین و مددگار ہیں جب تک اللہ کی مدد شامل حال رہے گی انشاء اللہ اس کے سب کام بنتے رہیں گے۔ مسلمانوں کے آپس میں ایک دوسرے پر بہت سے حقوق ہیں ان کی ادائیگی تو بہرحال ضروری ہے ہی ایک حدیث پاک جو بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق بیان فرماتے ہیں۔ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ۔ ١ سلام کا جواب دینا (ایک دوسری حدیث میں سلام کے جواب کے بجائے خود سلام کرنا مذکور ہے) ٢ بیمار کی عیادت کرنا۔ ٣ جنازے کے ساتھ جانا۔ ٤ دعوت قبول کرنا اور ٥ چھینکنے پر یرحمک اللہ کہنا۔

ایک دوسری حدیث پاک میں ان پانچ کے علاوہ اور بھی بعض چیزوں کا ذکر ہے نیز اس سلسلہ کی دوسری احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا اور زائد حقوق کا ذکر فرمانا ان کی خصوصیت خاصہ کی وجہ سے ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں ان مذکورہ حقوق کی ادائیگی کی پابندی سے آپسمیں میل ملاپ دکھ درد کی شرکت اور باہمی خوشگوار تعلقات کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے جو کہ روزافزوں مابین مودت و محبت کا ذریعہ ہے ان ہی حقوق کا انحصار نہیں بلکہ منشا مبارک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں ہر دو مسلمان بھائیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مثل ایک جان دو قالب کے ہونا چاہئیے کہ ہر مسلمان بھائی کو اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا ہر حال میں ہمدرد و غمگسار حامی و مددگار ہونا چاہئیے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث میں مختلف پیرایوں سے اس کی تاکید فرمائی اور مختلف طریقوں سے اس کی ترغیب دی جیسا کہ مسلم میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ۔ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام مسلمان ایک شخص واحد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا پورا جسم دکھ درد محسوس کرتا ہے اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو تمام جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ویسے تو جسم کے کسی حصہ میں بھی تکلیف ہو تو تمام جسم اس سے متاثر ہوتا ہے لیکن آنکھ اور سر کی تکلیف عموماً نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے اور اس سے پورا جسم انتہائی تکلیف

محسوس کرتا ہے بظاہر اس لئے ان دونوں کو خاص طور پہ ذکر فرمایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پوری ملت اسلامیہ گویا ایک شخص ہے اور ملت کے افراد اس کے اعضا ہیں اگر کسی ایک فرد کو ادنیٰ بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو پوری ملت اسلامیہ کو اس تکلیف کا احساس ہونا چاہئیے اور اس کے دکھ درد میں شریک اور اس کو دور کرنے کے لئے سب کو تیار رہنا چاہئیے۔ فی زماننا اس کی بہت کمی معلوم ہوتی ہے اس پر ہم سب کو خاص توجہ کی ضرورت ہے اور اپنے اخلاق و عادات و معاملات و معاشرت میں خاص طور سے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ دین و دنیا کی فلاح و کامیابی اسمیں مضمر ہے اور جب خالصاً لوجہ اللہ کوئی بھی نیک عمل کیا جاتا ہے تو پھر اس کے اجر و ثواب کی تو کوئی انتہا نہیں مولیٰ بڑے کریم ہیں جس کو جتنا چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

ہر ممکن طریقہ سے برائی کو اچھائی سے بدل دو

(حدیث - ۳۱) عن ابی سعیدِ الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ (رواہ مسلم) مسلم، صہ۵۱ بیان کون النہی عن المنکر من الایمان وان الایمان یزید وینقص وان الامر بالمعروف والنہی المنکر واجبان۔ اصح المطابع جلد اول

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو کوئی خلاف شرع کام ہوتے ہوئے دیکھے اس کو چاہیئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبانی طور پر سمجھائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اس کو دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ روایت کیا اسکو مسلم نے۔ صحیح مسلم۔ اصح المطابع جلد اول صہ۵۱

فائدہ: برائی برا کام بری بات اسمیں کفر و شرک بدعات رسوم قبیحہ فسق و فجور اور ہر قسم کی بد اخلاقی اور نامعقول باتیں شامل ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی سب خلاف شرعی باتوں کے روکنے کا حکم فرمایا ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو برائی کو مٹانے کی کوشش کرو۔ منکر اور خلاف شریعت کام ہوتے ہوئے دیکھنے والے ایک مؤمن و مسلمان کا کیا فرض منصبی ہے اور اس کے ایمان و اسلام کا کیا تقاضہ ہے اور اس کو کیا کرنا چاہیئے اس حدیث پاک میں اس کے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔

اول درجہ تو برائی کو دور کرنے اور اس کے بجائے اچھائی لانے کے لئے اپنے ہاتھ کی طاقت و قوت کا استعمال کرنا ہے لیکن یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں ذی وجاہت باا ثر جری اور حاکم قسم ہی کا کوئی شخص اسکو کرسکتا ہے جسمیں یہ طاقت ہو اس کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ ایسا نہ کرنا یہ اس کی کوتاہی سمجھی جائے گی اور جس میں اس کی طاقت نہ ہو تو دوسرے درجہ کی بات یہ ہے کہ موقعہ و محل کے مطابق اس کو زبانی طور پر کہہ سن کر ڈانٹ ڈپٹ کر سمجھائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو اور اندیشہ ہو کہ نرمی و گرمی دونوں ہی سے کام چلنے والا نہیں کہنے سننے کا الٹا اثر ہوگا اور خطرہ ہو کر لڑائی جھگڑا ہو جائیگا تو آخر درجہ کی بات یہ ہے کہ برائی کو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت کمزور درجہ ہے۔ اور اپنے قول و فعل سے ایسی کوئی صورت ہرگز اختیار نہ کرنی چاہیئے کہ جس سے برائی کرنیوالے کی حمایت و اعانت و رعایت و ہمت افزائی ہو جائے کہ یہ انتہائی خطرناک ہے۔ حدیث بالا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارہ

امر بالمعروف و نہی عن المنکر مومنین کی خاص صفت ہے۔

میں واضح ہے کثرت سے آیات قرآنی اور احادیث شریفہ میں امر بالمعروف (اچھے کاموں کے حکم کرنے) اور نہی عن المنکر (برے کاموں سے روکنے) کی تاکید آئی ہے اس عمل کو مومنین کی خاص صفات میں شامل کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایکدوسرے کی مددگار ہیں سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ (ترجمہ شیخ الہندؒ) آیات شریفہ میں مومنین کی خاص صفات کو بیان کرتے ہوئے نماز زکوٰۃ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ بظاہر زیادتی اہتمام کی وجہ سے یہاں پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو سب سے پہلے بیان فرمایا جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نماز و زکوٰۃ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تو نہایت ضروری ہے اور مومنین کی خاص صفات ہیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر مومنین کی ایک اہم اور خاص صفت ہے اس کو بھی اہتمام کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے اور پوری ذمہ داری کے ساتھ اس فرض منصبی کو ادا کرنا چاہیئے اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔

خیر امت کی تین خاص صفتیں

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر امت کا خطاب بھی اس مخصوص صفت کی موجودگی کے ساتھ ہے جیسا کہ ارشاد اللہ جل شانہ ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (ترجمہ) تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئیں عالم میں حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) جسطرح ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان سب نبیوں سے افضل ہیں اور تمام عالم کے انسانوں کے آپ نبی ہیں کسی ملک اور کسی قوم کے ساتھ آپ کی نبوت خاص نہیں اور آپ کی کامل و مکمل شریعت تاقیامت جاری رہنے والی شریعت اس کے حصہ میں آئی امت کا دائرہ عمل بھی کسی خاص قوم و ملک کے لئے مخصوص و محصور نہیں بلکہ سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے ہر ہر شعبہ کو محیط ہے گویا کہ امت کا وجود ہی اس لئے ہے کہ تمام انسانوں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو ان کو جنت کے دروازوں پر لاکر کھڑا کردے أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اس کی وحدانیت پر اور اس کے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا

بھی داخل ہے۔ خیر امت کے لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیساتھ ایمان باللہ شرط اولین ہے یعنی اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ایمان کے جملہ تقاضوں کو انتہائی اہتمام کے ساتھ خود پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دوسروں کی اصلاح کرنا اسی کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی موقعہ پر اسطرح بیان فرمایا جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس امت خیر الامم میں شامل ہو اس کو چاہیئے کہ اللہ کی شرط پوری کرے یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ایمان باللہ جس کا حاصل یہ ہے کہ خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرنا یہی شان حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے کا خود عمل نہ کرنا سخت عذاب کا باعث ہے۔

دوسروں کو اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بُرے کاموں سے روکنا لیکن خود شریعت پر عمل نہ کرنا اچھے کام کرنا اور نہ ہی بُرے کاموں سے رکنا بہت ہی برا ہے اور اس کا انجام نہایت سخت عذاب ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا اس کی انتڑیاں آگ میں نکل پڑیں گی وہ پھرے گا جسطرح گدھا آٹے کی چکی کے گرد گھومتا ہے دوزخ والے اس پر جمع ہوں گے اور کہیں گے اے فلاں! مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَامُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ۔ اے فلاں شخص تیرا کیا حال ہے کیا تو ہم کو نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور برائی سے نہیں روکتا تھا وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیکی کا حکم کرتا تھا اور خود نہ کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا اور خود نہ رکتا تھا۔ خود شریعت پر نہ چلتے ہوئے دوسروں کو نصیحت کرنیکا اول تو منہ نہیں ہوتا پھر ایسی نصیحت کا کچھ اثر بھی نہیں ہوتا اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے جیسا کہ ابھی گذرا اللہ بچائیں۔ اس لئے بہت ہی ضروری ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیساتھ اپنی اصلاح خاص توجہ کے ساتھ کرتے رہیں جسکو آیت شریفہ میں تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ کے نہایت ہی جامع الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اپنی اصلاح میں مشائخ متبعین شریعت وسنن مبارکہ کی مجالس کی حاضری کا خاص اہتمام کریں کہ بے حد مفید ہے۔

اصلاحی کام میں صحیح معلومات اور موقعہ شناسی انتہائی ضروری ہے۔

اپنی اصلاح اور دوسروں کی اصلاح کی کوشش یہ اس خیر امت کے ہر ہر فرد مرد وعورت کا کام اور ان کا فرض منصبی ہے جسکو حتی الامکان پورا کرنیکی ضرورت ہے اس کے لئے معروف ومنکر کو پہچاننا اور شرعی تقاضے اور خلاف شرع امور کی معلومات بقدر ضرورت رکھنا اور بوقت ضرورت اہل علم حضرات سے معلوم کرتے رہنا اور موقعہ ومحل کے مطابق بات چیت کرنے کے طور وطریق سے واقفیت ضروری ہے ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر اور منکر کو معروف خیال کرکے بجائے

اصلاح سارا نظام ہی درہم برہم کردے یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے کہ جس سے بجائے ایک منکر کی اصلاح کے چند مزید منکرات سامنے آجائیں۔ اپنے بعد دوسروں کی اصلاح کی کوشش میں اپنے اہل وعیال کو مقدم کرنے کی ضرورت ہے ان کے ساتھ تسامح برتنا اور ان کی برائیوں پر چشم پوشی کرنا نکیر نہ کرنا ان کے لئے اور معاشرہ کے لئے بہت نقصان دہ ہے اور اپنے لئے تو گوناگوں نقصان کا باعث ہے علاوہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے پر جواب طلب ہونے کے دوسری باز پرس اور جواب طلبی بھی ہوگی جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (الحدیث) خبردار تم میں سے ہر ایک محافظ ونگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا آدمی اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت کے (گھر والوں کے) متعلق سوال کیا جائے گا۔ کوئی بھی شخص محافظ ونگران ونگہبان باثر اور بڑا اور حاکم ہونے سے خالی نہیں کوئی اپنے گھر کا ہے کوئی محلہ کا کوئی ایک شہر کا کوئی چند شہروں کا اور کوئی پورے ملک کا بہر حال جسکی جو تحویل ونگرانی زیر اثر اور زیر حکومت وماتحتی میں ہے اور اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا پوچھ کچھ کی جائیگی اور مواخذہ ہوگا اس لئے ہر ذمہ دار کو اپنی ذمہ داری پورا کرنے کی انتہائی کوشش کرنے کی ضرورت ہے اللہ کی نافرمانیوں کو دیکھ کر خاموش نہ بیٹھنا چاہیئے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہنا چاہیئے ورنہ اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور دعاؤں کی قبولیت بند ہوجاتی ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب مسلط کردے پھر تم دعا مانگو گے اور وہ قبول نہ ہوگی اس لئے بہت ضروری ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر جسطرح اور جتنا بھی ممکن ہو کرتے رہنا چاہیئے اور اسمیں خاص طور سے رضائے الٰہی اور ادائیگی ذمہ داری کا بار بار استحضار اور دھیان رکھنا چاہیئے کہ اس کام میں خاص طور سے شیطان لعین ظاہری عاجزی ومسکنت والے اخلاق میں پوشیدہ عجب وتکبر پیدا کرکے سب کرا دھرا برابر کردیتا ہے اور گناہ لازم آتا ہے۔ اللہم احفظنا

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں گھر والوں کو مقدم کیا جائے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑ دینے سے عذاب آتا ہے اور دعائیں قبول ہونا بند ہوجاتی ہیں

حقوق اہل بیت کی نگہداشت حق اللہ وحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

(حدیث -۳۲) عن زید بن ارقمؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً خطیباً بماءٍ یُدعیٰ خُمّاً بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس فانما انا بشرٌ یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارکٌ فیکم ثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علیٰ کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی وفی روایۃ کتاب اللہ ھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ ومن ترکہ کان علی الضلالۃ ۔ رواہ مسلم ۔ مسلم جلد ثانی اصح المطابع ص ۲۷۹ باب من فضائل علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اس چشمہ کے قریب جسکو خم کہا جاتا ہے اور وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی اور وعظ ونصیحت فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا اما بعد خبردار اے لوگو میں ایک بشر ہوں قریب ہے میرے رب کا قاصد آجائے اور میں اس کو قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ چلا ہوں ایک اللہ کی کتاب ہے اسمیں ہدایت اور نور ہے اللہ کی کتاب پکڑو اور اس کو مضبوطی سے تھامو۔ اللہ کی کتاب پر ابھارا اور اسمیں رغبت دلائی پھر فرمایا دوسری بھاری چیز میرے اہل بیت ہیں ان کے بارہ میں تمکو اللہ کی یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے بارہ میں تمکو اللہ کی یاد دلاتا ہوں میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے بارہ میں ایک روایت میں ہے اللہ کی کتاب وہ اللہ کی رسی ہے۔ جو اس کے پیچھے لگا وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ صحیح مسلم جلد ثانی ص ۲۷۹

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان چشمہ خم کے مقام پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع کو خطاب فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا

کی اور وعظ ونصیحت فرمائی اور اپنے خطبہ میں خاص طور پر اپنی وفات کے قریب ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے اصحاب کرام اور اہل بیت بلکہ پوری امت کی ہدایت اور کامیابی کے لئے وصیت فرمائی ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد تمہارے مابین دو بھاری اور مہتم بالشان چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں پہلی بھاری اور مہتم بالشان چیز کتاب اللہ ہے اسمیں ہدایت ونور ہے اور اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کے مطابق عمل کرو ہدایت اور نور والی کتاب کی اہمیت بیان فرمائی اور اس کی ترغیب دی ایک دوسری روایت میں اسطرح ہے کتاب اللہ وہ اللہ کی رسی ہے جو اس کے پیچھے پیچھے رہا اسکا اتباع کیا وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگا۔ کتاب اللہ کے اتباع میں اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود ہی آگیا، اس لئے کہ کتاب اللہ میں بکثرت آیات شریفہ اطاعت اور اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید میں موجود ہیں ان پر عمل کئے بغیر اتباع کتاب اللہ مکمل نہیں ہو سکتا اور ہدایت بھی جب ہی حاصل ہوگی جب کہ عمل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں پر ہو۔ ایک بھاری اور مہتم بالشان چیز تو یہ ہوگئی ۔ دوسری بھاری اور مہتم بالشان چیز کے بارہ میں ارشاد فرمایا وہ میرے اہل بیت ہیں ان کے حقوق کی حفاظت کے بارہ میں میں تمکو اللہ کی یاد دلاتا ہوں پھر دوبارہ ارشاد فرمایا میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کے حقوق کے بارہ میں اور تیسری مرتبہ بھی ارشاد فرمایا بہت ممکن ہے کہ اہل بیت کے بارہ میں مکرر سہ کرر ارشاد کی یہ وجہ ہو کہ کتاب اللہ کی اہمیت پہلے سے قلوب میں راسخ ہے اہل بیت کے حقوق کی نگہداشت کی اہمیت بھی قلوب میں راسخ اور ذہن نشین ہو جائے کہ اہل بیت کے حقوق کی نگہداشت حق اللہ اور حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ان کی حفاظت اور رعایت کیجائے اور ان کا اعزاز واکرام واحترام کیا جائے اور ان کے ساتھ مودت ومحبت کا معاملہ کیا جائے اسی پر تنبیہ فرماتے ہوئے خلیفہ اول امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیدی حکم فرمایا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقوفاً علیہ انہ قال اُرقُبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فی اھل بیتہٖ ۔ اہل بیت کے معاملہ میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اعزاز اکرام اور پوری رعایت کرو ان کے ساتھ عداوت اور دشمنی نہ کی جائے اور ان کو ایذا وتکلیف نہ پہنچائی جائے کہ ان کی ایذا رسانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتہائی تکلیف کا باعث ہوگی اور اللہ جل جلالہ کی ناراضگی کا سبب بنے گی جس سے بہت زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا درجہ ومقام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بہت اونچا ہے

عنداللہ اہل بیت کی فضیلت

جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا سے ظاہر ہوتا ہے اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والوں اور ستھرا کر دے تمکو ایک ستھرائی۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) یعنی اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ گناہ اور نافرمانی میں مبتلا ہونے سے تمکو دور رکھے اور تم کو ظاہری و باطنی بدعملی و بدخلقی و بداعتقادی سے بالکل پاک وصاف رکھے۔ یہ منجانب اللہ اہل بیت کی بڑی فضیلت ہے اور چونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت معاصی سے پاک وصاف طیب و طاہر رہیں اس لئے پچھلی آیات میں خاص طور سے ازواج مطہرات امہات المومنین کو مخاطب کر کے وہ ہدایات واحکامات بیان کئے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے آلودگی معاصی سے حفاظت وطہارت و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ ہدایات واحکامات کا خطاب اگرچہ خاص ہے لیکن حکم عام ہے اور ساتھ ہی ترغیب وترہیب کا پہلو بھی اختیار کیا گیا اور یہ بھی واضح طور پر بیان فرمایا گیا کہ تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو بلکہ تمہارا درجہ ان سے بہت بڑھا ہوا ہے اور تم ممتاز ہو لیکن یہ امتیازی شان مشروط ہے اس شرط کے ساتھ کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو احکام شرعیہ پر پوری پابندی کے ساتھ عمل کرو تمہارے لئے اجر وثواب دوہرا ہے اور اس کے علاوہ جنت میں ایک خاص عمدہ رزق تمہارے لئے تیار ہے اور اس کے خلاف کرنے کی سزا بھی دوگنی ہوگی آیۃ شریفہ کے سیاق وسباق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرات اہل بیت کا اگرچہ درجہ بہت اونچا ہے وہ طیبین وطاہرین ہیں لیکن وہ انبیاء وملائکہ کی طرح معصوم نہیں جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ فاسدہ ہے آیۃ شریفہ میں لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ فرمایا گیا عَنۡكُمۡ ضمیر لائی گئی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت میں صرف ازواج مطہرات ہی داخل نہیں جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے بلکہ کچھ مرد بھی داخل ہیں اور اس کی تائید متعدد احادیث سے ہوتی ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَیۡهِ مِرۡطٌ مُرَحَّلٌ مِنۡ شَعۡرٍ اَسۡوَدَ فَجَاءَ الۡحَسَنُ بۡنُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجۡهَهُمَا فَاَدۡخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الۡحُسَیۡنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتۡ فَاطِمَةُ رضی اللہ تعالی عنہا فَاَدۡخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجۡهَهٗ وَوُجُوۡهَهُمۡ فَاَدۡخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا۔ ایک دن صبح کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سیاہ منقش بالوں کی چادر تھی حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے

اہل بیت کی قدرے تفصیل

آپ نے انکو اسمیں داخل کر لیا پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ان کو بھی ساتھ میں داخل کر لیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں انکو بھی اسمیں داخل کر لیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے ان کو بھی اسمیں داخل کر لیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والوں اور ستھرا کرے تم کو ایک ستھرائی اس حدیث پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن حضرت حسین حضرت فاطمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ورضی عنہم چاروں حضرات کو چادر میں داخل فرما کر آیۃ شریفہ اہل بیت مندرجہ بالا تلاوت فرمائی جس سے ان حضرات کا اہل بیت ہونا ظاہر ہے اور ایک دوسری حدیث پاک جو کہ مسلم شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اسمیں ان ہی چاروں حضرات کے بارہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهۡلُ بَیۡتِیۡ۔ ان حدیثوں اور اس طرح کی دوسری حدیثوں سے غلط استدلال کر کے شیعوں نے اہل بیت سے ازواج مطہرات ہی کو علیحدہ کر دیا حالانکہ ازواج مطہرات تو بتصریح القرآن اہل بیت میں سے ہیں آیۃ شریفہ میں خاص طور سے وہ مخاطب ہیں انکو اہل بیت سے کیسے خارج کیا جا سکتا ہے اور احادیث مبارکہ ان چاروں حضرات کو اہل بیت سے شمار کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ گو آیات کا نزول بظاہر ازواج مطہرات کے حق میں ہے اور وہی مخاطب ہیں مگر یہ حضرات بھی اہل بیت اور گھر والوں میں داخل ہیں اور یہ حضرات اس لقب کے مستحق ہیں اور فضیلت تطہیر کے اہل ہیں بہرحال از روئے قرآن وحدیث اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ معزز ومکرم اور خاص اولیاء اللہ ہیں اور ان کی اولاد در اولاد یعنی حضرات سادات کرام کا آج بھی یہی درجہ ومقام ہے بشرطیکہ تقویٰ اختیار کریں احکام شرعیہ پر پوری پابندی کیساتھ عمل کریں اس لئے کہ نسبت تقویٰ کے ساتھ اضعافاً مضاعفاً کا کام دیتی ہے اور بغیر تقویٰ کے بڑی سے بڑی نسبت زیادہ مفید نہیں جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰىكُمۡ تحقیق عزت اللہ کے یہاں اس کو بڑی جسکو ادب بڑا یعنی اللہ کے یہاں معزز ومقرب ہونے کا معیار تقویٰ ہے جتنا کوئی مہذب ومؤدب متقی ہوگا اللہ کے یہاں وتنا ہی معزز ومکرم ہے اور اگر خدانخواستہ خاندان سادات کا کوئی فرد عقائد کی خرابی اور کفر وشرک والحاد میں مبتلا ہو جائے تو پھر یہ نسبت اس کے جرم وسزا میں کوئی کمی کرانے والی نہیں بلکہ اضافہ کا سبب بن سکتی ہے حضرات اہل بیت کو کسی طرح کی کوئی تکلیف پہنچانا ان کے ساتھ دشمنی رکھنا نہایت خطرناک ہے اس لئے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے کسی ولی کے ساتھ دشمنی رکھنے والے کے لئے اعلان جنگ فرمایا ہے جیسا کہ بخاری

بڑی سے بڑی نسبت بغیر تقویٰ کے مفید نہیں

شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث قدسی میں یہ مضمون ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ (الحدیث) جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میری طرف سے اسکو اعلان جنگ ہے اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ فرمانا کوئی معمولی بات نہیں اگر ولی حضرات علماء میں سے ہو تو ان کے ساتھ دشمنی رکھنے والوں سے اعلان اور بھی سخت ہوگا اس لئے کہ حضرات علماء کا درجہ عند اللہ بڑھا ہوا ہے اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں کوئی گستاخی کرے ان کو تکلیف پہنچائے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھے یقیناً اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت ترین اعلان جنگ ہوگا اس لئے کہ عام ولیوں کے مقابلہ میں اصحاب کرام کا درجہ عند اللہ بہت بڑھا ہوا ہے اور اگر کوئی اصحاب کرام کے مخصوص حضرات یعنی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ عداوت و دشمنی رکھے گا ان کے ادنیٰ خلاف شان کوئی کلمہ زبان پر لائیگا ان کے لئے سخت ترین اعلان جنگ انتہائی غضبناکی کے ساتھ ہوگا اس لئے بہت ضروری ہے کہ اول تو کسی بھی مسلمان کے خلاف کوئی ادنیٰ بات نہ کہے اور بغیر کسی حق شرعی کے کسی کو ادنیٰ تکلیف نہ پہنچائے اور اپنے ہاتھ و زبان کو محفوظ رکھے کہ یہی مسلم کی خصوصی شان ہے اور حضرات اولیاء کرام اور حضرات علماء عظام اور حضرات اصحاب کرام اور حضرات اصحاب بیت طیبین وطاہرین کے بارہ میں تو انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوجہ سے ان سب حضرات سے بغیر کسی تفریق کے زیادہ سے زیادہ محبت رکھنے کی کوشش کرتے رہنا ضروری ہے اور ان کے اپنے معاملات میں نکتہ چینی اور تنقید ہرگز نہ کرنی چاہئے کہ قیامت میں اس کے بارہ میں تم سے کچھ سوال نہ ہوگا ان کے ادنیٰ خلاف شان کوئی بات زبان سے نکالنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کو انتہائی غضبناک کرنا ہے اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کیطرف سے اعلان جنگ کو قبول کرنا ہے اور چونکہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی اور تکلیف دہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی انتہائی ناراضگی کا سبب ہوگی کہ اہل بیت خاص اولیاء اللہ ہیں اس لئے غضب الٰہی بھی مزید در مزید ہوگا اور کتنا خطرناک ہے کہ جب احکم الحاکمین وارحم الراحمین ہی ایسے غضبناک و ناراض ہو جائیں تو پھر کیا ٹھکانا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَغَضَبِ رَسُوْلِکَ صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصہارہٖ وجمیع اہل بَیْتِہٖ وَجمیع اصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

خلاف فطرت فاحشہ کا مرتکب ملعون اور اللہ کی رحمت سے دور ہے

(حدیث-۳۳) عن ابن عباس رضی اللہ عَنْھُمَا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاینظر اللہ تعالیٰ الیٰ رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اوامْرَأَۃً فِی الدُّبُرِ۔ رواہ الترمذی ۔ ترمذی جلد اول ابواب الرضاع باب ماجاء فی کراہۃ اتیان النساء فی ادبارھن ص ۱۷۳

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مرد یا عورت کے ساتھ دبر میں صحبت کرے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر عنایت نہ فرمائے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے ترمذی جلد اول ص ۱۷۳

فائدہ: دبر یعنی پاخانہ کے راستے میں بدکاری کرنا نہایت قبیح فاحشہ اور خلاف فطرت حرامکاری اور اتنا بڑا گناہ ہے کہ ایسے خلاف فطرت بدکاروں کیطرف اللہ جل جلالہ نظر بھی نہ فرمائے گا یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ ایسے غضبناک و ناراض ہوں گے کہ ان کی طرف ذرا بھی نظر التفات و رحمت نہ ہوگی یہ رحمت سے دور ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

اللہ کی نظر کرم و رحمت سے دور ہو جانا کوئی معمولی بات نہیں قیامت کے دن اسکا اچھی طرح پتہ چلیگا کہ یہ کتنی بڑی بدبختی ہے جب ارحم الراحمین ہی ناراض ہوں اور منہ پھیرلیں تو پھر کیا ٹھکانہ ہے۔ حیوانات بھی باوجود عقل و شعور نہ ہونے کے اپنی شہوت کے تقاضے اس خلاف فطرت طریقہ سے پورا نہیں کرتے۔ جو انسان اس خلاف فطرت حرکت میں مبتلا ہیں وہ حیوانات سے بھی بدتر ہیں۔ یہ فعل شنیع اور قبیح فاحشہ خلاف فطرت عمل ہے اور قابل لعنت و ملامت ہے شریعت اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہانتک کہ اپنی بیوی کے ساتھ بھی چاہے کسی بھی فرضی و من گھڑت مصلحت کیوجہ سے کیا جائے یہ خلاف فطرت عمل کرنیوالا بہر حال ملعون ہے جیسا کہ احمدؒ و ابوداؤدؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَہٗ فِیْ دُبُرِھَا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ اس کی دبر میں جماع کرے وہ ملعون ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی کہ اس فعل بد کا اپنی بیوی کے ساتھ کرنے والا ملعون ہے اس

سے اس فعل شنیع کی انتہائی قباحت وخباثت ظاہر ہوتی ہے۔ مرد کا مرد کے ساتھ اور مرد کا کسی غیر عورت کے ساتھ اس غیر فطری فاحشہ وبدکاری کا مرتکب تو ملعون ہے ہی اپنی بیوی جو کہ حلال طیب ہے اور اس سے قضاء شہوت وجماع جائز ہی نہیں بلکہ باعث اجر وثواب بھی ہے اس کے ساتھ بھی اگر اس غیر فطری اور قبیح فعل کے ذریعہ شہوت پوری کی جائے تو کرنیوالا ملعون ہے۔

دوسری ایک حدیث پاک میں تو اسکو اعمال کفریہ میں سے شمار کیا گیا ہے ترمذی وابن ماجہ ودارمی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَأَۃً فِیْ دُبُرِھَا اَوْ کَاھِنًا فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی عورت کیساتھ حالت حیض میں یا پیچھے سے صحبت کرے یا کاہن کے پاس جائے اُسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا گیا ہے اس کے ساتھ کفر کیا یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے احکام کیساتھ کفر کا معاملہ کیا۔ اپنی عورت کے ساتھ حالت حیض میں جماع کرنا یا براہ دبر جماع وصحبت کرنا حرام اور بڑا گناہ ہے اور کفران نعمت ہے کہ حلال وپاکیزہ طریقہ پر استعمال کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک بڑی نعمت کی ناشکری کی اس سے مستفید ہونے کے بجائے گندے قبیح حرام اور بڑے گناہ اعمال کفریہ میں مبتلا ہوا اور اگر خدانخواستہ کسی نے ان افعال حرام کو حلال سمجھ کر کیا پھر تو کافر ہی ہو گیا اسی طرح کاہن ونجومی کے پاس جانا اس کی بتائی ہوئی غیب کی باتوں کی تصدیق کرنا کفر ہے۔ استمنا بالید ہاتھ سے یا اور کسی ذریعہ سے منی کا ضائع کرنا کرنیوالا مرد ہو یا عورت نیز سحاق یا مساحقت یعنی عورت کا عورت کے ساتھ باہم مل کر رگڑ کر خواہش پوری کرنا یہ افعال بھی خلاف فطرت ہیں اور حرام ہیں درجات اور احکام کا بیشک فرق ہے نفس حرمت میں سب برابر ہیں اور طبی نقصانات بھی اسطرح کی سب صورتوں میں اس قدر ہیں کہ عمر بھر اسکی تلافی ممکن نہیں۔

زنا تو بہت بڑا گناہ ہے ہی جس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے لیکن یہ فاحشہ عمل قوم لوط بھی اس سے کچھ کم نہیں بلکہ اپنی خباثت وقباحت عواقب ونتائج کے اعتبار سے اس ڑھا ہوا ہے علاوہ حرام شرعی ہونے کے عقل سلیم وطبع نظیف بھی اس گندی بدفعلی کو کسی ت نہیں کرتی اور جائز نہیں سمجھتی۔ اس فعل بد کی کوئی ایک حد اور سزا کا مقرر نہ ہونا خفیف ومعمولی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ خباثت اور سخت جرم ہونے کی وجہ سے

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مختلف سزائیں منقول ہیں بعض احادیث میں صرف قتل کے لئے حکم فرمایا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَنْ وَجَدْتُمُوْہُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوْہُ الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِہٖ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اور جسکو تم عمل قوم لوط کرنیوالا (یعنی اغلام بازی کرنیوالا) پاؤ فاعل اور مفعول (کرنے اور کرانیوالا) کو قتل کرو اور ابن ماجہ ہی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں عمل قوم لوط کرنے والے کی سزا کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مروی ہے۔ قال اُرْجُمُوا الْاَعْلٰی وَالْاَسْفَلَ اُرْجُمُوْھَا جَمِیْعًا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اوپر والے اور نیچے والے رجم کرو اور اکٹھا رجم کرو۔ خیار امت جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے لئے سخت ترین سزائیں تجویز کی ہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رواہ رزین وفی روایۃ لہٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہ تعالٰی عنہما اَنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَھُمَا وَاَبَا بَکْرٍ ھَدَمَ عَلَیْھِمَا حَائِطًا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ملعون ہے جو قوم لوط جیسا عمل (یعنی اغلام بازی) کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان دونوں (فاعل ومفعول) کو جلوا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی (کہ دونوں دب کر ہلاک ہو جائیں) خلاصہ یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فاعل ومفعول کے لئے سزائے موت ان دردناک طریقوں کے ساتھ تجویز کی۔ اور دُرِّ مختار میں ان دونوں مندرجہ بالا سزاؤں کے لکھنے کے بعد ایک تیسری دردناک سزا بھی درج کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اونچی جگہ سے گرا کر ساتھ ہی اوپر سے پتھر برسائے جائیں یہ سزا قوم لوط کے ظالموں پر آنیوالے عذاب الٰہی کے مشابہ ہے۔ قوم لوط کی اس خلاف فطرت فاحشہ اور اس کی وجہ سے ان پر آنے والے عذاب کا تذکرہ قرآن کریم میں بہت کثرت سے مختلف اسلوب سے مختصر ومفصل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کو اس فعل شنیع سے روکنے کے لئے

مختلف طریقوں سے پند و نصیحت فرماتے رہے لیکن ان کی قوم نے ایک نہ سُنی اور اپنی ایجاد کردہ اس خلاف فطرت حرامکاری سے باز نہ آئے اور اپنے نبی حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متعلقین کو شہر سے باہر نکالنے کے درپے ہونے لگے اور کہنے لگے اگر تم سچے ہو تو لاؤ کہاں ہے وہ عذاب جس سے تم ڈراتے ہو تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رات کے آخر حصہ میں حضرت لُوط علیہ السلام مع اپنے اہل و عیال و متعلقین کے علاوہ ان کی اپنی بیوی کے جو کہ اس فاحشہ میں قوم کی مددگار تھی اس بستی سے تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا اور صبح ہوتے ہی ان ظالموں پر سخت عذاب نازل فرمایا ہے۔ قال اللہ عزّ وجل فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ مَّنۡضُوۡدٍ مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ وَمَا هِىَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ بِبَعِيۡدٍ ۝ پھر جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے تہہ بتہہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور (ترجمہ شیخ الہندؒ) جبرئیل علیہ السلام نے ان بستیوں کو اٹھا کر آسمان کے قریب سے نیچے پٹک دیا اس سے بستیاں تہ و بالا ہوگئیں پھر ان کی ذلت و رسوائی کی تکمیل کے لئے اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ شہر کی آبادی سے الگ جو اس قوم کے افراد جہاں بھی کہیں تھے وہ اسی جگہ پتھروں سے ہلاک کئے گئے نشان کئے ہوئے پتھروں کے بارہ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہر ایک پتھر پر اس کا نام تھا جس کو اس کے ذریعہ ہلاک کرنا تھا۔ اس قوم کو جو سزا اوپر نیچے کرنے کی ملی وہ ان کی شرمناک حرکت سے ظاہری مناسبت بھی رکھتی ہے سخت عذاب تھا العیاذ باللہ۔ بہت زیادہ ڈرنے کا مقام ہے اس طرح کا عذاب یا اس سے بھی سخت عذاب اس فاحشہ میں مبتلا ظالموں پر کبھی بھی آسکتا ہے اللہ تعالیٰ جمیع مسلمین کی حفاظت فرمائیں۔

طبّی نقصانات

طبی نقصانات بھی اس فاحشہ میں مبتلا فاعل و مفعول کے لئے بہت کثرت سے ہیں تفصیل کا موقع نہیں ان میں کا ایک ادنیٰ نقصان جو زمانہ قدیم سے مسلسل تجربہ میں آرہا ہے وہ یہ ہے کہ عضو مخصوص کی ساخت میں ایسے نقصانات پیدا ہو جاتے ہیں کہ حلال و طیب پاکیزہ بیوی کیساتھ صحیح طریقہ پر مجامعت کی صلاحیت بہت کم اور بعض میں بالکل مفقود ہو جاتی ہے ازدواجی زندگی حقیقی لطف سے محروم ہو جاتی ہے بیویاں اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل نہ ہو سکنے کی

فاحشہ قوم لوط کو اچھا سمجھا جانے پر ادبار الٰہی

وجہ سے طرح طرح کی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور بعض کے حالات تو ناگفتہ بہ حد تک پہنچ جاتے ہیں اور پیدا ہونے والے بچوں میں بہت سے بچے خلقی طور پر دماغی نشو و نما کی کمی میں مبتلا پیدا ہوتے ہیں اور بعض دوسرے اعضاء جسم کی ساخت میں نقصان لئے ہوئے پیدا ہوتے ہیں ایسے بچے عام طور پر تاحیات معذوری کی زندگی گذارتے ہیں اور یہ سلسلہ بسا اوقات اولاد در اولاد تک چلتا رہتا ہے اگرچہ اس کے دوسرے اسباب بھی ہیں لیکن یہ سبب قوی ہے۔ یہ تو اس قسم کا نقصان تھا کہ معالج و مریض کی حد تک اس کی معلومات ہو سکتی تھیں دوسروں کو اس کا کچھ پتہ نہ چلتا تھا لیکن جب اس فاحشہ کے ابتلا میں بعض یورپین ملکوں امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں کثرت ہوئی اور کچھ لوگوں نے اس فاحشہ کو بنظر استحسان دیکھا اور اس سے ممانعت کو اپنی آزادی کے خلاف سمجھا اور برطانوی پارلیمنٹ نے اس کی قانونی طور پر اجازت دیدی اس کے نتیجہ میں چند سالوں سے قہر الٰہی اور عذاب الٰہی کی ابتدا ان ممالک میں ایک لاعلاج خطرناک مہلک ذلیل و رسواکن مرض کی صورت میں ظاہر ہوئی جس کو ایڈز کہا جاتا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والوں کی تعداد روز افزوں ہے اور اس کا مجموعی سبب یہی فاحشہ قوم لوط بیان کیا جاتا ہے امریکی ڈاکٹروں نے پچانوے فیصد ایڈز کے مریضوں میں فاحشہ قوم لوط میں مبتلا ہونے کو سبب قرار دیا ہے نیز اشیاء مخدرہ و ادویہ منومہ کے استعمال کرنے والے بھی کچھ فیصد اسمیں مبتلا ہوئے۔ مرض ایڈز کی مختصر طور پر حقیقت یہ ہے کہ مریض کی قوت مدافعہ و مدبرہ بدن جو منجانب اللہ ہر شخص میں ہر وقت جملہ اعضاء بدن کی صحت و سلامتی بحال رکھنے کے لئے مقرر ہے وہ اپنے متعلقہ کام کے قابل نہیں رہتی اس قوت کا کام یہ ہے کہ مرض کے ہونے والے حملوں سے بچانیکی تدبیریں کرتی رہتی ہے اور اگر کسی مرض کا حملہ ہو جائے تو پھر اس کو دور کرنے کی تدبیروں میں لگی رہتی ہے یہانتک کہ جو دوا استعمال کی جاتی ہے مقام مرض تک اس دوا کے اثرات کو یہی قوت پہنچاتی ہے اور باذن اللہ مرض دور ہو جاتا ہے جب یہ قوت اپنے کام کو انجام نہیں دیتی تو پھر طرح طرح کے بد سے بدتر امراض جیسے کینسر (سرطان) جلدی و غدوی و لحمی اور پھیپھڑوں معدہ و آنتوں میں شدید التہابات اورام و اوجاع انتہائی تکلیف دہ اور بے چین کن پیدا ہوتے ہیں نیز دیگر ہر قسم کے امراض قوت مدافعت نہ رہنے کی وجہ سے وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے ہیں اور چونکہ قوت مدبرہ بالکل معطل ہو جاتی ہے اور دوائی اثرات مرض تک نہیں پہنچ پاتے تو پھر کسی بھی دوا کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور ہر مرض اس مریض کا لاعلاج

ہو جاتا ہے انجام کار اس شرمناک فعل کی ذلت و رسوائی بے یار و مددگاری کسمپرسی اور علاج معالجہ سے محرومی کی زندگی گذارتے ہوئے اور امراض اور ان کے عوارضات کی رات دن کی تکلیفیں اٹھاتے ہوئے یہ مریض سسکتے ہیں اور اپنے آخری وقت کے شدت سے منتظر رہتے ہیں کہ دم نکلے تو ان مصائب سے نجات حاصل ہو حالانکہ یہ تو چند روزہ ہے آخرت کا عذاب بہت سخت و دیرپا ہوگا الایہ کہ سچے دل سے ندامت و شرمندگی کیساتھ پکی توبہ کی توفیق منجانب اللہ جسکو ہو جائے اور اگر گڑگڑا کر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ تواب و رحیم ہیں بصورت کفر تو سخت عذاب ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

نرمی اور نرم مزاجی دوزخ سے بچانے والی جنت میں لیجانے والی ہے

(حدیث۔۳۴) عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مَن یُحرَمُ الرِّفقَ یُحرَمُ الخَیرَ۔

رواہ مسلم باب فضل الرفق مسلم جلد ثانی ص۳۲۲

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص نرم مزاجی سے محروم کیا گیا وہ خیر سے محروم کر دیا گیا۔ روایت کیا اسکو مسلم نے (صحیح مسلم جلد ثانی ص۳۲۲)

فائدہ: حسن اخلاق میں مزاج کی نرمی اعلیٰ درجہ کی محبوب و پسندیدہ صفت ہے اور زیادہ تر خیر و بھلائیوں کی بنیاد و جڑ ہے اور اس کا درجہ اتنا بلند ہے کہ جس کو اس سے محروم کر دیا گیا وہ اچھائیوں اور بھلائیوں سے محروم ہو گیا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ محبوب و پسندیدہ صفت عطا فرما دی اس کو گویا تمام خیر و بھلائیاں مل گئیں۔

نرم خوئی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کی وہ عطائیں جو نرمی پر ہوتی ہیں وہ سختی اور کسی بھی دوسری چیز پر نرمی کے علاوہ نہیں ہوتیں جیسا کہ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللہَ تعالیٰ رَفِیقٌ یُحِبُّ الرِّفقَ وَیُعطِی عَلَی الرِّفقِ مَا لَا یُعطِی عَلَی العُنفِ وَمَا لَا یُعطِی عَلٰی مَا سِوَاہُ۔ اللہ تعالیٰ خود

نرم و مہربان ہے اور نرمی و مہربانی کرنا اس کو محبوب ہے اور نرمی پر وہ اتنا دیتا ہے جتنا کہ سختی پر نہیں دیتا اور نرمی کے علاوہ اور بھی کسی چیز پر اتنا نہیں دیتا اس حدیث پاک سے نرمی و مہربانی کی عظمت کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے معلوم ہونے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بہت محبوب ہے کہ اس کے بندے آپس کے تمام معاملات میں نرم مزاجی کو اختیار کریں اور درشت خوئی اور سخت مزاجی چھوڑ دیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے محبوب بنیں اور اس کی بھرپور عطایا سے مالا مال ہوں۔ اور جن درشت خو اور سخت مزاجوں کو اپنی سخت گیری کی وجہ سے بعض چیزوں میں ظاہری کامیابی نظر آتی ہے وہ حقیقت میں کامیابی نہیں اس کا انجام یقیناً دنیا و آخرت میں خراب ہے تجربہ شاہد ہے کہ نرم مزاج عند الناس محبوب ہوتے ہیں عموماً لوگ ان کے گرد جمع رہتے ہیں اور اپنی نرم مزاجی کی وجہ سے لوگوں کے دکھ درد کو سنتے دیکھتے اور ان کی ضروریات و حاجات میں وقتاً فوقتاً کام آتے رہتے ہیں اور جس کا ان کے ساتھ جو بھی معاملہ پیش آ جاتے انکار و یہ ہمیشہ اسمیں نرم ہی رہتا ہے ان کو حسن اخلاق کے اکثر شعبوں پر عمل کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے دنیا میں بھی فوز و فلاح و کامیابی سے ہمکنار رہتے ہیں اور آخرت میں ان کے لئے اجر و ثواب کے انبار جمع ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نرم مزاج والوں پر دوزخ کی آگ حرام ہونے کی خوشخبری دی ہے جیسا کہ ابو داؤد و ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اُخبِرُکُم بِمَن یُحرَمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَن تَحرَمُ النَّارُ عَلَیہِ عَلٰی کُلِّ ھَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیبٍ سَھلٍ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو کہ دوزخ پر حرام ہے اور اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ ہر وہ شخص جو مزاج کا تیز نہ ہو۔ نرم ہو۔ لوگوں سے قریب ہونیوالا ہو نرم عادت ہو۔ چاروں لفظ معنی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہیں نرم مزاجی سب سے ٹپکتی ہے خلاصہ یہ کہ نرم مزاجی ایسی اچھی عادت ہے کہ جنت میں لیجانے والی ہے اور دوزخ سے بچانیوالی ہے۔ نرم مزاج ملنسار شخص جنتی ہے دوزخ اس پر حرام ہے اور درشت خو سخت مزاج تنک چڑھوں سے لوگ دور بھاگتے ہیں انکے کوئی پاس بھی نہیں پھٹکتا مگر یہ کہ کسی کی کوئی ضرورت ان سے وابستہ

ہو تو اپنا کام نکالنے کے لئے یا رفع شر کے لئے ان کے پاس آتے جاتے ہیں عام طور پر لوگوں کو انسے نفع نہیں پہنچتا اپنی اس سخت مزاجی کی وجہ سے جو اکثر بد اخلاقیوں کی جڑ ہے حسن اخلاق کے زیادہ تر شعبوں پر عمل کرنے سے محروم رہتے ہیں دنیا میں بھی خائب و خاسر رہتے ہیں اور آخرت میں بجائے اجر و ثواب کے ان کی سخت مزاجی کیوجہ سے جو لوگوں کو ایذائیں و تکلیفیں پہنچیں ان کا گناہ و وبال انکے ذمہ جمع ہوتا رہتا ہے اور چونکہ امور خیر ان کے کالعدم ہوتے ہیں تو پھر ان کے اجر و ثواب ہی کہاں اور نرم مزاج والوں کی طرح ان کا داخلہ جنت کیسا جیسا کہ ابو داؤد میں حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّازُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ جنت میں سخت گو اور سخت مزاج داخل نہ ہو گا ۔

سخت گوئی اور سخت مزاجی مومنین کی شان کے خلاف ہیں اور ایسی بری عادتیں ہیں کہ جنت کے راستہ میں رکاوٹ بن سکتی ہیں ایسی خراب عادتوں والے دوسرے اچھی عادتوں والے ساتھ جنت میں نہ جا سکیں گے اپنے اعمال بد کی سزا بھگتنے کے بعد ہی ان کا داخلہ جنت ہو سکے گا اور اگر خدانخواستہ ان کی سخت مزاجی اور سخت گوئی کی منحوس عادت کی وجہ سے کبھی کوئی کلمہ کفر زبان سے نکل گیا اور اس پر جمے رہے اور توبہ نہ کر سکے پھر تو ہرگز داخلہ جنت نہ ہو سکے گا نعوذ باللہ من ذلک ۔ نرمی تمام ہی دنیاوی امور میں اور ذاتی معلومات میں ممدوح ہے اور اسی کو اختیار کرنا چاہیئے سختی اور غصہ وغیرہ سے بچتے رہنا چاہیئے اِلّا یہ کہ وہ سب صورتیں جنمیں حقوق ضائع ہو رہے ہوں اور احکامِ خداوندی و حدود شرعی پامال کئے جا رہے ہوں انمیں سختی برتنا اور غصے ہونا ہی انتہائی ضروری ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ شمائل ترمذی میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہند بن ابی ھالہ والی طویل روایت میں مذکور ہے اسمیں سے موقعہ کے مطابق بعض اجزاء ذکر کئے جاتے ہیں ۔ لَیْسَ بِالْجَافِیْ وَلَا الْمُهِیْنِ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سخت مزاج تھے اور نہ کسی کی توہین فرماتے تھے ۔ وَلَا تُغْضِبُهُ الدُّنْیَا وَلَا مَا کَانَ لَهَا فَاِذَا تُعُدِّیَ الْحَقُّ لَمْ یَقُمْ لِغَضَبِهٖ شَیْءٌ حَتّٰی یَنْتَصِرَ لَهٗ وَلَا یَغْضَبُ لِنَفْسِهٖ وَلَا یَنْتَصِرُ لَهَا ۔ دنیا اور دنیوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا البتہ اگر کوئی امر دین اور حق بات سے تجاوز کرتا تو اسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا یہاں تک کہ آپ اس کا انتقام نہ لے لیں ۔ اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے اور نہ اسکا انتقام لیتے تھے جیسا کہ ابو داؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ بِالْمَدِیْنَةِ وَاَنَا غُلَامٌ لَیْسَ کُلُّ اَمْرِیْ کَمَا یَشْتَهِیْ صَاحِبِیْ اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْهِ مَا قَالَ لِیْ فِیْهَا اُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِیْ لِمَا فَعَلْتَ هٰذَا اَوْ اَلَّا فَعَلْتَ هٰذَا ۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ میں دس سال رہا اور نوعمری کی وجہ سے مجھ سے بہت سے کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب منشا بھی نہ ہوتے تھے آپ نے اس پورے عرصہ میں مجھے کبھی اُف تک نہ فرمایا اور نہ کبھی فرمایا کہ یہ کیوں کیا یا یہ کیوں نہیں کیا ۔

قربان جائیے ایسی نرم مزاجی و بردباری کے ۔ ایسی نرم مزاجی و تحمل اگرچہ ہمارے لئے آسان نہیں تاہم کوشش ضرور کرتے رہنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کا کوئی ذرہ اپنے فضل سے ہم گنہگاروں کو بھی نصیب فرما دیں ۔ نرم مزاجی کی تو بہر حال کوشش کرتے رہنا چاہیئے کہ بہت مفید ہے اور ضروری بھی لیکن امور انتظامیہ اور دینی و اجتماعی و اصلاحی کاموں اور مصالح و مفاد عوام الناس کے لئے جن صورتوں میں سختی کی ضرورت پیش آئے وہاں عارضی طور پر سختی برتنا اور سخت مزاجی دکھانا ہی ضروری ہے اور یہ سختی مذموم سخت مزاجی میں داخل نہ ہوگی بلکہ ان سب صورتوں کو امور دین میں شامل کیا جائیگا اور اس سختی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عادت شریفہ کے اتباع میں داخل سمجھا جائیگا جس کا ذکر سطور بالا میں گذر چکا کہ اگر کوئی امر دین اور حق بات سے تجاوز کرتا تو اسوقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا ۔ الخ

خلاصہ یہ کہ ہمارا کام تو تعمیل ارشاد و حکم اور اتباع کرنا ہے مزاج تو نرمی والا ہی بنانا ہے لیکن جہاں دینی تقاضے سختی کرنے کے ہوں وہاں عارضی طور پر سختی کر دکھانا ہے جیسا کہ عادت مبارکہ تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائیں ۔ آمین

خودکشی کرنے والے کو مصیبت سے نجات نہیں ملتی
وہ ہمیشہ ہمیشہ کی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے

(حدیث ۔ ۳۵) عن ابی هُرَیرَة رضی اللہ   حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
مَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ بِحَدِیْدَۃٍ فَحَدِیْدَتُہٗ فِی
یَدِہٖ یَتَوَجَّأُ بِھَا فِیْ بَطْنِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ
خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا
فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَھُوَ یَتَحَسَّاہُ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدًا
مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ وَقَتَلَ
نَفْسَہٗ فَھُوَ یَتَرَدّٰی فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدًا
مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا۔ رواہ مسلم
باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ مسلم جلد اول ص۷۲

روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کیا ہو گا اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا اس کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور جس شخص نے زہر کھا کر خودکشی کی ہے وہ اسی طرح دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ خودکشی کرتا رہے گا اور جس شخص نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی ہے وہ اسی طرح دوزخ کی آگ میں اپنے آپ کو پہاڑ سے گراتا رہے گا۔

(صحیح مسلم جلد اول ص۷۲)

فائدہ: خودکشی کرنے والا اپنے آپ کو صرف اس وجہ سے ہلاک کرتا ہے اور موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے کہ وہ کسی ایسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے جو کسی بھی وجہ سے اس کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے اور اپنے آپ کو مار کر یہ سمجھتا ہے کہ اس مصیبت سے مر کر چھٹکارا مل جائے گا حالانکہ وہ اس وقتی مصیبت کے دور کرنے کے چکر میں ہمیشہ ہمیشہ اس سے لاکھوں گنا بڑی مصیبت اپنے سر لے رہا ہے مابعد الموت کی زندگی کا یا تو اسکو یقین نہیں ہے یا اس جرم عظیم کی سزا کا اس کو پتہ نہیں کہ معلومات دینی سے بالکل بے خبر ہے یا ادھر اُدھر سے سنی سُنائی کچھ معلومات تو ہیں مگر اس کو نہ تو پورا یقین ہے اور نہ ہی اس کی تفصیلات اسکے سامنے ہیں اس لئے ذرا ذرا سی بات میں خودکشی کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ جان جس کو ہلاک کرنے پر اترا ہوا ہے یہ جان اسکی اپنی ملکیت میں بھی نہیں ہے اس کا مالک اللہ وحدہ لاشریک ہے جو ہر شئی کا خالق ہے اور ہر چیز اس کی ملک ہے اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ جس مصیبت سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو مار رہا ہے وہ مصیبت تو چند روزہ ہے چونکہ دنیاوی زندگی ہی فانی ہے اور ختم ہونیوالی ہے لیکن اپنے آپ کو مارنیکی سزا اس کو آخرت کی زندگی میں ملنے والی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کی سزا اور عذاب کو بیان فرمایا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ خودکشی جس

ذریعہ اور جس طریقہ پر کسی نے کی ہے وہ بعینہٖ اسی عمل کے ذریعہ ہمیشہ ہمیشہ نار جہنم میں پڑے ہوئے اپنے آپ کو ہلاک کرتا رہے گا حدیث پاک میں اس کی تین صورتوں کو ذکر فرمایا گیا ہے اگر کسی نے کسی ہتھیار کے ذریعہ اپنے آپ کو قتل کیا ہے تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہو گا اور وہ دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا اس کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کی ہے وہ اسی طرح دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا رہے گا اور اگر کسی نے پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ہے تو وہ نار جہنم میں پڑا ہوا ہمیشہ ہمیشہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گراتا رہے گا۔ چونکہ خودکشی ان تین طریقوں ہی میں محدود و موقوف نہیں اس کے بہت سے طریقے ہیں اور ہو سکتے ہیں حدیث پاک میں سزا اور عذاب کی نوع کا کلیہ بیان ہے جس طریق پر خودکشی کی ہو گی اسی طریقہ پر ہمیشہ ہمیشہ سزا اور عذاب میں مبتلا رہیگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے بخاری شریف میں ایک ایسی روایت ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ خودکشی کرنے والا اہل نار سے ہے یعنی دوزخی ہے یہ مومن و ایمان والے کا کام نہیں بلکہ فاجر و کافر کا کام ہے نیز یہ کہ ایک مدعی اسلام شخص کے بارہ میں جو کہ بڑی شدومد سے جہاد کے قتال میں مشغول تھا آپ کا یہ خبر دینا کہ یہ اہل نار سے ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جسکی منجانب اللہ صداقت ظاہر ہوئی۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال شھدنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْبَرَ فَقَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَنْ مَعَہٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ ھٰذَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَکَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَأَیْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَکَثُرَتْ بِہِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَکَادَ بَعْضُ النَّاسِ یَرْتَابُ فَبَیْنَمَا ذٰلِکَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَھْوٰی بِیَدِہٖ اِلٰی کِنَانَتِہٖ فَانْتَزَعَ سَھْمًا فَانْتَحَرَ بِھَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ صَدَّقَ اللہُ حَدِیْثَکَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللہِ وَرَسُوْلُہٗ

يَابِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے متعلق خبر دی جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا کہ یہ دوزخی ہے جب جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے لڑائی کی اور بہت زور شور سے لڑا اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کو دیکھا جس کے متعلق آپ خبر دیتے تھے اس نے بہت سخت لڑائی کی ہے اور بے حد زخمی ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو بیشک دوزخی ہے قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے وہ ابھی اسی حالت میں تھا کہ اچانک اس نے زخموں کا درد محسوس کیا اور اس نے ترکش کے تیروں میں سے تیر کا قصد کیا ایک تیر نکالا اور اس تیر سے اپنا سینہ کاٹ دیا (اور خودکشی کر لی) مسلمانوں میں سے بعض دوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی خبر کی سچائی ظاہر کر دی اس نے خودکشی کر لی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اے بلال اٹھ اور لوگوں کو خبر کر دے کہ جنت میں مؤمن کے سوا کوئی داخل نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید و تقویت فرما دیتے ہیں فاجر آدمی کیساتھ۔

فائدہ: خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر ایک ایسا شخص آیا جو کہ مدعی اسلام تھا اس کے بارہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اہل نار سے ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک جہاد میں شریک ہونے والے کے بارہ میں تھا اور جب لڑائی شروع ہوئی تو اس نے لڑنا بھی بڑے شور و زور بہادری کے ساتھ شروع کیا اور بہت زیادہ زخمی ہو گیا اور ایسا زخمی عام طور سے مر جاتا ہے اور جہاد میں مرنے والا مسلمان شہید ہوتا ہے ایک شخص جو تعجب سے اس معاملہ کو دیکھ رہا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس کے بارہ میں آپ فرماتے تھے کیسے زور شور سے لڑا اور بہت زخمی ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہلے ارشاد کو اور واضح فرمایا کہ وہ دوزخی ہی ہے موجودہ و ظاہری حالات کے پیش نظر ہو سکتا تھا کہ بعض ضعیف الایمان اشخاص کو کچھ شک ہوتا اس حالت پر ابھی چند منٹ ہی گذرے ہوں گے کہ اس زخمی شخص کو زخموں کی تکلیف برداشت نہ ہوئی اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالکر اپنا سینہ کاٹ دیا اس خودکشی سے بھی

جب دم نہ نکلا تو اس نے اپنی تلوار کو زمین پر رکھی اور اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان کے حصہ کو تلوار پر رکھ کر زور سے دبا کر لیٹ گیا تاکہ جلدی سے موت آ جائے جیسا کہ بخاری کی دوسری حدیث میں ہے موت آ گئی اور خودکشی کی موت مرا یہ دیکھ کر بعض مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف دوڑے ہوئے یہ کہتے ہوئے آئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی خبر کی سچائی ظاہر کر دی اور اس شخص نے خودکشی کر لی یہ خلاف ظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی منجانب اللہ تصدیق ہو رہی تھی آپ نے جب یہ سنا تو فوراً اللہ کی کبریائی و عظمت بیان کی اور اللہ اکبر فرمایا اور اپنی کمال عبدیت کا اقرار اپنے اللہ کے بندے اور اللہ کیطرف سے رسول ہونے کی شہادت دیکر فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ جنت میں مؤمن کے سوا کوئی داخل نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس دین کی حمایت و تائید و تقویت فاجر و کافر سے بھی فرما دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ بغیر ایمان کے ممکن نہیں اور مؤمن کے سوا کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہو گا اور لڑائی میں خوب لڑ کر زخمی ہونیوالے اس شخص کے بارہ میں آپ پہلے ہی فرما چکے تھے کہ یہ دوزخی ہے اس کے خلاف ہونا تو ممکن نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کفر و فجور و نفاق ظاہر ہو چکا تھا لیکن یہ پوشیدہ تھا اور جہاد میں خوب لڑ کر سخت زخمی ہو جانے نے تو اس پر اور بھی پردہ ڈال دیا لیکن اسکی خودکشی نے اس کو ظاہر کر دیا کہ یہ اہل نار سے ہے اس لئے مسلمان کے لئے بہت ضروری ہے کہ اسطرح کے افعال سے اپنے آپ کو پوری طرح بچائے اور اگر خدانخواستہ کبھی اس کو اسکا ذرا بھی خیال آئے تو فوراً اس کے انجام پر غور کرے اور جہنم کے سخت عذاب کا تصور دل میں لائے اور متوجہ الی اللہ ہو کر توبہ و استغفار کرے۔ نیز یہ کہ مؤمن کے لئے کسی ادنیٰ تکلیف و مصیبت پر صبر کرنیکے اجر و ثواب پر بھی غور کرے کہ کسقدر ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ اور صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہے اس کا ثواب بے شمار۔ یعنی صبر کرنے کے اجر کی کوئی شمار ہی نہیں کی جا سکتی ہے بے حساب ملتا ہے۔ اور اگر کوئی ادنیٰ تکلیف بھی مسلمان کو پہنچتی ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بخاری و مسلم میں روایت ہے ہر دو حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا اَذًى

وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔ مسلمان کو کوئی دکھ اور بیماری سوچ و فکر اور تکلیف حزن و غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ کانٹے کا چبھنا مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری و مسلم ہی میں ایک روایت ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّاٰتِهِ وَحُطَّتْ مِنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کو کانٹا چبھے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچے مگر اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے اس کی سیئات کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس کے گناہ اسطرح جھڑتے ہیں جیسا کہ درخت کے پتے۔ موسم خزاں میں جب درخت کے پتے گرنے شروع ہوتے ہیں تو ایک ایک کرکے سب ہی گر جاتے ہیں اسی طرح تکلیف پہنچنے والے مسلمان کے گناہ بھی انشاء اللہ سب ہی معاف ہو جائیں گے۔

نماز کے بعد سب سے زیادہ محبوب عند اللہ والدین کیساتھ بھلائی کرنا ہے

(حدیث: ۳۶) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تعالیٰ قال الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قال بِرُّ الْوَالِدَيْنِ. قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

قال حدثنی بھن ولو استزدتہ لَزَادَنِی

رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی جزء رابع صہ ۴۷ کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ نماز جو اپنے صحیح وقت پر ادا کی جائے میں نے عرض کیا اس کے بعد پھر کونسا عمل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا والدین کیساتھ بھلائی کرنا، میں نے عرض کیا اس کے بعد پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا، کہتے ہیں کہ آپ نے ان کو بیان فرمایا اور اگر میں اس سے زیادہ کا سوال کرتا تو آپ مجھ سے اس سے زیادہ بیان فرماتے۔

فائدہ: والدین کے ساتھ بھلائی و احسان کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی محبوب و پسندیدہ ہے اور اس کی بہت ہی تاکید آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں کی گئی ہے اس کے خلاف کرنے والے کے لئے سخت ترین وعیدیں ہیں حدیث مذکور میں نماز جو کہ اہم عبادت ہے اور دین کا ستون ہے اور اللہ تعالیٰ کو بیحد محبوب ہے اسکا درجہ اولیٰ بیان فرمانے کے بعد عند اللہ محبوب و پسندیدہ چیز بر الوالدین ماں باپ کیساتھ بھلائی کرنے کو بیان فرمایا گیا ہے جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ بھی اس کے بعد ہے اگرچہ خاص خاص اوقات و حالات میں درجہ اولیٰ و ثانوی وغیرہ درجات بدلتے رہتے ہیں تاہم اس سے بر الوالدین کے بہت اونچے درجہ کے ہونے کا ضرور پتہ چلتا ہے۔

حقوق والدین کی خاص اہمیت

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو اپنے حقوق کیساتھ خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔ س بنی اسرائیل ع ۳۔ اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک انمیں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں۔ اور نہ جھڑک انکو اور کہہ ان سے بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیاز مندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھکو چھوٹا سا۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے صرف اپنی ہی بندگی اور عبادت کرنے کو خاص فرمایا ہے اس کے حکم کو بیان کرنے کے فوراً بعد زیادتی اہتمام کیوجہ سے والدین کے حقوق کو بہت ہی جامع طریقہ پر بیان فرمایا۔

بچہ کو وجود عطا فرمانیوالا حقیقت میں تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے وہ خالق ہے اور رب ہے وحدہ لا شریک ہے اسکا سب سے زیادہ اہم حق یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کیجائے اور والدین چونکہ بچہ کی پیدائش کا ظاہری ذریعہ ہیں ان کے حقوق بھی اہم ہیں ان کے حقوق کی ادائیگی کا تاکیدی حکم فرمایا کہ ان کے حقوق کا ہر حال میں پورا پورا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ بھلائی کرنا نہایت ضروری ہے اور چونکہ بڑھاپے میں وہ خدمت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اور مزاج میں عام طور پر کچھ چڑچڑا پن سا پیدا ہو جاتا ہے اور بسا اوقات زیادتی عمر کی

وجہ سے حواس بھی پوری طرح ٹھیک نہیں رہتے اور اولاد کے لئے چونکہ ان صورتوں میں ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کو خوش رکھنا اور ان کی خدمت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کا خطرہ ہوتا ہے کہ اولاد سے کوئی بے ادبی و گستاخی نہ ہو جائے اس لئے اس کو خاص طور پر ذکر فرمایا اور تنبیہ فرمائی کہ والدین میں سے ایک یا دونوں کے بڑھاپے میں انکو اُف تک بھی نہ کہنا زبان سے ہُوں تک بھی نہ نکالنا اس حال میں خاص طور پر ان سے جو بات کرو انتہائی ادب و احترام کیساتھ کرنا۔ ابن مسیبؒ نے فرمایا جیسا کہ ایک خطاوار غلام سخت مزاج آقا کے سامنے کرتا ہے۔ اور اپنے کندھوں کو عاجزی و نیازمندی کے ساتھ ان کے سامنے جھکا کر رکھنا اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی یہ خیال کر کے کہ مجھ سے انکا کوئی حق ادا نہ ہو سکا ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ اس بڑھاپے میں اور مرنے کے بعد ان کے حال پر رحم فرمائیے جیسا کہ انہوں نے میرے اوپر رحم فرمایا اور شفقت فرمائی پالا پرورش کیا اور میری وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ آخر میں ایک اور اہم بات کی طرف تنبیہ فرمائی کہ ماں باپ کی یہ خدمت دیکھ بھال اور ان کے سامنے ادب و عاجزی یہ سب اخلاص و محبت کیساتھ کرنا ریا اور دکھاوے کے لئے نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صَالِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا ۝ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے کون کس دل سے ماں باپ کی خدمت کرتا ہے اگر حقیقت میں تم نیک ہو گے اور اخلاص کے ساتھ رجوع الی اللہ ہو کر ماں باپ کے حق کو پہچان کر انکی خدمت کی ہے تو وہ تمہاری غلطیوں اور کوتاہیوں کو بھی معاف فرما دے گا۔ ماں باپ کا حق بے شک بڑا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حق ان سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے ماں باپ کا حکم اسوقت ہی مانا جائے گا جب تک وہ اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہو اگر اللہ کے حکم کے خلاف ہو گا تو پس پشت ڈالا جائے گا ہرگز نہ مانا جائے گا صرف اللہ کا حکم ہی قابل تسلیم و عمل ہو گا ویسے ان کے ساتھ رواداری و احسان دنیوی اسوقت بھی ان کے حق کی رعایت میں اللہ کے حکم کی وجہ سے کرنا چاہئیے جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۝ سورہ لقمان اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم

نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے انکا دنیا میں دستور کے موافق (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ مان ہاں دنیوی امور میں ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرتے رہنا چاہیئے۔

والدین اولاد کی جنت و دوزخ

حقوق والدین کے سلسلہ میں ابن ماجہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے۔ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ :۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہاری جنت و دوزخ ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حق الوالدین کے سوال کا جواب دو لفظوں میں بہت ہی جامع و مانع اور عجیب پیرایہ میں عطا فرمایا ارشاد فرمایا کہ وہ تمہاری جنت ہیں۔ اور دوزخ ہیں یعنی اگر تم نے ان کا کہنا مانا اور ان کی خدمت کی اور ان کو خوش رکھا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر انکی نافرمانی کی ان کو ستایا ان کا دل دکھایا اور انکو ناراض رکھا تو تمہارے لئے دوزخ ہے۔ والدین کی فرمانبرداری تمام ان چیزوں میں جو شرعاً حرام نہ ہوں اہتمام کیساتھ کرتے رہنا چاہیئے اور ان کے ساتھ حسن و سلوک چاہے وہ کافر و مشرک ہوں تب بھی کرنا ضروری ہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْهَا۔

مشرک ماں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ میری ماں میرے پاس ایسے حال میں آئیں کہ وہ مشرکہ تھیں معاہدہ قریش کے زمانہ میں (یعنی صلح حدیبیہ والے معاہدہ کے زمانہ میں) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ مجھ سے کچھ امیدوار ہے تو کیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اس کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔

والدین کا درجہ و مقام بہت اونچا ہے

والد کا درجہ و مقام خاص طور پر بہت اونچا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے جیسا کہ ترمذی میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رب کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور رب کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ اپنے مولائے حقیقی کو راضی وخوش رکھنے کا طریقہ والد کو راضی وخوش رکھنا ہے اور والد کی ناراضی سے مولائے حقیقی ناراض ہو جاتے ہیں اس حدیث پاک میں صرف والد کا لفظ ہے جس سے والد کے خصوصی درجہ کا پتہ چلتا ہے لیکن دوسری احادیث مبارکہ کی روشنی میں اسمیں والدہ کو بھی شریک سمجھا جائے گا جیسا کہ ابھی کچھ پہلے حدیث۔ حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ میں گزرا ماں کا حق باپ سے بڑھا ہوا ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ فَاَدْنَاکَ : ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا سب سے زیادہ حقدار میرے حسن سلوک کا کون ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری ماں کا زیادہ حق ہے اس کے بعد فرمایا تمہاری ماں کا زیادہ حق ہے اس کے بعد فرمایا تمہاری ماں کا زیادہ حق ہے اس کے بعد فرمایا تمہارے باپ کا حق ہے اس کے بعد فرمایا تمہارے قریبی رشتہ دار پھر ان کے جو زیادہ قریب ہوں انکا حق ہے درجہ بدرجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ماں باپ سے زیادہ کسی کا حق نہیں اور ماں کا حق باپ سے زیادہ ہونیکی بظاہر یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں والدین کے ساتھ احسان کرنے کے حکم کے ساتھ اکثر جگہ ماں کی زیادتی مشقت وتکلیف کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ حالت حمل وبوقت پیدائش اور ایام رضاعت میں والدہ کو بہت مشقت وتکلیف اٹھانی ہوتی ہے ہوسکتا ہے کہ ان تکالیف ومشقت کے اجر کے طور پر والدہ کے لئے یہ زیادتی حق ہو بہرحال والدین کے حقوق کی ادائیگی کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیئے اور شرعی حدود میں جسطرح بھی ممکن ہو ان کو خوش رکھنا چاہیئے اس سے دین ودنیا کی سعادت اور اللہ کی رضامندی وجنت حاصل ہوتی ہے اور والدین کو ناراض کرنے والے خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہیں اللہ کی ناراضی اور دنیا میں خائب وخاسر اور آخرت میں جہنم اس کی سزا ہے اس سے زیادہ بچنے کی ضرورت ہے والدین کے بعد ذوی القربیٰ رشتہ داروں کے درجہ بدرجہ حقوق ہیں ان کے حقوق کی ادائیگی صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک احسان ومروت کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے اور قطع

رحمی یعنی اقرباء ورشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی حق تلفی اور قطع تعلق کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی ناپسندیدہ ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اقرباء کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے کہیں والدین کے بعد جیسا کہ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ الآیۃ سورہ نساء : اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں کے ساتھ۔ اور کہیں مستقل جیسا کہ وَاٰتِ ذَی الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ الآیۃ سورہ بنی اسرائیل : اور دے قرابت والوں کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو۔

قرابت والوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی اور صلہ رحمی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اپنے سے ملاتے ہیں اور اپنا بنالیتے ہیں۔ اور بجائے نیکی اور بھلائی کے ان کے ساتھ برائی وبدسلوکی حق تلفی اور قطع تعلق کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سے کاٹ دیتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلرَّحِمُ شُجْنَۃٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ وَّصَلَکِ وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَکِ قَطَعْتُہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رحم مشتق ہے رحمٰن سے اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ جو تجھے جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا اور جو تجھے توڑیگا میں اسے توڑوں گا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا ظہور ہے جس کا اظہار رحم کی فریاد پر ہوا جیسا کہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْہُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَیِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَہْ قَالَتْ ھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِیْعَۃِ قَالَ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَکِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَکِ قَالَ بَلٰی یَا رَبِّ قَالَ فَذَاکِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا جب پیدا کرنے سے فارغ ہوا رحم یعنی رشتہ داری کھڑی ہوئی اور رحمٰن سے فریاد کی اللہ رحمٰن نے فرمایا کیا؟ کہنے لگی یہ جگہ تیرے ساتھ قطع رحمی سے پناہ پکڑنے والے کی ہے فرمایا گیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھ کو ملائے گا میں اس کو اپنے سے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو اپنے سے کاٹ دوں گا اس نے کہا کیوں نہیں اے میرے رب اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر تیرے ساتھ میرا یہ وعدہ ہے۔

رحم یعنی قرابت و رشتہ داری۔ صلہ رحمی یعنی اقرباء و رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک مروت اور بھلائی کا معاملہ کرنا۔ صلہ رحمی اور قطع رحمی کے سلسلہ میں ذوالقربیٰ اقرباء و رشتہ داروں کی مختصر سی تفصیل یہ ہے رحم کی مثال ایک درخت جیسی سمجھئے جیسا کہ درخت میں جڑیں اور شاخیں ہوتی ہیں اسی طرح رحم کی بھی جڑیں یعنی اصول اور شاخیں یعنی فروع ہوتے ہیں اصلاً و فرعاً جو جتنا قریب ہے اس کا وتنا ہی زیادہ حق اور درجہ بڑھا ہوا ہے باپ دادا پر دادا اوپر تک اور انمیں سے ہر ایک کی اولاد در اولاد کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جو تعلق ہے وہ تعلق رحم یا رشتہ داری کہلاتا ہے اسکو ددھیالی تعلق بھی کہا جاتا ہے اور ان سب کو ذوالقربیٰ اقرباء او لوالارحام بھی کہتے ہیں اسی طرح ماں کی طرف ماں نانی پر نانی اوپر تک انمیں سے ہر ایک کی اولاد در اولاد کا آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ جو تعلق ہے وہ تعلق رحم یا رشتہ داری کہلاتا ہے اس تعلق کو تعلق ننھیالی بھی کہا جاتا ہے خود اپنی اولاد در اولاد کا آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ عام اس سے کہ ایک بیوی کی اولاد ہوں یا متعدد کی اسی طرح ایک شوہر کی اولاد ہوں یا متعدد کی ان سب کا آپسمیں جو تعلق ہے وہ تعلق رحم یا رشتہ داری کہلاتا ہے اور مندرجہ بالا سب آپس میں ایک دوسرے کے اقرباء ذوالقربیٰ اور اولوالارحام کہلاتے ہیں واضح ہو کر اوپر بتائے ہوئے رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے چاہے جتنے قریب ہوں وہ ذوی القربیٰ اور… اولوالارحام میں داخل نہیں اور صلہ رحمی اور قطع رحمی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ان کے اپنے حقوق و درجات چاہے جتنے زیادہ اور اونچے ہوں اور چاہے جیسے خاص الخاص ہوں ان کا اقرباء میں شمار نہیں مثلاً بیوی اور شوہر اور داماد اور بیٹے کی بیوی اگرچہ یہ بہت قریب کے رشتہ ہیں لیکن یہ ذوالقربیٰ میں داخل نہیں الا یہ کہ مذکورہ… رشتوں کے علاوہ اوپر بتائی ہوئی ذوالقربیٰ کی فہرست کے افراد میں بھی یہ داخل ہوں تو رشتہ ڈبل ہو جائے گا اور حقوق بھی ڈبل ہو جائیں گے اور ان کے آپسمیں صلہ رحمی کے اجور بھی اضعافاً مضاعفا ہوں گے اور قطعیت رحم کے گناہ بھی بہت بڑھ جائیں گے۔

اقرباء اور رشتہ داروں کی مختصر سی تفصیل

قطعیت رحم اتنا بڑا گناہ ہے کہ قاطع رحم جنت میں نہ جائیگا جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ قَاطِعٌ ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قاطع رحم جنت میں نہ جائیگا۔

قاطع رحم جنت میں نہ جائیگا

اقرباء اور رشتہ داروں سے بدسلوکی ان کی حق تلفی اور ان کے ساتھ قطع تعلق کرنا معمولی گناہ نہیں بہت بڑا گناہ ہے بغیر حق کے کسی کے ساتھ بھی ایسا کرنا جائز نہیں گناہ و حرام ہے اور موجب سزا ہے لیکن اقرباء کے ساتھ ایسا کرنیوالا قاطع رحم کہلاتا ہے اور اس کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت وعید فرمائی ہے کہ وہ جنت میں نہ جائیگا اس کا یہ فعل قطع رحمی جنت کے راستہ میں رکاوٹ بنجائیگا جب تک اس فعل شنیع کی معافی نہ ہو جائے یا اس کی سخت سزا بھگت کر تزکیہ نہ ہو جائے اس وقت تک جنت میں داخلہ ممکن نہ ہوگا اس لئے بہت ہی ضروری ہے کہ قطعیت رحم سے حتی الامکان بچا جائے اور جن صورتوں میں اس کا ذرا بھی خطرہ ہو اس کو اختیار نہ کیا جائے۔ بزرگوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ سفر حج چونکہ طویل اور بہت مشقتوں کا سفر ہے اور اسمیں ایسے بہت سے مراحل آتے ہیں کہ نفسی نفسی کا عالم ہو جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی وقت ایک دوسرے سے کبیدہ خاطر ہو کر قطع تعلق کی نوبت آجائے اس لئے شریک سفر عزیز قریب کو نہ بنانا مناسب ہے اور جو حضرات اپنے نفس پر مطمئن ہیں ان کے لئے حرج نہیں بلکہ ان کے لئے شریک بنانا اور ایک کا دوسرے کو راحت و آرام پہنچانا اجور اضعافاً و مضاعفا کا سبب ہوگا۔

اس زمانہ میں لوگوں کا حال عجیب ہے، غیروں سے دوستی مروت اور مدارات سے پیش آتے ہیں مگر اپنے بھائی بہن چچا ماموں پھوپھی عزیز قریب رشتہ داروں سے اکثر بے پرواہی برتتے ہیں اور معمولی معمولی گھریلو جھگڑوں شادی بیاہ غمی میں دنیاوی رسموں و رواج میں مبتلا ہو کر مکانوں دوکانوں زمینوں جائیدادوں کی آپسی تقسیموں میں عدالتی مقدموں میں پھنس کر آنا جانا بالکل بند اور ایسا قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ کھانا پینا لینا دینا یہاں تک کہ بولنا بھی چھوڑ دیتے ہیں اور رشتہ ناتوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے ہفتوں اور مہینوں نہیں بلکہ کئی کئی سال گذر جاتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے یہ معاملہ تو قطع رحمی کا ہے جسپر اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی ناراضگی ہے۔

عام مسلمانوں سے بھی اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کریگا اور اس حال میں مر جائیگا تو اس کی سزا جہنم ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جسکی سند علی شرط البخاری و مسلم ہے وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِمُسۡلِمٍ اَنۡ یَّھۡجُرَ اَخَاہُ فَوۡقَ ثَلٰثٍ

فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے اور جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اس حال میں مر گیا وہ دوزخ میں جائیگا اور صلہ رحمی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک احسان و مروت اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اپنے قرب رحم و کرم سے ان کو نواز دیتے ہیں جو کہ بہت ہی بڑی نعمت ہے اور دنیاوی بعض اہم فوائد و منافع تو ہاتھوں ہاتھ ان کو دے دیئے جاتے ہیں مثلاً صلہ رحمی کرنے والوں کے رزق میں وسعت اور عمر میں زیادتی و برکت ہوتی ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِي رِزْقِهٖ وَیُنْسَأَ لَهٗ فِي اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ۔ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی اور وسعت ہو اور اس کے قدم کے آثار دیر تک رہیں یعنی عمر دراز ہو تو اس کو چاہیئے کہ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

صلہ رحمی کے سلسلہ میں ایک خاص بات یاد رکھنے کی یہ ہے کہ اول تو صلہ رحمی یعنی باہمی قریبی رشتہ داروں میں حسن سلوک احسان و مروت کی بہت ہی کمی ہے اور اگر کچھ ہے بھی تو صرف اس حد تک محدود ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ جس درجہ کا کوئی احسان ہمدردی کرتا ہے دوسرا بس اسی کیساتھ تقریباً اسی درجہ کی ہمدردی و احسان کا معاملہ کرتا ہے اور جس نے کوئی احسان نہیں کیا اس کے ساتھ دوسرا بھی احسان نہیں کرتا اور اگر کوئی بے مروتی اور بے تعلقی کا اظہار کرے تو اس کے ساتھ احسان کرنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ جواباً اسی طرح کی بے مروتی اور بے تعلقی کا اظہار کیا جاتا ہے غور سے سمجھ لیجئے کہ یہ آخری صورت جسمیں ایکدوسرے کیساتھ بے مروتی بے تعلقی حق تلفی کرتا ہے اس کے جواب میں اگر یہ دوسرا مروت احسان اور ہمدردی کرے تو حقیقت میں صلہ رحمی یہ ہے اور پہلی صورتوں میں احسان کا بدلہ احسان ضرور ہے جو پسندیدہ ہے وہ حقیقت میں صلہ رحمی نہیں ہے جیسا کہ بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلہ کے طور پر

صحیح بخاری

صلہ رحمی کرے حقیقت میں صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کیا جا رہا ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ حقیقی صلہ رحمی کا اجر و ثواب اقرباء کے ساتھ نرمی تحمل بردباری خوش اخلاقی کے اجور کیساتھ ملکر بیحد وحساب ہو جاتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور رضامندی مزید برآں ہے جو سب کچھ لٹا کر بھی حاصل ہو تو نہایت ارزاں ہے اور چونکہ آجکل ایسی صلہ رحمی تقریباً مفقود ہے تو مَنْ اَحْیٰ سُنَّةً مِنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا (الحدیث) کے مطابق اس کے اس عمل (حقیقی صلہ رحمی) کو دیکھ کر جتنے لوگ بھی عمل کریں گے ان سب کا ثواب بھی اس تنہا کو ملتا رہیگا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے ذرا برابر بھی کم نہ ہو گا۔ الحمد للہ پڑھنے اور سننے والے بقید حیات ہیں موقعہ بہت غنیمت سمجھیں اور عمل کرنے میں سبقت کریں

[illegible]

اسلام میں خوش اخلاقی کا بہت اونچا درجہ اور عالی مقام ہے

(حدیث ۳۷) عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا (رواہ البخاری)

جلد ثانی صہ ۲۵۵ باب کثرت حیاۃ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جنکے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔ صحیح مسلم جلد ثانی صہ ۲۵۵

فائدہ: حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ خوش اخلاقی بہت عمدہ صفت ہے جسمیں یہ پائی جاتی ہے وہ اچھے لوگوں میں سے ہے اور جسمیں جتنے اخلاق فاضلہ اور حسنہ زیادہ ہوں گے اسی درجہ میں اس میں خیر و بھلائی بھی زیادہ ہو گی یہاں تک کہ سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا شخص سب سے بہترین اور ممتاز شخص ہو گا خوش اخلاق مومن بندہ اپنی خوش اخلاقی کیوجہ سے قائم اللیل اور صائم النہار عابد کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ۔ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ان لوگوں کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے جو رات بھر نفلیں پڑھتے ہوں اور دن کو روزہ رکھتے ہوں خوش اخلاق مومن صادق اپنے اخلاق فاضلہ کی وجہ سے کثرت سے لوگوں کے کام آتا رہتا ہے اور بہت سے مومنین کے قلوب کو خوش کرتا رہتا ہے اور دعائیں لیتا رہتا ہے اور اجر و ثواب حاصل کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کی رات کی تھوڑی نفلیں اور کبھی کبھی دن کا نفلی روزہ رات بھر نفلیں پڑھنے والے اور عموماً دن کو روزہ رکھنے والے کے ہم پلہ اور ہم رتبہ بنا دیتا ہے

مومن اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل و صائم النہار کا ہم پلہ ہو جاتا ہے الخ۔ زیادہ اچھے اخلاق والا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے۔

اگر کسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننا ہو تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر اعلیٰ درجہ کے اخلاق حسنہ پیدا کرے بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے مجھے وہ زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں۔

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ مومنین میں بہت زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں کمال ایمانی کے لئے حسن اخلاق بہت ضروری ہے یہاں تک کہ بدخلقی کیساتھ ایمان کامل نہیں ہوتا چاہے شب و روز عبادت میں مشغول رہے اگر اخلاق اچھے نہیں تو حسن اخلاق والے مومنین جیسی کمال ایمانی سے محرومی ہے چونکہ دین و ایمان میں حسن اخلاق کی بے حد اہمیت ہے اور یہ بہت ہی عمدہ وصف ہے جو مومنین کے لئے دوسرے اوصاف حمیدہ کے ساتھ نہایت ضروری ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر اہتمام کیساتھ اس کے لئے دعائیں بھی فرمائی ہیں۔ جیسا کہ

سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا سب سے زیادہ کامل ایمان ہے۔

مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تو نے میرے جسم ظاہری کو اچھا بنایا ہے میرے اخلاق بھی اچھے کر دے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو حسن اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر آپ کی شان عالی میں فرمایا آپ کی زبان قرآن تھی اور آپ کے اعمال و اخلاق اس کی تفسیر قرآن کریم میں جتنی اچھی اور عمدہ باتوں کے کرنے کے لئے کہا گیا ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں فطرتاً موجود تھیں اور جن برائیوں سے قرآن کریم روکتا ہے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فطرتاً بے زار و متنفر تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال رہے وہ فرماتے ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے آپ کا حسن اخلاق کے لئے دعا فرمانا اظہار عبدیت کے لئے اور تعلیم امت کے لئے تھا۔ آپ کی بعثت کے مقاصد میں تزکیہ نفوس بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ) آیۃ شریفہ میں یُزَکِّیْکُمْ فرمایا گیا ہے جس کے معنی پاک کرتا ہے تم کو یعنی آپ کو رسول بنا کر بھیجنے کے دوسرے مقاصد کے ساتھ ایک مقصد یہ بھی ہے کہ برے اخلاق اور بری عادات اور برے کاموں سے تم کو پاک و صاف کرے اور علماً و عملاً کامل بنا دے۔ تزکیہ میں اصلاح ظاہر و باطن دونوں ہی شامل ہیں اور چونکہ تزکیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت میں سے ہے اس لئے خاص طور پر آپ نے اچھے اخلاق و عادات ان کے فضائل و فوائد اور ان کے دینی و دنیوی منافع کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے اور ان کے اختیار کرنے کی طرف متوجہ فرمایا ہے اور برے اخلاق و عادات کی برائی اور ان کے دینی و دنیوی نقصانات بیان فرما کر ان کو چھڑانے اور ان سے بچانے کی کوشش فرمائی ہے چنانچہ احادیث مبارکہ میں بہت بڑا ذخیرہ اصلاح اخلاق کے باب سے متعلق ہے تفصیل تو اس مختصر کے مناسب حال نہیں ان میں سے ہر ایک کی تفصیل کو مستقل کتاب چاہیے اس لئے یہاں پر چند اچھے اخلاقوں کے صرف ناموں کے لکھنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ خندہ پیشانی سے ملنا۔ شرم و حیا۔ ایثار۔ احسان۔ اخلاص و خلوص۔ امانت داری۔ صلہ رحمی

حلم وبردباری ۔ سخاوت ۔ شجاعت ۔ معاف کردینا ۔ حب فی اللہ ۔ بغض فی اللہ ۔ عہد اور وعدہ پورا کرنا ۔ تواضع وانکساری ۔ میانہ روی ۔ ماں باپ کی فرمانبرداری ۔ خوش کلامی کم گوئی ۔ قناعت ۔ صبر ۔ شکر ۔ توکل ۔ رضا بالقضا ۔ سچائی رحمدلی ۔ نرم مزاجی ۔ بڑوں کی عزت کرنا ۔ چھوٹوں پر رحم کرنا وغیرہ وغیرہ ۔

انمیں سے ہر ایک کے متعلق علیحدہ علیحدہ صحاح ستہ اور دیگر سنن کی کتابوں ہیں احادیث موجود ہیں ۔ یہ سب ایسے اوصاف حمیدہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں اور ان کی خوشنودی کا سبب ہیں اور ایسے اخلاق وعادات رکھنے والے مومنین مخلصین کے لئے دخول جنت ہے اور جنت ہیں بھی اعلیٰ درجات ہیں اور ان کے خلاف اخلاق وعادات رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش وناراض ہیں اور بُرے اخلاق وعادات جہنم کیطرف کھینچنے والے ہیں ۔ نعوذ باللہ من ذالک

اصلاح اخلاق اور تزکیہ ظاہر وباطن کے لئے ایسے حضرات علماء ومشائخ جو متبع سنت اور اخلاق حمیدہ مسنونہ کے ساتھ متصف ہوں اور تربیت یافتہ ہوں ان کی صحبت اور ان کی مجالس کی شرکت اور ان کے ساتھ محبت انتہائی مؤثر ہے اس لئے ہر قیمت پر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے ۔ صرف کتابیں پڑھ لینا اس کے لئے کافی نہیں اگرچہ فائدہ سے وہ بھی خالی نہیں اس لئے ایسی کتابوں کا مطالعہ بھی کرتے رہنا چاہیئے ۔ اردو داں حضرات کے تعلیم الدین مصنفہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ اور معارف الحدیث مصنفہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ العالی بہت مفید ہیں بندہ نے بھی اس سے کچھ استفادہ کیا ہے ۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء فی الدارین ۔

تکبر جنت کے لئے رکاوٹ اور کفر کے قریب کرنے والا ہے

(حدیث ۔ ۳۸) عَنْ عبداللہ بن مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّنَعْلُہٗ حَسَنَۃً قَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ۔ رواہ مسلم

جلد اول صہ ٦٥ باب تحریم الکبر وبیانہ

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت ہیں داخل نہیں ہوگا جس کے دل ہیں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا ایک شخص نے کہا کہ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل ہے جمال (خوبصورتی) کو پسند کرتا ہے تکبر حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے ۔

صحیح مسلم جلد اول صہ ٦٥

فائدہ : تکبر جنت کے داخلہ ہیں بہت بڑی رکاوٹ ہے یہاں تک کہ اس کا ایک ذرہ بھی جس کے دل ہیں ہوگا وہ جنت ہیں داخل نہ ہوگا ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آدمی اپنے کپڑوں اور جوتے کا اچھا اور عمدہ ہونا پسند کرتا ہے غالباً ان کے دل ہیں یہ بات آئی ہوگی کہ اچھے لباس کے پہننے ہیں تکبر ہوگا تو بڑی مشکل پیش آئے گی اس خلجان کی وجہ سے انہوں نے یہ عرض کیا ہوگا ۔ آپ کے جواباً اس ارشاد ہیں کہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل ہیں جمال وخوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں اس طرح کے خلجان کا دفعیہ معلوم ہوتا ہے ۔ ساتھ ہی کبر کی مکمل اور جامع تعریف بھی بیان فرمادی تاکہ دوسری صورتوں ہیں بھی کبر کے ہونے اور نہ ہونے کا آسانی سے پتہ چل جائے ارشاد فرمایا کبر حق کا ابطال اور انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے ۔ اپنی بڑائی اور دوسروں کی حقارت جہاں اور جس درجہ ہیں پائی جائے گی اسی درجہ کا کبر ہوگا ۔ اگر کوئی اچھے عمدہ کپڑے اور جوتے پہن کر اتراتا ہے اکڑ کر چلتا ہے اور اپنے کو دوسروں کے مقابلہ ہیں بڑا اور اونچے درجہ کا سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر اور کمتر سمجھتا ہے تو کبر اور تکبر یہ ہے جس کی ممانعت اور سخت مذمت قرآن کریم ہیں متعدد جگہوں ہیں آئی ہے جیسا کہ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ٥ اور مت چل زمین پر اتراتا بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرنے والا (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) یعنی اترانے اور

کبر حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے

شیخیاں مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی بلکہ ذلیل و خوار ہوتا ہے سامنے نہیں تو پیچھے لوگ بُرا کہتے ہیں صرف پاکیزہ اور عمدہ و قیمتی لباس پہننا کبر نہیں ہے ۔ بلکہ عمدہ لباس کبھی تو باعث اجر و ثواب بھی ہوتا ہے جیسا کہ جب یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اثر ظاہر ہو اللہ کا شکر ادا ہو اور لوگ غریب و تنگدست نہ سمجھیں ۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے پر سخت غضبناک اور ناراض ہیں حقیقت یہ ہے کہ عظمت و کبریائی اسی ذات کے لائق ہے جو کہ سب سے بڑا ہے اور بڑے جاہ و جلال و عظمت والا ہے ہر شئی اس کی مخلوق اور ہر شئی کا وہ مالک اور ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں اور وہ ہر عیب سے پاک ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (س جاثیہ) اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (یہ حدیث قدسی ہے) اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ إِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِنْهُمَا أَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِي رِوَايَةٍ قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ ۔ کبریا میری چادر اور عظمت میرا تہ بند ہے لہٰذا جو کوئی ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت اور کشمکش کریگا میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا اور ایک روایت میں ہے میں اس کو اٹھا کر دوزخ میں پھینک دوں گا ۔ جب کوئی بندہ جس کا کام بندگی اور عاجزی تھا اپنی اصل و حقیقت کو بھلا کر کہ قطرہ ناپاک سے اس کی پیدائش سیکڑوں قسم کی گندگیوں میں مبتلا اور قسمہا قسم کے عیوب سے بھرا ہوا اپنے اور تمام عالموں کے خالق و مالک اللہ جل شانہ وحدہ لاشریک لہٗ کے مدمقابل بن کر کبریائی اور بڑائی میں گویا ہمسری کا دعویدار ہے اس کی یہ نازیبا حرکت اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اس کا جنت میں داخلہ نہ ہو سکے گا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اس کو اس جرم عظیم کی سزا میں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اگر ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو گا تو دوسری احادیث کی روشنی میں عذاب نار کی بہت سخت سزا بھگتنے اور تکبر کے ذرہ ذرہ کے قلع قمع ہونے کے بعد انجام کار جنت میں داخل ہو جائے گا ۔

اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں پر سخت غضبناک ہیں

کبریائی اور بڑائی صرف اللہ جل شانہ کے لئے ہے ۔ بندہ متکبر کی سزا جہنم ہے ۔

تکبر نہایت خطرناک بیماری ہے بہت جلدی سے لگ جانے والی بہت دیر میں پیچھا

چھوڑنیوالی انتہائی ذلیل کرانے والی اور مہلک بیماری ہے جس کو لگ گئی اس کی دنیا و آخرت دونوں ہی تباہ و برباد ہو گئیں متکبر شخص دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہو کر رہتا ہے آج نہیں تو کل مرنے سے پہلے عموماً ذلیل ہوتا ہے اور موت بھی عموماً ذلت کی موت مرتا ہے خود تکبر کی گھمنڈ میں رہتا ہے اور اپنے کو بڑا سمجھتا ہے لیکن لوگوں کی نظروں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ممبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا اے لوگو تواضع اختیار کرو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے ۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيْرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ ، جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے اور جو کوئی تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتا ہے وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہو جاتا ہے اور خود اپنے کو بڑا سمجھتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں کتے اور سور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے ایسی خراب عادت اور خطرناک خصلت کہ جس کی وجہ سے دنیا کی ذلت و رسوائی کے ساتھ آخرت کے خراب ہو جانے کا اور سخت عذاب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے بلکہ اس سے بڑھ کر کفر میں مبتلا ہو جانے کا بھی بڑا خطرہ ہے ابلیس لعین بڑا عبادت گذار تھا لیکن اللہ کے حکم آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور تکبر کیا آدم علیہ السلام کو حقیر سمجھا ، اور اپنے کو بڑا کافر ہو گیا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۔ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں کا ۔ اسی طرح اگر کہیں خدا نخواستہ حق کے انکار کرنے میں ایمان و اسلام کے صحیح عقائد میں سے کسی عقیدہ کا انکار کر بیٹھا تو کافر ہو جائیگا پھر تو عذاب جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ مبتلا رہے گا اور خلود فی النار ہو گا ۔ نعوذ باللہ من ذلک ۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ تکبر سے بہت زیادہ بچا جائے اسکے لئے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے اور جس فعل و

عمل میں تکبر کا ادنیٰ شائبہ بھی نظر آتا ہے اس کی اصلاح کو بہت اہم سمجھیں اپنے خاص دوستوں سے بھی اس کو کہنا چاہیئے کہ اگر ابتلا دیکھیں تو فوراً متنبہ کر دیا کریں متکبر کو اپنے تکبر کا خیال بھی نہیں ہوتا جب تک کہ خصوصی توجہ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ کسی متبع سنت شیخ کامل سے اصلاح حال کے لئے تعلق پیدا کرنا چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ وقت ان کی خدمت میں گذارنا چاہیئے اور صرف وقت گذاری تک محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ جتنا بھی ہو سکے خود بھی اپنی اصلاح کی فکر ہر وقت دامن گیر رہے اور خدمت شیخ اور اتباع شیخ کو اس باب میں خاص اہمیت ہے اس لئے جتنا بھی ممکن ہو کرنا چاہیئے کہ متبع سنت شیخ کا اتباع درحقیقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اتباع ہے۔ اس کا خاص خیال رکھیں کہ ایسے شیوخ کی بہت ہی کمی ہے بہت دیکھ بھال اور استخارہ مسنونہ سے جب شرح صدر ہو جائے اسوقت تعلق پیدا کریں پھر خیر ہے انشاء اللہ یہ تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تعلق اور محبت کا ذریعہ بن جائیگا اور تعلق مع اللہ پیدا ہو جائے گا جو حقیقت میں مطلوب ہے۔ مبتدع شیوخ اور خود ساختہ پیروں سے بہت بچنے کی ضرورت ہے کہ اسمیں ضلالت اور گمراہی اور مطلوب حقیقی سے بہت بُعد اور دوری ہے۔ اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست فیض و تربیت یافتہ رشد و ہدایت کے چمکدار ستارے ہیں

(حدیث۔ ۳۹) عَنْ اَبِی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِی فَلَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ رواہ البخاری۔ بخاری بحاشیہ سندی جزء ثانی صہ ۲۹۲۔ باب بلا ترجمہ بعد فضل ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے اصحاب کو گالی مت دو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک مد کے ثواب کو نہ پہنچے گا اور نہ آدھے مد کے ثواب کو۔

صحیح بخاری جزء ثانی صہ ۲۹۲

صحابہ کرام کا نصف مد کا صدقہ عام لوگوں کے احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے بڑھا ہوا ہے۔

فائدہ: حدیث پاک میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بُرا بھلا کہنے اور گالی دینے سے منع فرمایا گیا ہے اور ان کے درجات کی انتہائی بلندی کے بارہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر جس کے وزن کا اندازہ بھی بہت مشکل ہے سونا خرچ کرو تو وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک مد بلکہ آدھے مد کے بھی برابر نہیں ہو سکتا قطرہ کی دریا کے ساتھ کوئی نسبت نہیں اسی طرح مد و نصف مد کی احد پہاڑ کے ساتھ کوئی نسبت قائم نہیں کی جا سکتی لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہ فضیلت خاصہ ہے کہ ان کا کسی چیز کے نصف مد کو خرچ کرنا تمہارے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے بھی بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ دیکھئے ان کی ادنیٰ عبادت نصف مد کے صدقہ کا اجر و ثواب تمہارے احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے اسی طرح تمہارے دوسرے بڑے سے بڑے عمل کا ان کے کسی ادنیٰ عمل کیساتھ کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا ان کا ادنیٰ عمل ہمیشہ بڑھا ہوا رہے گا۔ ان کے مرتبہ اور درجہ کو نہ پہچاننا اور ان کو اپنا جیسا سمجھنا سخت ترین غلطی ہے اور انمیں عیب جوئی کرنا اور ان کے خلاف الزام تراشی اور ان پر بہتان تو کفر تک پہنچانے والا ہے۔ یہ وہ نفوس قدسیہ اور جاں نثاران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے دین کے خاطر گھر بار وطن کو چھوڑ کر ہجرت کی اور ان حضرات مہاجرین کا حضرات انصار نے اخوت دینی کے طور پر وہ حق ادا کیا کہ علاوہ اپنی اراضی اور باغات و مکانات میں ان کو شریک کرنے کے اپنی پسندیدہ ایک سے زائد بیویوں میں بطریق شرعی ان کے لئے نکاح میں لے لینے کی پیش کش کی۔ قربان جائیے ایسے ایثار کے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی یہی وہ حضرات مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا اور ان کے لئے اپنی خوشنودی اور رضامندی کا اور ان کے لئے جنت کے اعلیٰ درجات کا متعدد آیات قرآنی میں واضح اعلان فرمایا جیسا کہ ارشاد باری سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار

کر رکھے ہیں واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں رہا کریں انہیں میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ) علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں آیۃ شریفہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

فَقَدْ اَخْبَرَہُ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ اَنَّہٗ قَدْ رَضِیَ مِنَ السَّابِقِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ۔ فَیَاوَیْلَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ اَوْسَبَّھُمْ اَوْاَبْغَضَ اَوْسَبَّ بَعْضَھُمْ وَلَاسِیَّمَا سَیِّدُ الصَّحَابَۃِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَیْرِھِمْ وَاَفْضَلِھِمْ اَعْنِی الصِّدِّیْقَ الْاَکْبَرِ وَالْخَلِیْفَۃَ الْاَعْظَمِ (اَبَابَکْرٍ) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَاِنَّ الطَّائِفَۃَ الْمَخْزُوْلَۃَ مِنَ الرَّافِضَۃِ یُعَادُوْنَ اَفْضَلَ الصَّحَابَۃِ وَیَبْغُوْنَھُمْ وَیَسُبُّوْنَھُمْ عِیَاذًا بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ عُقُوْلَھُمْ مَعْکُوْسَۃٌ وَقُلُوْبَھُمْ مَنْکُوْسَۃٌ فَاَیْنَ ھٰؤُلَاءِ مِنَ الْاِیْمَانِ بِالْقُرْاٰنِ اِذْ یَسُبُّوْنَ مَنْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ : اللہ عظیم جل جلالہ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہیں ان مہاجرین وانصار سے جو سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے ہیں اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا نیکی کیساتھ پس ہلاکت ہو ان لوگوں کے لئے جو ایسے حضرات سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں یا ان میں سے بعض حضرات سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں خصوصاً سید الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سب سے خیر اور سب سے افضل ہیں یعنی صدیق اکبر اور خلیفہ اعظم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پس ایک رسوا اور ذلیل گروہ رافضیوں کا، سخت دشمنی رکھتا ہے افضل الصحابہ سے اور ان سے بغض رکھتا ہے اور ان کو گالیاں دیتا ہے نعوذ باللہ من ذلک۔ اور رافضیوں کی جماعت کا یہ فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی عقلیں الٹی ہو گئیں ہیں اور ان کے قلوب پھر ہوئے ہیں قرآن کریم کلام اللہ پر ان کا ایمان کہاں جبکہ جن حضرات سے اللہ تعالیٰ خوشنودی کا اعلان فرماتے ہیں اور یہ ان کو گالیاں دیتے ہیں۔

نیز ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ

اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی کہ جنمیں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں انمیں مدام (ہمیشہ ہمیشہ) بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ یہ ایسے مبارک حضرات ہیں کہ جن کے بارہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی خوشنودی، رضامندی اور اپنی رحمتوں اور ہمیشہ ہمیشہ کی جنت کا فیصلہ فرمایا ہوا ہے اور اس کی بشارت اور واضح اعلان ایک دو جگہ نہیں متعدد جگہوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے اور احادیث مبارکہ بھی بکثرت اس سلسلہ میں وارد ہیں کہیں عمومی طور پر جو جملہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شامل ہے جیسا کہ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِی الحدیث ہیں کہیں کسی خاص وصف کیوجہ سے جیسے مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کہیں خصوصی طور پر مخصوص افراد واشخاص اور جماعت کے بارہ میں نام کی وضاحت کے ساتھ جیسا کہ خلفاء اربعہ عشرہ مبشرہ واصحاب بدریین رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ اور کہیں مخصوص جماعت کے بارہ میں وضاحت کے ساتھ جیسے اصحاب شجرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ ایسے مبارک اور مقدس حضرات جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محبان مخصوصین میں سے ہیں ان سے عداوت بغض اور دشمنی رکھنے والے یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے والے نہیں ہو سکتے بلکہ بغض اور دشمنی رکھنے والے ہوں گے اور اپنے ان کرتوتوں کی وجہ سے غضب الٰہی کے مستحق ہوں گے اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ جائیں جیسا کہ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارہ میں اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارہ میں میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا جو ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے جو ان کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے۔ اس حدیث پاک میں بہت صاف اور واضح طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور بغض ودشمنی رکھنے

والوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے اور بغض رکھنے والوں کو سخت ترین تنبیہ کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے اصحاب سے جو محبت رکھتا ہے اولاً اس کو مجھ سے محبت ہوتی ہے اور میرے ساتھ محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ میرے اصحاب سے محبت ہو اور جو میرے اصحاب کیساتھ بغض اور دشمنی رکھتا ہے اولاً اس کو بغض اور دشمنی میرے ساتھ ہوتی ہے جس کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ میرے اصحاب کیساتھ بغض رکھتا ہے جو شخص اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیساتھ بغض رکھتا ہے اور ان کیساتھ دشمنی کرتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتا ہے وہ جھوٹا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے بموجب اس کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بالکل محبت نہیں ہے بلکہ بغض اور دشمنی اس کے دل میں چھپی ہوئی ہے جو اسطرح ظاہر ہو رہی ہے اگر محبت ہوتی تو وہ ہرگز آپ کے اصحاب سے بغض نہ رکھتا اور دشمنی نہ کرتا۔ وہ لوگ بہت غور کے ساتھ اس ارشاد عالی کو پڑھیں اور سنیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں گستاخانہ اور توہین آمیز کلمات زبان سے نکالتے ہیں اور ان کو تکلیف و اذیت پہنچاتے ہیں جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو تکلیف و اذیت پہنچائی اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی اس نے اللہ جل جلالہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ جل جلالہ کو تکلیف پہنچائی قریب ہے کہ اللہ جل جلالہٗ اس کو پکڑ لے اور اللہ کی پکڑ بہت شدید ہے ۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ۝ بیشک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے اس کی پکڑ سے کوئی چھڑانے والا نہیں اس کے لئے ایسی ہلاکت ہے کہ اس کا کچھ مداوا نہیں الا ماشاء اللہ ۔ شیخی و مرشدی جامع شریعت و طریقت محدث کبیر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ اپنی کتاب ”شریعت و طریقت کا تلازم“ میں فضائل صحابہ کے سلسلہ کی آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں ۔ ”حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم سے وہی شخص واقف ہے جو ان کے حالات اور ان کی زندگی سے واقف ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور وصال کے بعد ان کا ایمان میں تقدم اور کفار سے جہاد اور دین کا پھیلانا اور شعائر اسلام کا اعلان اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ بلند کرنا اور فرائض و سنن کی تعلیم اور اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی اصل یا فرع ہم تک نہیں پہنچتی اور ہم کسی سنت یا فرض سے واقف نہ ہوتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور حالات ہم تک نہ پہنچتے لہٰذا جو ان کی شان میں گستاخی کرے وہ

حافظ ذہبیؒ کا [illegible] مضمون

دین سے نکل گیا اور مسلمانوں کے طریق سے خارج ہو گیا اس واسطے کہ کسی میں طعن کرنا اسوقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ ان کی برائیوں کو دل میں جگہ نہ دے اور بغض دل میں نہ ہو اور جب تک کہ ان فضائل کا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے ان کا منکر نہ ہو اور جب تک ان فضائل و مناقب اور محبت کا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے تھی ان کا منکر نہ ہو اور اس وجہ سے بھی طاعن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دین سے نکل گیا کہ یہ صحابہ ہی ماثور و منقول میں بہترین و افضل ترین وسیلہ ہیں اور وسیلہ پر طعن اصل پر طعن شمار ہوتا ہے اور ناقل پر عیب لگانا منقول پر عیب لگانا ہے اور یہ باتیں اس شخص کے لئے ہیں جو غور و فکر کرے اور نفاق زندقہ اور الحاد سے اس کا عقیدہ پاک ہو بالکل ظاہر ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل کے لئے وہ اخبار و آثار ہی کافی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بعض صحابہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں بُرا بھلا کہا جاتا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کو جو بُرا بھلا کہے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو اور دوسری جگہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے صحابہ کو چنا اور میرے لئے ان کو دوست اور بھائی اور رشتہ دار بنایا اور آئندہ ایک قوم آئے گی جو ان پر عیب لگائے گی اور ان کے مرتبہ کو گھٹائے گی پس تم ان کے ساتھ نہ کھاؤ نہ پیو نہ ان سے نکاح کرو اور نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو فقط انتہیٰ

حافظ ذہبیؒ کے مندرجہ بالا مضمون سے بہت ہی واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ میں گستاخی کرنا اور ان کو بُرا بھلا کہنا معمولی بات نہیں کفر و اسلام کا مسئلہ ہے اور نہایت خطرناک ہے اس لئے زبان و قلم دونوں ہی کو بہت محتاط رکھنے کی ضرورت ہے کوئی بھی ایسا کلمہ زبان سے نکالنا یا تحریر میں لانا جس سے اس عزت و عظمت و محبت و قدر و منزلت میں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان حضرات کی ہے اس میں ادنیٰ فرق آتا ہو یا گستاخی کا ادنیٰ شائبہ ہو اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے نہیں تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور جو لوگ اس فعل شنیع میں کبھی بھی مبتلا ہوئے یا مبتلا ہیں نعوذ باللہ من ذلک ان کو فوراً ہی نہایت الحاح وزاری قلبی ندامت کیساتھ توبہ و استغفار کرنا چاہیئے اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرنا چاہیئے اور عہد پر قائم رہنے کے لئے متوجہ الی اللہ

ہوتے ہوئے خوب خوب دعائیں بھی کرتے رہنا چاہیئے انشاالله تعالیٰ سابقہ جرم عظیم کی معافی کیساتھ آئندہ مبتلا ہونے سے بفضلہ تعالیٰ حفاظت بھی ہوجائیگی ۔

توبہ واستغفار کی خاص اہمیت

(حدیث ۔ ۴۰) عَنِ الْاَغَرِّ بْنِ یَسَارٍ الْمُزَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ ۔

رواہ مسلم ۔ صحیح مسلم جلد ثانی اصح المطابع باب التوبہ ص ۳۴۶

حضرت اغر بن یسار المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو توبہ کرو اللہ کی طرف پس میں ایکدن میں اللہ کی طرف سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں ۔

صحیح مسلم جلد ثانی ص ۳۴۶

فائدہ : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں لوگوں کو خاص طور سے توبہ واستغفار کیطرف متوجہ فرمایا ہے اور لوگوں کو زیادہ متوجہ کرنے کے لئے اپنی توبہ کا ذکر فرمایا کہ میرا خود معمول ہے کہ ایکدن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں جس سے توبہ واستغفار کی خاص اہمیت معلوم ہوتی ہے انبیاء علیہ السلام گناہوں سے معصوم ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو سید الانبیاء والمرسلین ہیں آپ سے گناہ سرزد ہونے کا واہمہ بھی نہیں تو پھر آپ کا سو مرتبہ توبہ فرمانا بظاہر خوف وخشیت اظہار عبدیت اور تعلیم امت کے لئے ہوتا تھا نیز اس لئے بھی ہوسکتا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین (نیک لوگوں کی خوبیاں مقربین کے لئے گناہ بنجاتی ہیں) کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض ایسی ادنی ظاہری بات کو جس کو آپ نے فعل حسن اور اپنے خاص مشن دعوت الی الاسلام کے لئے زیادہ اہم اور مفید سمجھ کر کیا گناہ کا اسمیں ادنی شائبہ بھی نہیں لیکن ظاہری طور پر کوئی ایسی صورت سامنے آئی جو کہ آپ کی شان عالی سے درجہ میں کم معلوم ہوئی جیسا کہ کافر سرداروں کے اسلام لانے کی امید میں ان سے گفتگو فرماتے وقت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوران گفتگو کچھ بات کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دوران گفتگو دخل دینا گراں معلوم ہوا اس پر اللہ جل شانہ نے آپ کو مشفقانہ تنبیہ فرمائی آپ نے اس کو اتنا زیادہ اہم سمجھا کر روزانہ سو مرتبہ توبہ واستغفار فرماتے باوجودیکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے لئے مکمل مغفرت اور ایسے

اعلیٰ درجات اور مقامات کا پروانہ عطا فرمایا ہوا ہے جو آپ کے سوا اور کسی نبی کے لئے نہیں اس کے شکرانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے بھی بہت زیادہ عبادات میں مشغول ومنہمک ہوگئے اور ایسی لمبی نفلیں پڑھتے کہ پاؤں مبارک متورم ہوجاتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے اس سوال پر کہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں اور پھر عبادات میں اتنا مبالغہ فرماتے ہیں آپ نے جواب عطا فرمایا ۔ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا ۔ کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں ۔ اسمیں امت کے لئے اہم سبق ہے کہ ہمارے معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو حبیب رب سبحانہ ہیں وہ طاعات وعبادات توبہ واستغفار میں اسطرح مشغول رہیں اور ہم رات دن بڑے سے بڑے لاکھوں اور کروڑوں گناہ کئے جائیں اور کان پر جوں تک نہ رینگے کتنے رنج وافسوس کا مقام ہے ہم گنہگار رات دن بھی اگر توبہ واستغفار کرتے رہیں تب بھی کم ہے اپنی سیاہ کاریوں اور گناہوں کے معاف کرانے کے لئے توبہ واستغفار کی سخت ضرورت ہے کہ گناہ کبیرہ بغیر گناہوں کے معاف نہیں ہوتے ہمارے گناہ بکثرت اور بہت بڑے بڑے ہیں اور حکم عدولیاں بیحد ونہایت ہیں اور ہمارے کرتوت بہت سنگین ہیں جن کے لئے بہت ہی زیادہ اور اہتمام کیساتھ توبہ واستغفار کو اپنا معمول بنانے کی سخت ضرورت ہے خوف وخشیت انتہائی ندامت شرمندگی وافسوس کے ساتھ تلافی مافات یعنی گناہ کی وجہ سے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ضائع اور اپنے ذمہ ہوئے ان کو ادا کرتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا پختہ عہد کیجیئے کہ اس گناہ کے کرنے کا دل سے خیال تک بھی نکل جائے روئیے گڑگڑائیے اور اپنے غفور رحیم مولیٰ سے بار بار معافی کی درخواست کیجیئے اور کرتے رہیئے اور معافی کی امید رکھئے انشاالله معافی ہو جائیگی ۔ مولیٰ تو ایسے رحیم وکریم ہیں کہ خود بلا بلا کر اور خاص طریقہ توبہ خود ہی بتا کر اس پر عمل کرنے سے معاف فرما دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد حق سبحانہ وتعالیٰ ہے ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ ۔ ان کی روشنی ہے دوڑتی ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے کہتے ہیں اے رب

ہمارے پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے (ترجمہ شیخ الہندؒ) توبہ نصوح سچی وپکی صاف دل کی توبہ کو کہتے ہیں۔ توبہ کے مکمل ہونے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے اوّل اپنے گناہوں پر انتہائی ندامت وشرمندگی۔ دوسرے آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کر اس گناہ کے کرنے کا دل سے خیال تک بھی نکل جائے۔ تیسرے گناہ کی وجہ سے جو اللہ کے حقوق مثلاً نماز روزہ، زکوٰۃ وحج وغیرہ جو ذمہ میں ہوئے ان کی ادائیگی اور بندوں کے حقوق مثلاً کسی کا مال غصب کیا چوری کی کسی کو مارا برا بھلا کہا توہین کی کسی کی غیبت کی کسی پر بہتان باندھا وغیرہ جو کچھ ذمہ میں ہوا اس کی ادائیگی یا صاحب حق سے معافی ضروری ہے اس لئے کہ توبہ سے گناہ تو بے شک معاف ہو جاتا ہے لیکن حقوق باقی رہتے ہیں جنکی ادائیگی ضروری ہے۔ جب مومن بندہ اپنے مولیٰ کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور سچی وپکی صاف دل سے توبہ کرتا ہے تو قوی امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے اور گناہوں کی وجہ سے جو برائیاں اس پر تھیں ان کو دور فرمادیں گے اور جو عذاب وسزا اس پر مرتب ہوتی اس سے محفوظ فرمائیں گے اور ایسی جنت کے باغوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ قیامت کے دن نبی کے لئے اونچے اونچے درجے اور مقامات میں کسی قسم کی کوئی ادنیٰ ذلت کی بات نہیں اور ان کے مومن ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا درجات تو بہر حال ان کے اعمال کے مطابق ملیں گے لیکن ذلت ورسوائی کسی قسم کی نہ ہوگی اور کم وبیش ہر مؤمن کو نور وروشنی عطا فرمائی جائیگی جو ان کے آگے آگے اور دائیں جانب دوڑتی پھرے گی اور ان کے اس سخت دن کے مراحل بآسانی طے ہو رہے ہوں گے بخلاف منافقین کے کہ ان کی روشنی بجھ جائیگی اور وہ اندھیرے میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے مؤمن یہ دیکھ کر کچھ ڈریں گے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر دعا کریں گے کہ ہمارے رب ہماری روشنی کو باقی رکھئے بجھنے سے بچائیے اور اس کو بڑھائیے اور کامل فرما دیجئے اور ہماری مغفرت فرمادیجئے آپ تو مولیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔

توبہ نصوح کے بعد اگر پھر گناہ میں مبتلا ہو جائے تو پھر توبہ ٹوٹ جانے پر پہلے سے بھی زیادہ اللہ سے ڈریئے توبہ واستغفار میں اور زیادہ مبالغہ کیجئے اپنے رحیم وکریم مولیٰ سے معافی کی بار بار درخواست کیجئے روئیے اور گڑگڑائیے ہرگز مایوس نہ ہوئیے انشاء اللہ مولیٰ کی شان غفاری سے امید ہے کہ معافی ہو جائیگی اگر بار بار توبہ ٹوٹ جاتی ہے تب بھی

مایوس نہ ہوئیے ہر مرتبہ پہلے سے اور زیادہ توبہ واستغفار میں مبالغہ کی بے شک ضرورت ہے لیکن توبہ حقیقت میں توبہ ہونی چاہیئے محض زبانی جمع خرچ اللہ میری توبہ اللہ میری توبہ نہ ہونی چاہیئے قلوب کا حال جاننے والے اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہیں ان سے کوئی بات پوشیدہ رہنے والی نہیں حقیقی توبہ کے ٹوٹ جانے پر اللہ تعالیٰ کو اپنے گنہگار بندہ کی توبہ و استغفار بہت پسند ہے اس پر مہربان ہوتے ہیں اور معاف فرمادیتے ہیں جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وسلم اِنَّ الْعَبْدَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْہُ فَقَالَ رَبُّہٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْہُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْہُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَہٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِہٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَآءَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ نے گناہ کیا پھر اس نے کہا اے پروردگار میں نے جو گناہ کیا ہے اس کو معاف کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرے بندہ کو معلوم ہے کہ میرا پروردگار بخشتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے پکڑتا بھی ہے میں نے اپنے بندہ کا گناہ بخشدیا ایک مدت تک ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے چاہا پھر اس نے گناہ کیا پھر کہا اے اللہ میں نے گناہ کیا اس کو معاف فرمادے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرے بندہ کو معلوم ہے کہ میرا پروردگار معاف کرنے والا ہے اور گناہ کیوجہ سے مواخذہ بھی کرتا ہے پھر وہ ایک مدت تک ٹھہرا رہا جب تک اللہ نے چاہا پھر اور گناہ کیا پھر کہا اے پروردگار میں نے گناہ کیا اس کو معاف کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندہ کے علم میں ہے کہ میرا پروردگار بخشدیتا ہے اور گناہوں کیوجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندہ کو بخشدیا جو چاہے کرے یہ آخر کا جملہ انتہائی مہربانی اور غایت شفقت وعنایت کو ظاہر کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس پر ہے وہ گناہ کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیطرف متوجہ ہوتا ہے اپنے گناہ کے اقرار کے ساتھ یہ جانتے ہوتے کہ میرا رب گناہ کیوجہ سے پکڑتا بھی ہے تو ڈر وخوف بھی اس کے دل میں ہے اور بخشش بھی دیتا ہے اپنے رب کے معاف کر دینے کی امید لگائے ہوئے ہے اس کا

یہ فعل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پسند ہے اس لئے تین بار گناہ اور معافی کے بعد اس کو فرما دیا کہ میں نے بخش دیا جو چاہے کرے اللہ کے علم میں ہے اس کی یہ صفت کہ اگر گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً ڈرتے ہوئے شرمندگی کیساتھ معافی کی درخواست کرتا ہے آئندہ بھی یہی ہونے والا ہے اسی لئے اس کو کھلی معافی دیدے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس کو گناہ کی اجازت دیدی گئی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اس بندہ سے بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں جو اس کی طرف توبہ کے لئے متوجہ ہوتا ہے زیادتی خوشی کو ظاہری مثال کے ساتھ حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی انتہائی خوشی معلوم ہوتی ہے مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ رَاحِلَتُہٗ بِاَرْضِ فَلَاۃٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْہُ وَعَلَیْہَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْہَا فَاَتٰی شَجَرَۃً فَاضْطَجَعَ قَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِہٖ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ اِذْ ھُوَ بِہَا قَائِمَۃً عِنْدَہٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِہَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ اَللّٰھُمَّ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے توبہ کرنے سے بہت خوش ہوتا ہے جبکہ وہ توبہ کرتا ہے تمہارے میں سے اس شخص سے بھی زیادہ جسکی ریتیلے جنگل میں سواری گم ہو جائے اور اس پر اس کا کھانا پینا تھا اور وہ اس کے ملنے سے ناامید ہو گیا وہ ایک درخت کے سایہ کے نیچے ناامید ہو کر لیٹ گیا اچانک اس نے اپنی سواری کو دیکھا کہ اس کے پاس کھڑی ہے اس کی مہار پکڑ کر خوشی سے کہنے لگا اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں زیادتی خوشی سے بے قابو ہو کر اس سے غلطی ہو گئی۔ ریتیلے جنگل بیابان میں جہاں پیدل چلنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے اور کھانے پینے کا بھی کوئی انتظام دور دور نہیں ہوتا ایک مسافر کی سواری مع کھانے پینے کی ضرورت کی چیزوں کے اگر گم ہو جائے تو اس کو کس قدر فکر رنج وغم افسوس ہو گا بیان سے باہر ہے بھوکا پیاسا اپنی سواری تلاش کرتا کرتا تھکا ماندہ برا حال حالت ناامیدی میں موت کا انتظار کرتے ہوئے ایک درخت کے سایہ میں لیٹ گیا اچانک اس نے اپنی سواری کو مع پورے سامان کے اپنے پاس کھڑی دیکھی جلدی سے اس نے اٹھ کر اس کی مہار پکڑ لی اس موقعہ پر اس کو جتنی بھی خوشی ہو کم ہے خوشی کی زیادتی کیوجہ سے ایسا بے قابو ہوا کہ زبان بھی قابو سے باہر ہو گئی کہنا چاہتا تھا کہ اللہ میں تیرا بندہ اور تو میرا رب ہے اور نکلا یہ اے

اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ ایسے موقعہ پر سواری والے کو اپنی سواری کے اسطرح مل جانے کی وجہ سے جسقدر خوشی ہو سکتی ہے اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے توبہ کرنے والے بندہ سے خوش ہوتا ہے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے اسطرح خوش ہونا یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی شان کے مطابق ہے۔

دنیا کی ناپائیدار زندگی کے اچھے اور برے اعمال کا نتیجہ اور انجام چونکہ آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زندگی میں جنت اور دوزخ کی صورت میں یقیناً ملنے والا ہے اور کامیابی صرف اس کے لئے ہے جو دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہو گیا کہ اسمیں ہمیشہ ہمیشہ کی راحت اور نہ ختم ہونے والا آرام ہی آرام اور انواع واقسام کی نعمتیں ہیں۔ جنتی بن جانے کا ایسا تیر بہدف یقینی نسخہ کہ کبھی خطا کرنے والا نہیں مسمّٰی سید الاستغفار پیش نظر ہے جس کے صبح اور رات کو توجہ اور یقین کے ساتھ پڑھنے پر پابندی کرنے والا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی کے مطابق یقیناً جنتی ہے۔ بخاری میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ النَّھَارِ مُوْقِنًا بِھَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ قَالَھَا مِنَ اللَّیْلِ وَھُوَ مُوْقِنٌ بِھَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ تو کہے اے اللہ تو میرا پروردگار ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھ کو پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں تیری پناہ پکڑتا ہوں جو میں نے برائی کی ہے اور تجھ سے اقرار کرتا ہوں ان نعمتوں کیوجہ سے جو مجھ پر ہیں اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا میری مغفرت کر دے تیرے سوا کوئی مغفرت کرنے والا نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص ان الفاظ کو یقین کے ساتھ دن میں پڑھ لے اور اسی دن شام سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہے اور اگر کوئی شخص ان الفاظ کو یقین کے ساتھ رات کو پڑھ لے اور صبح سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہے ماشاء اللہ یہ مختصر عمل

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ سے فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تک کے یہ چند کلمات صبح اور رات میں پڑھ لینے سے جسوقت بھی موت آجائیگی کھلی جنت اور ہمیشہ ہمیشہ کی ہر قسم کی راحت وآرام اور ایسی ایسی نعمتیں حاصل کرانے والا ہے کہ جنکو کسی نے نہ دیکھا اور نہ سنا اور نہ کسی کے دل پر ان کا گذر ہوا اس پر ضرور پابندی کیجئے اور دل لگا کر یقین کے ساتھ پڑھ لیجئے کسی دن اور رات میں اس کو نہ بھولئے کیسا مختصر عمل اور کتنا بڑا اس کا فائدہ ہے۔

تکملہ

الحمد للہ والشکر للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس ۴۰ حدیثیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا فضل خاص اور لطف وکرم فرما کر مجھ نالائق سے پوری کرا دیں۔ یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک وعظیم سلطانک اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ اللہ تعالیٰ قبول بھی فرمالیں اور خوب خوب نشر واشاعت کرائیں اور امت کے لئے ان کے منافع اور فوائد عام فرمائیں اور بندہ کی غلطیوں کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کو معاف فرمائیں اور اپنے اور اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک کلام کی برکت سے بندہ کے معاصی کو اس کے فوائد ومنافع عامہ میں مانع نہ بنائیں۔ اگرچہ احادیث مختصر ہی ہیں لیکن مصالح عامہ اور حالات حاضرہ کہ اکثر بڑے بڑے گناہوں میں ابتلا عام ہو رہا ہے اور دین سے بے تعلقی کی وجہ سے حلال وحرام کا پتہ چلنا بھی مشکل ہو گیا ہے اس شدید ضرورت کی بنا پر چند حدیثیں مختصر سے ذرا طویل آگئیں جنکی وجہ سے یاد کرنے میں وہ آسانی نہ رہی جس کا اہتمام کیا گیا ہے تاہم زیادہ طویل نہیں کہ یاد کرنا ہی مشکل ہو۔ اس زمانہ میں عام طور پر لوگوں کی ہمتیں بہت پست اور دین کے لئے وقت لگانا تھوڑی محنت ومشقت اٹھانا بھی مشکل ہو رہا ہے اس لئے کئی مرتبہ دلمیں خیال آیا کہ مزید مختصر چہل حدیث آخر میں لکھ دی جائے کہ یاد کرنے میں آسانی ہو جائے الحمد للہ ایسی ایک ہی حدیث جو تنہا چالیس احادیث پر مشتمل ہے اور نہایت مختصر ہے اور اکثر مہمات دینی کو شامل ہے جس کو حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے فضائل قرآن کی چہل حدیث کے ختم ہونے پر تکملہ کے تحت درج فرمایا ہے۔ اچانک مل گئی اس کو بعینہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے فضائل قرآن سے مع ترجمہ کے نقل کرتا ہوں انشاء اللہ یاد ہونے میں آسانی کے ساتھ اس کے فوائد بھی خوب حاصل ہوں گے اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے فیوض وبرکات بھی شامل رہیں گے۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں۔ کنز العمال میں قدماء محدثین کی ایک جماعت کیطرف اس کا انتساب ہے اور متاخرین میں سے مولانا قطب الدین صاحب مہاجر مکی نے بھی اس کو ذکر فرمایا ہے کیا ہی اچھا ہو کر دین کے ساتھ وابستگی رکھنے والے حضرات

کم از کم اس کو ضرور حفظ کرلیں کہ کوڑیوں میں لعل ملتے ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الاربعین حدیثاً التی قال من حفظہا من امتی دخل الجنۃ قلت وما ھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان تؤمن باللہ[۱]۔ والیوم الآخر[۲]۔ والملئکۃ[۳]۔ والکتب[۴]۔ والنبیین[۵]۔ والبعث بعد الموت[۶] والقدر خیرہ وشرہ[۷] من اللہ تعالیٰ۔ وان تشہد ان لا الٰہ الا اللہ[۸] و ان محمدا رسول اللہ۔ وتقیم الصلوۃ[۹] بوضوء سابغ کامل لوقتہا۔ وتؤتی الزکوۃ[۱۰]۔ وتصوم رمضان[۱۱]۔ وتحج البیت[۱۲] ان کان لک مال۔ وتصلی اثنتی عشرۃ رکعۃ[۱۳] فی کل یوم ولیلۃ۔ والوتر[۱۴] لا تترکہ فی کل لیلۃ۔ ولا تشرک[۱۵] باللہ شیئا۔ ولا تعق[۱۶] والدیک ولا تاکل مال الیتیم[۱۷] ظلما۔ ولا تشرب[۱۸] الخمر۔ ولا تزن[۱۹]۔ ولا تحلف باللہ کاذبا[۲۰]۔ ولا تشہد شہادۃ[۲۱] زور۔ ولا تعمل[۲۲] بالہوی۔ ولا تغتب اخاک[۲۳] المسلم۔ ولا تقذف[۲۴] المحصنۃ۔ ولا تغل اخاک[۲۵] المسلم۔ ولا تلعب[۲۶]۔ ولا تلہ مع[۲۷] اللاہین۔ ولا تقل للقصیر[۲۸] یا قصیر ترید بذلک عیبہ۔ ولا تسخر باحد[۲۹] من الناس۔ ولا تمش[۳۰] بالنمیمۃ بین الاخوین۔ واشکر اللہ علی نعمتہ[۳۱]۔ وتصبر علی البلاء والمصیبۃ[۳۲]۔ ولا تامن[۳۳] من عقاب اللہ۔ ولا تقطع اقربائک[۳۴]۔ وصلہم[۳۵]۔ ولا تلعن احدا[۳۶] من خلق اللہ۔ واکثر[۳۷] من التسبیح والتکبیر والتہلیل۔ ولا

تدع حضور[۳۸] الجمعۃ والعیدین۔ واعلم ان[۳۹] ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطأک لم یکن لیصیبک۔ ولا تدع قراءۃ[۴۰] القرآن علی کل حال۔ رواہ الحافظ ابو القاسم بن عبد الرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن مندہ والحافظ ابو الحسن علی بن ابی القاسم بن بابویہ الرازی فی الاربعین وابن عساکر والرافعی عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ :-

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارہ میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا وہ کیا ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

[۱] اللہ پر ایمان لاوے یعنی اس کی ذات وصفات پر (۲) اور آخرت کے دن پر (۳) اور فرشتوں کے وجود پر (۴) اور پہلی کتابوں پر (۵) اور تمام انبیاء پر (۶) اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر (۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے (۸) اور گواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں (۹) ہر نماز کے وقت کامل وضو کرکے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتی ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو) اور ہر نماز کے وقت اشارہ ہے اس بات کیطرف کہ نئی وضو ہر نماز کے لئے کرے اگرچہ پہلے سے وضو ہو کہ یہ مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام سنن اور مستحبات کا اہتمام کرنا مراد ہے چنانچہ دوسری روایت میں وارد ہے۔ ان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوۃ (یعنی جماعت میں صفوں کا ہموار کرنا کہ کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلا نہ رہے) یہ بھی نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے) (۱۰) زکوۃ ادا کرے (۱۱) اور رمضان کے روزے رکھے (۱۲) اگر مال ہو تو حج کرے یعنی اگر جانے کی قدرت رکھتا ہو تو حج بھی کرے چونکہ اکثر مانع مال ہی ہوتا ہے اس لئے اسی کو ذکر فرمایا ورنہ مقصود یہ ہے کہ حج کے جملہ شرائط پائے جاتے ہوں تو حج کرے (۱۳) بارہ رکعات سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے اس کی تفصیل دوسری روایات میں اسطرح آئی ہے کہ صبح سے پہلے دو رکعت ظہر سے قبل چار رکعت ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء

AF-1181

کے بعد دو رکعت (۱۴) اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے چونکہ وہ واجب ہے اور حق اس کا سنتوں سے زیادہ ہے اس لئے اس کو تاکیدی لفظ سے ذکر فرمایا (۱۵) اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے (۱۶) اور والدین کی نافرمانی نہ کرے (۱۷) اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھاوے یعنی اگر کسی وجہ سے یتیم کا مال کھانا جائز ہو جیسا کہ بعض صورتوں میں ہوتا ہے تو مضائقہ نہیں (۱۸) اور شراب نہ پیئے (۱۹) زنا نہ کرے (۲۰) جھوٹی قسم نہ کھاوے (۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے (۲۲) خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کرے (۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے (۲۴) عفیفہ عورت کو تہمت نہ لگائے اسی طرح عفیف مرد کو (۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے (۲۶) لہو ولعب میں مشغول نہ ہو (۲۷) تماشائیوں میں شریک نہ ہو (۲۸) کسی پست قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہو یعنی اگر عیب دار لفظ ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ اس کے کہنے سے نہ عیب سمجھا جاتا ہو نہ عیب کی نیت سے کہا جاتا ہو جیسا کہ کسی کا نام بدھو پڑ جائے تو مضائقہ نہیں لیکن طعن کی غرض سے کسی کو ایسا کہنا جائز نہیں۔ (۲۹) کسی کا مذاق مت اُڑا (۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغلخوری کر (۳۱) اور ہر حال میں اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اسکا شکر ادا کر (۳۲) بلا و مصیبت پر صبر کر (۳۳) اور اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو (۳۴) اعزاء سے قطع تعلق مت کر (۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر (۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر (۳۷) سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر ان الفاظ کا اکثر ورد رکھا کر (۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ (۳۹) اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو کچھ تکلیف و راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا (۴۰) اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں مت چھوڑ سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو شخص اس کو یاد کرلے اسکو کیا اجر ملیگا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتقدس اس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمارے سیآت سے درگذر فرما کر اپنے نیک بندوں میں محض اپنے لطف وکرم سے شامل فرمالیں تو اس کی کریمی شان سے کچھ بعید نہیں پڑھنے والے حضرات سے بڑی لجاجت کے ساتھ استدعا ہے کہ دعاء خیر سے اس سیاہ کار کی بھی دستگیری فرمادیں۔

- انتہیٰ -

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ